عمران سیریز

ٹرپل ایجنٹ

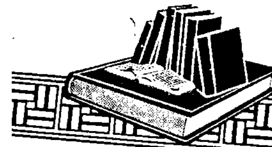


ارشاد العصر جعفری

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------ شہکار پرنٹنگ پریس ملتان

ARSLAN PUBLICATIONS MULTAN
Price Rs 75/-





محترم قارئین

السلام علیکم!

نیا ناول ''ٹرپل ایجنٹ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میرا یہ ناول اسرائیل پر ہے اور یہ بات تو تمام عالم اسلام جانتا ہے کہ یہودی ہمیشہ ہی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دنوں سے ہی ان یہودیوں نے اسلام کے خلاف سازشوں کا آغاز کر دیا تھا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ یہ بات بھی جانتے ہیں کہ اہل یہود انتہائی کنجوس ہیں لیکن جب مسلمانوں کے خلاف کوئی منصوبہ ہو تو یہی کنجوس قوم اربوں کھربوں ڈالرز بھی خوشی سے خرچ کر دیتی ہے۔ چونکہ پاکیشیا اسلام کا قلعہ ہے اس لئے اسرائیل سب سے زیادہ پاکیشیا کے خلاف ہی سازشیں کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ پاکیشیا کو کمزور کئے بغیر وہ اسلام کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے اور اس بار تو یہودیوں نے اہل ہنود اور ایکریمیا کو بھی اپنے ساتھ ملا کر پاکیشیا کے خلاف سازش کی۔ جب تین قومیں کسی ایک قوم کے خلاف مل کر کوئی سازش تیار کرتی ہیں تو پھر اس سازش کے نتائج بھی

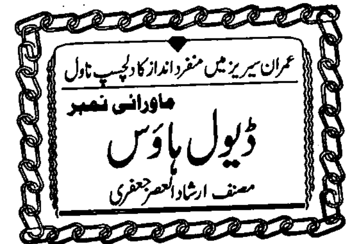
بھیانک نکلتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے پاکیشیا کو ایسے مجاہد عطا کئے ہوئے ہیں جو جوانمردی سے ایسی سازشوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے عزائم خاک میں ملا دیتے ہیں۔

پاکیشیا کو کمزور کر دینے کی اہل ہنود و اہل یہود کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے علی عمران اور اس کی ٹیم نے جو بھرتوڑ کوشش کی اس کے نتیجے میں ایک ایسا ناول معرض وجود میں آیا ہے جو اپنے تیز رفتار ایکشن، سسپنس اور تنوع کی وجہ سے مدتوں آپ کو یاد رہے گا۔ مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کے سامنے ایک منفرد ناول پیش کر رہا ہوں اور ناول پڑھنے کے بعد آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کریں اور مجھے خط لکھیں۔ مجھے آپ کے خطوط کا شدت سے انتظار رہے گا۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری



بلیو کلر کی ٹویوٹا کار ایک جھٹکے سے رابرٹ پلازہ کے پارکنگ ایریا میں رکی۔ دوسرے ہی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور لیڈی زاریہ نیچے اتر کر تیز رفتاری سے پلازہ کی طرف بڑھنے لگی۔ رابرٹ پلازہ اس کے والد کی ملکیت تھا۔ اس کا والد اسرائیل کا امیر ترین آدمی تھا جس کے کئی کاروبار دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے۔ اسرائیل کی معیشت میں وہ ریڑھ کی ہڈی تصور کیا جاتا تھا۔ وہ براہ راست سیاست میں حصہ نہیں لیتا تھا لیکن اسرائیل کا وزیراعظم اس کی مرضی کے بغیر منتخب نہیں ہوسکتا تھا۔

رابرٹ کٹر یہودی تھا اور مسلمانوں سے دشمنی اسے وراثت میں ملی تھی۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ دنیا میں موجود ایک ایک مسلمان کو وہ خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے لیکن چونکہ یہ اس کے بس میں نہیں تھا اس لئے وہ دل کھول کر ایسے منصوبوں پر دولت خرچ کرتا

جو مسلمانوں کے خلاف بنائے جاتے تھے۔

زاریہ اس کی اکلوتی بیٹی تھی۔ مسلمانوں کے خلاف رابرٹ کے اندر جو زہر بھرا ہوا تھا وہ بچپن سے ہی زاریہ کے اندر منتقل ہو گیا تھا۔ یہ اس کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ زاریہ اس سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کے خلاف تھی۔ زاریہ بچپن سے ہی مارشل آرٹ کی تربیت حاصل کر رہی تھی پھر جیسے ہی وہ جوان ہوئی اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف نے اس کی خصوصی تربیت کی اور اس تربیت کے بعد وہ سیکرٹ سروس میں شامل ہو گئی۔ ابتدائی طور پر اسے جو مشن دیئے گئے وہ ان میں کامیاب رہی۔ وہ تمام مشن مسلمانوں کے خلاف تھے۔ ان مشنز میں کامیابی کی وجہ سے اسرائیلی سیکرٹ سروس میں اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔

اب بھی وہ جوشنیا میں ایک مشن مکمل کر کے آئی تھی اور اس وقت اپنے والد سے ملنے اس کے آفس آئی تھی۔ رابرٹ پلازہ کی تیسری منزل پر اس کے والد کا وسیع و عریض دفتر تھا۔ وہ دفتر میں داخل ہوئی تو عملے کے افراد نے اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا لیکن وہ سب کو نظرانداز کرتی ہوئی اپنے والد کے کمرے میں داخل ہو گئی۔

''ویلکم مائی ڈیئر۔ ویلکم''...... رابرٹ نے بھی اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ہیلو ڈیڈ۔ کیسے ہیں آپ''...... اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور

اپنے والد سے ہاتھ ملایا۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں اور جب سے مجھے جوشنیا مشن میں تمہاری کامیابی کی خبر ملی ہے میرا تو ڈھیروں خون بڑھ گیا ہے''۔ رابرٹ نے اس سے کہا اور پھر اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ زاریہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''یہ سب آپ کی تربیت کا اثر ہے ڈیڈی۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی بیٹی اپنی زندگی میں کبھی کسی مشن میں ناکام نہیں ہو گی''۔ زاریہ نے بدستور مسکراتے ہوئے رابرٹ سے کہا تو وہ بھی مسکرانے لگا۔

''ڈیڈی۔ آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے جو آپ اس طرح مسکرا رہے ہیں''...... زاریہ نے مصنوعی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے اپنی بیٹی کی صلاحیتوں کا علم ہے مگر''...... رابرٹ بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

''مگر کیا ڈیڈی''...... زاریہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''مگر یہ کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہوں''۔ رابرٹ نے اپنی بات مکمل کی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ۔ مگر کیوں''...... زاریہ نے اپنے والد سے حیران ہو کر پوچھا۔

''تم نے حال ہی میں اسرائیلی سیکرٹ سروس جوائن کی ہے۔

تمہیں ابھی تک پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے فری لانسر ایجنٹ علی عمران کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اس لئے تمہاری حیرت بجا ہے جس دن تمہارا ٹکراؤ ان لوگوں سے ہوا پھر تمہیں پتا چلے گا کہ مشن ہوتا کیا ہے اور اسے پورا کیسے کیا جاتا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''اوہ۔ ڈیڈی۔ آپ ان لوگوں سے اس قدر متاثر ہیں''۔ زاریہ کی حیرت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔

''ہاں بیٹی۔ میں اسرائیلی سیکرٹ سروس سے بھی واقف ہوں یہ دنیا کی بہترین سیکرٹ سروس ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہماری سیکرٹ سروس آج تک کسی مشن میں کامیاب نہیں ہوئی''...... رابرٹ نے اپنی بیٹی زاریہ کی حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں اپنے چیف سے کہتی ہوں کہ وہ مجھے پاکیشیا کسی مشن پر بھیجے۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں''...... زاریہ نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

''ضرور۔ جس دن تم نے پاکیشیا میں مشن مکمل کیا وہ دن میری زندگی کا یادگار دن ہو گا۔ میں اپنی قوم سے فخر سے کہہ سکوں گا کہ دیکھو میری بیٹی نے کیسا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور تمہیں سیکرٹ سروس جوائن کرانے کا میرا مقصد بھی پورا ہو جائے گا''...... لارڈ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی۔ آپ یقیناً مجھ پر فخر کریں گے۔ اگر آپ مجھے پہلے ہی بتا دیتے تو میں پہلا مشن ہی پاکیشیا جا کر مکمل کرتی''...... زاریہ نے کہا۔

''اس سلسلے میں میری تمہارے چیف سے بات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ پہلے چند مشن تمہیں آسان دیئے جائیں تاکہ تمہیں کچھ تجربہ حاصل ہو جائے۔ ہر فیلڈ میں کام کرنے کے لئے تجربہ ضروری ہے۔ اب تم نے چند مشن نہایت کامیابی سے مکمل کر لئے ہیں اور تم تجربے کے ساتھ ساتھ اپنے چیف کا اعتماد بھی حاصل کر چکی ہو۔ اب شاید تمہارا چیف تمہیں کسی مشن پر پاکیشیا بھیج دے''...... رابرٹ نے کہا۔

''آپ نے مجھے بے چین کر دیا ہے ڈیڈی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں لمحوں میں پاکیشیا پہنچ جاؤں اور لمحوں میں مشن مکمل کر کے واپس آ جاؤں''...... زاریہ نے واقعی بے چین سے لہجے میں کہا۔

''تم اپنے چیف سے بات کر لو لیکن میں تمہیں پہلے پاکیشیا کے متعلق بتا دوں۔ پاکیشیا اسلام کا قلعہ کہلاتا ہے۔ یہ پہلا اسلامی ایٹمی ملک ہے یہاں کے لوگ مذہب کے بارے میں انتہائی جذباتی اور حساس ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو میں تمہیں بتا ہی چکا ہوں کہ یہ دنیا کی خطرناک ترین ایجنسی ہے''...... رابرٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ڈیڈی۔ میں نے پاکیشیا کے بارے میں بہت کچھ پڑھا اور سنا

ہوا ہے۔ اب آپ نے ذکر کیا ہے تو میں اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی دیکھ لوں گی“...... زاریہ نے متکبرانہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھنے لگی۔

”اوکے ڈیڈی۔ میں اب اپنے آفس چلتی ہوں۔ چیف سے میری آج ہی ملاقات ضروری ہے“...... زاریہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا پھر اس نے اپنا ہاتھ باپ کی طرف بڑھایا۔

”اوکے وش یو گڈ لک“......رابرٹ نے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ اپنے والد سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ اس کے آفس سے باہر چلی گئی۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت جولیا کے فلیٹ پر موجود تھے۔ ان دنوں چونکہ کوئی کیس نہیں تھا اس لئے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کا معمول تھا کہ وہ کسی ایک ممبر کے فلیٹ پر جمع ہوتے۔ گپ شپ کرتے۔ خود ہی کھانا تیار کرتے اور تمام دن ہنسی مذاق میں گزار دیتے۔ وہ عمران کو بھی فون کر دیتے تھے۔ اگر عمران کا موڈ ہوتا تو وہ بھی آ جاتا تھا۔ دوپہر کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ جولیا نے کھانا تو تیار کر لیا تھا لیکن ابھی تک ٹیبل پر لگایا نہیں تھا جبکہ ان سب کو سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

”مس جولیا۔ کیا عمران صاحب نے آنا ہے“...... جب کافی دیر گزر گئی اور کھانا نہ لگایا گیا تو نعمانی نے جولیا سے پوچھا۔

”ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ کھانا ہمارے ساتھ کھائے گا“۔ جولیا نے کہا۔

’’عمران نے آنا ہوتا تو اب تک آ چکا ہوتا۔ وہ خود تو کسی ہوٹل میں کھانا کھا رہا ہوگا لیکن ہم اس کے انتظار میں بھوکے مر رہے ہیں‘‘...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

’’بری بات ہے تنویر۔ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہیں کرتے‘‘۔ جولیا نے تنویر سے کہا۔

’’مس جولیا۔ آپ عمران صاحب کے موبائل پر کال کر کے پوچھیں کہ وہ آ رہے ہیں یا نہیں‘‘...... صفدر نے جولیا سے کہا تو جولیا نے سرہلاتے ہوئے اپنے لائن لینڈ نمبر سے عمران کے موبائل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ابھی اس نے مکمل نمبر پریس نہیں کئے تھے کہ ڈور بیل بج اٹھی۔ جولیا نے فون کا رسیور واپس رکھ دیا کیونکہ اس وقت دروازے پر عمران کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔ نعمانی نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو دروازے پر واقعی عمران موجود تھا۔

’’السلام علیکم یا اہلِ فلیٹ‘‘...... عمران کی مخصوص شوخ آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے وہ فلیٹ کے اندر تھا اور حسب معمول اس کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار بہہ رہی تھی۔

’’وعلیکم السلام‘‘...... ان سب نے بیک وقت عمران کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ آج آپ نے بہت انتظار کرایا۔ ہمارا تو

بھوک سے برا حال ہو رہا ہے‘‘...... صدیقی نے عمران سے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

’’وہ کیا کہتے ہیں کہ دیر آید درست آید۔ اور کھانا اسی وقت کھانا چاہئے جب تیز بھوک ہو۔ اگر بھوک نہ ہو اور انسان کھانا کھالے تو پتا ہے کیا ہوتا ہے‘‘...... عمران نے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

’’کیا ہوتا ہے عمران صاحب‘‘...... صدیقی نے پوچھا تو دوسرے ساتھی بھی عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔

’’اگر انسان بغیر بھوک کے کھانا کھا لے تو پھر وہ تنویر کی طرح ہو جاتا ہے‘‘...... عمران نے تنویر کے پھولے ہوئے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ عمران کو دیکھ کر اس کا منہ پھول گیا تھا۔

’’دیکھو۔ میں نے کتنی بار تمہیں منع کیا ہے کہ میرے منہ نہ لگا کرو‘‘...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا جولیا نے کھانا لگنے کا اعلان کر دیا اور وہ سب اٹھ کر ڈائننگ روم میں آ گئے۔ ایک تو سب کو بھوک لگی ہوئی تھی اور پھر کھانا بھی لذیذ تھا اس لئے وہ سب کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ کھانے کے دوران خاموشی ہی رہی۔

’’عمران صاحب۔ بہت دنوں سے فراغت ہے۔ ہم تو فارغ رہ کر بور ہو رہے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں‘‘...... کھانے کے بعد وہ واپس ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھے تو صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے تمہاری بوریت سے تمہارے چیف کو آگاہ کر دیا تھا۔ اس نے تمہارے لئے کچھ کاروبار سوچ لئے ہیں۔ بہت جلد تمہیں کاروبار سے متعلق احکامات مل جائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کاروبار۔ کیا ہم لوگ کاروبار کریں گے''...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ اس طرح کاروبار سے جو آمدنی ہو گی تمہارا چیف اس سے میرے بل چکائے گا کیونکہ میں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ آئندہ میں معاوضہ ایڈوانس لوں گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''کسی مشن کے لئے تمہیں بلایا کب جاتا ہے۔ تم تو خود بھاگے بھاگے پھرتے ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں پتا ہے چیف نے تنویر کے لئے کیا کاروبار سوچا ہے''۔ عمران نے تنویر کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے صدیقی سے پوچھا تو صدیقی نے انکار کی صورت میں گردن ہلائی۔

''تنویر کو نیم حکیم بنا کر بسوں میں دوائی بیچنے پر مامور کیا جائے گا۔ چیف کا کہنا ہے کہ اس کاروبار میں بہت منافع ہے اور چیف کی نظر میں تنویر اس کام کے لئے ایک سو دس فیصد پرفیکٹ ہے''۔ عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔ اسی لمحے جولیا چائے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی وہاں آئی۔ اس نے عمران کی بات سن لی تھی اور تنویر کا چہرہ بھی دیکھ لیا تھا جو غصے کی وجہ سے ٹماٹر

کی مانند ہو رہا تھا۔

''عمران۔ تم حد سے بڑھ جاتے ہو۔ میں چیف سے تمہاری شکایت کروں گی''...... جولیا نے عمران سے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ قدرے نارمل ہو گیا۔

''ارے۔ چیف کے ماتحت ہو تم۔ تم اپنے چیف سے ڈرو۔ میں کیوں ڈروں''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ تو تم چیف سے نہیں ڈرتے''...... جولیا نے عمران سے کہا تو اس نے انکار کی صورت میں سر ہلایا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی سرد اور سخت آواز سنائی دی تو جولیا مستعد ہو گی۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سب کو پتہ چل گیا کہ ایکسٹو کی کال ہے۔

''عمران تمہارے فلیٹ پر ہے''...... ایکسٹو نے جولیا سے عمران کے بارے میں پوچھا۔

''یس چیف۔ آج سب کا کھانا میرے فلیٹ پر تھا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''رسیور عمران کو دو''...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یس چیف''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے انتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا موبائل کیوں آف ہے''...... ایکسٹو کی سرد اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ چونکہ فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے وہ سب ایکسٹو کی آواز سن رہے تھے۔

''میرا موبائل آف ہے۔ اوہ۔ مجھے تو نہیں معلوم''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا۔ موبائل بیٹری ختم ہونے کی وجہ سے آف تھا۔

''چیف۔ میرے موبائل کی بیٹری آف ہو گئی ہے اس لئے کال رسیو نہیں کر رہا''...... عمران نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ غفلت ہے اور آئندہ ایسی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ سمجھے تم''...... ایکسٹو کی سرد اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور پسینہ صاف کرنے لگا۔

''جی۔ جی۔ چیف۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا''...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا اور موبائل فون چارجنگ کے لئے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

''آج حکومت کی جانب سے کوئی سائنسی کانفرنس ہو رہی ہے۔ یہ ہماری فیلڈ تو نہیں ہے لیکن سر سلطان نے تحریری گزارش کی ہے کہ عمران کو اس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا جائے اور چونکہ تم ان دنوں فارغ ہو اس لئے اس کانفرنس میں شریک ہونے میں کوئی

حرج بھی نہیں ہے لہٰذا تم سر سلطان سے ملو اور کانفرنس میں شرکت کرو''...... ایکسٹو نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر اس کا جواب سنے بغیر ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

''تم تو کہہ رہے تھے کہ تم چیف سے نہیں ڈرتے پھر چیف سے بات کرتے ہوئے تمہارے ماتھے پر پسینہ کیوں آ گیا تھا''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میرے ماتھے پر پسینہ تمہارے چیف کی وجہ سے تھوڑی آیا ہے۔ گرمی ہی اتنی زیادہ ہے اور جولیا نے اے سی بھی نہیں چلایا''۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر وہ پسینہ صاف کرنے لگا۔

''اب تم مانو نہ مانو۔ آج ہی نہیں ہم سب کئی موقعوں پر دیکھ چکے ہیں کہ چیف سے بات کرتے ہوئے تم خوف سے کانپنے لگ جاتے ہو''...... تنویر نے موقع دیکھ کر اپنا غصہ نکالتے ہوئے کہا۔

''پردہ نشینوں سے تو سبھی خوف کھاتے ہیں۔ کیوں صفدر''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے پردہ نشینوں کے درمیان رہنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے عمران صاحب''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری زندگی بھی کیا زندگی ہے۔ تنویر سے پوچھو جسے پردہ نشینوں کے درمیان صرف رہنے کا تجربہ ہی نہیں بلکہ سینڈل کھانے کا بھی وسیع تجربہ ہے۔ کیوں تنویر۔ میں سچ کہہ رہا ہوں نا''۔ عمران نے پہلے صفدر اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اپنے تجربات دوسروں کے کھاتے میں مت ڈالو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا مگر عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے فون کا رسیور اٹھایا اور سرسلطان کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ بولا نہ کریں فرمایا کریں۔ بولنا سلطانوں کے شایان شان نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے تم۔ تم فوراً سائنس ہال میں پہنچ جاؤ۔ وہاں سائنس کانفرنس ہو رہی ہے"...... سرسلطان نے عمران کی آواز سنتے ہی جلدی سے کہا اور پھر کوئی جواب سنے بغیر ہی رابطہ ختم کر دیا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"مجبوری ہے۔ اب تو فوراً جانا پڑے گا ورنہ سلطانی فرمان جاری ہو جائے گا کہ عمران کی گردن اڑا دی جائے اور تنویر خوش ہو جائے گا"...... عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا اور پھر اپنا موبائل فون لے کر جو اب قدرے چارج ہو گیا تھا، کمرے سے باہر نکل گیا۔

"بہانہ بنا کر بھاگ گیا ورنہ میں نے آج اسے لاجواب کر دینا تھا"...... عمران کے جانے کے بعد تنویر نے کہا۔

"عمران صاحب سے باتوں میں جیتنا کسی کے بس کی بات نہیں

ہے تنویر"...... صدیقی نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسی بھی بات نہیں ہے۔ بس ہم نے اسے ہوّا بنایا ہوا ہے"۔ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"میرے خیال میں کسی فضول بحث میں الجھنے کی بجائے کوئی ڈاکومنٹری مووی دیکھ لی جائے۔ جولیا۔ تم ٹی وی آن کر دو"۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے ٹی وی آن کر دیا اور چینل چیک کرنے لگی۔ ایک چینل پر ڈاکومنٹری مووی چل رہی تھی۔

"میرا خیال ہے یہی فلم دیکھ لی جائے"...... نعمانی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ مووی دلچسپ تھی اس لئے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جولیا نے ریموٹ سے چینل بدلا۔ یہ نیوز چینل تھا اور اس پر بریکنگ نیوز چل رہی تھیں۔

"سائنس ہال میں بم دھماکہ۔ کئی افراد ہلاک۔ ہلاک ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگایا جا رہا ہے"...... خبر سن کر وہ سب سکتے میں آ گئے۔ ایک گھنٹہ قبل عمران اس سائنس ہال میں گیا تھا۔

"عمران کا موبائل نمبر ملاؤ"...... فلیٹ کی گہری خاموشی کو تنویر کی آواز نے توڑا تو صفدر ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا کر عمران کے موبائل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن اس کے موبائل پر بیل نہیں جا رہی تھی۔

"عمران صاحب کے موبائل پر بیل نہیں جا رہی"...... صفدر نے

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''ری ڈائل کرو۔ بلکہ نمبر ہی دوبارہ پریس کرو۔ ٹھہرو۔ میں خود ٹرائی کرتا ہوں''...... تنویر نے صفدر سے کہا اور پھر خود اٹھ کر اس نے صفدر سے فون کا رسیور لیا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ کئی بار کوشش کرنے کے بعد اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نظر آنے لگے۔
''میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی کو سائنس ہال کی طرف جانا چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔
''ہاں۔ مگر اس سے پہلے ہمیں ایکسٹو سے بھی بات کر لینی چاہئے''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے سر ہلاتے ہوئے دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔
''ایکسٹو''...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ لاؤڈر آن تھا اس لئے سب ایکسٹو کی آواز سن رہے تھے۔
''چیف۔ سائنس ہال میں بم دھماکہ ہوا ہے اور کئی افراد کے ہلاک ہونے کی خبر ہے اور عمران بھی وہاں موجود تھا''...... تنویر نے ایکسٹو کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ مجھے دھماکے کی اطلاع مل چکی ہے۔ تم میں سے ایک ممبر سائنس ہال چلا جائے اور عمران کا پتہ کرے''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی جذبات سے عاری سرد آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''میں سائنس ہال جا رہا ہوں۔ باقی تمام لوگ یہیں موجود رہیں''۔ صفدر نے کہا۔
''صفدر۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی''...... جولیا نے گلوگیر لہجے میں کہا۔
''مس جولیا۔ مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ میں بس ابھی تھوری دیر میں واپس آ جاؤں گا۔ آپ حوصلہ رکھیں''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے فلیٹ سے باہر چلا گیا۔

"چیف۔ ڈیڈی بھی عمران کے گن گا رہے تھے اور آپ بھی اس کی تعریفوں کے پل باندھ رہے ہیں۔ چیف آخر یہ عمران ہے کیا بلا"...... زاریہ نے کہا۔ وہ اس وقت اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف کے دفتر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جیسے ہی عمران کا نام لیا تھا چیف نے اس کی تعریفیں شروع کر دی تھیں۔

"تم نے ٹھیک کہا ہے۔ عمران واقعی ایک بلا ہے اور اس کے مقابلے پر جانے کے لئے تمہیں باقاعدہ پلاننگ کرنا ہو گی۔ میں نے عمران کی تعریفیں نہیں کیں بلکہ اس کی صلاحتیوں سے تمہیں آگاہ کیا ہے تاکہ تم اسے کمزور حریف نہ سمجھ لو"...... اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ مجھے پاکیشیا جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ اب مزہ آئے گا"...... زاریہ نے بچوں کی طرح

خوش ہوتے ہوئے کہا تو چیف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں۔ پاکیشیا میں ایک مشن ہے جو تم نے مکمل کرنا ہے"۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف نے کہا۔

"میں اس مشن کی تفصیلات سننے کے لئے انتہائی بے چین ہوں"...... زاریہ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر توقیر نے ایک فارمولا بنایا ہے جسے اس نے ڈبلیو پی یعنی واٹر پاور کا نام دیا ہے۔ اس نے کوئی ایسا کیمیکل ایجاد کیا ہے جسے استعمال کر کے سمندر کے پانی کو بطور فیول استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر پاکیشیا نے یہ کیمیکل بنا لیا تو دنیا سے تیل کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ پاکیشیا انتہائی طاقتور اور امیر ترین ملک بن جائے گا۔ اسرائیل اور ایکریمیا سمیت تمام دنیا اس کی محتاج ہو جائے گی اور ہم ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔ اس لئے تم نے پاکیشیا جانا ہے اور ڈاکٹر توقیر کو اس کے فارمولے سمیت اسرائیل لے کر آنا ہے"...... اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف نے زاریہ کو مشن کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت آسان سا مشن ہے چیف"...... زاریہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو زاریہ۔ اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں یہ مشن صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے"۔ چیف نے غصیلے لہجے میں زاریہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو اس کا منہ بن

گیا۔

''اس مشن میں ایکریمیا کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ براؤن اور کافرستانی خفیہ ایجنسی زا کا ایجنٹ چتن راٹھور تمہارا ساتھ دیں گے لیکن اصل مشن ہم نے ان سے بھی خفیہ رکھنا ہے۔ اس فارمولے کی بھنک بھی انہیں نہیں ملنی چاہئے''...... چیف نے زاریہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے چیف کہ ہم ایک ہی مشن پر کام کریں اور انہیں مشن کے بارے میں کچھ علم ہی نہ ہو''...... زاریہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ان کے لئے ہم نے ایک علیحدہ مشن ترتیب دیا ہے جو ان کی نظر میں اصل مشن ہی ہو گا۔ تم تینوں اپنے اپنے طور پر پاکیشیا میں تخریبی کارروائیاں کرو گے۔ یہ کارروائیاں طویل عرصے تک ہوں گی جس کی وجہ سے پاکیشیا بہت کمزور ہو جائے گا اور اس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کافرستان اس پر حملہ کر دے گا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو سکا تو پاکیشیا کی معیشت اس قدر کمزور ہو جائے گی کہ وہ کئی سالوں تک سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے گا۔ تم نے انہی تخریبی کارروائیوں کے دوران اپنا اصل مشن مکمل کرنا ہے''...... چیف نے زاریہ سے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ اب بات کلیئر ہو گئی ہے''...... زاریہ نے

مطمئن لہجے میں کہا۔

''تمہیں انتہائی محتاط رہ کر اپنا مشن خاموشی سے مکمل کرنا ہے''۔ چیف نے کہا۔

''او کے چیف۔ راٹھور اور براؤن صاحب سے ملاقات کہاں اور کیسے ہو گی''...... زاریہ نے پوچھا۔

''ان دونوں کو ہم نے اسرائیل بلایا ہے۔ یہ دونوں کل شام یہاں پہنچ رہے ہیں پھر تم تینوں مل کر اپنا لائحہ عمل تیار کر لینا۔ تم اگر چاہو تو سروس کے کچھ آدمی بھی ساتھ لے جا سکتی ہو''...... چیف نے کہا۔

''پہلے میں راٹھور اور براؤن سے مل لوں پھر سوچوں گی کہ کیا کرنا ہے''...... زاریہ نے کہا۔

''او کے۔ وش یو گڈ لک''...... اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف نے کہا۔ جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔ زاریہ اس کا مطلب سمجھتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور چیف سے ہاتھ ملا کر اس کے دفتر سے باہر نکل گئی۔

زاریہ، براؤن اور راٹھور ایک کمرے میں موجود تھے۔ راٹھور اور براؤن آج ہی اسرائیل پہنچے تھے اور ان تینوں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف نے ان کا تعارف کرا دیا تھا۔ اب وہ اپنے مشن پر ڈسکس کر رہے تھے۔

''راٹھور صاحب۔ اس مشن میں ہمیں آپ نے لیڈ کرنا ہے کیونکہ اصل میں یہ مشن آپ کا ہے کہ ہم پاکیشیا کو اس قدر کمزور کر دیں کہ جب کافرستان اس پر حملہ کرے تو پاکیشیا اس قابل ہی نہ ہو کہ وہ کافرستان کا مقابلہ کر سکے''...... زاریہ نے کافرستانی خفیہ ایجنسی کے ایجنٹ راٹھور سے کہا۔

''جی ہاں۔ ہمارا مشن تو یہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکیشیا کا نام ونشان مٹا دیں''...... راٹھور نے کہا۔

''صرف پاکیشیا کا ہی نہیں ہم تو ایک ایک مسلمان کا نام ونشان

مٹا دینا چاہتے ہیں''...... براؤن نے کہا۔

''پاکیشیا کا نام ونشان تک مٹا دینا ممکن نہیں ہے۔ پاکیشیا ایٹمی ملک ہے۔ وہ کافرستان پر ایٹم بم بھی گرا سکتا ہے''...... زاریہ نے کہا مگر اس کی یہ بات راٹھور کو اچھی نہ لگی۔

''ہم بھی ایٹمی طاقت ہیں۔ ہم بھی پاکیشیا پر ایٹم بم گرا سکتے ہیں''۔ راٹھور نے کہا۔

''ہاں۔ آپ کا ملک پاکیشیا پر ایٹم بم گرا سکتا ہے لیکن جب تک پاکیشیا کے پاس ایٹم بم موجود ہیں آپ کا ملک کبھی بھی پاکیشیا پر ایٹم بم نہیں گرائے گا کیونکہ ایسی صورت میں پاکیشیا جوابی کارروائی کرے گا۔ خیر۔ میرے خیال میں ان باتوں کو رہنے دیں۔ ہمیں اپنے اصل مشن پر بات کرنی چاہئے۔ ہمارا مشن یہ ہے کہ پاکیشیا میں اتنی تخریبی کارروائیاں کی جائیں کہ پاکیشیا اس قدر کمزور ہو جائے کہ کافرستان کو اس پر حملہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے''...... زاریہ نے کہا۔

''پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں''...... براؤن نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''براؤن صاحب۔ یہ بات کہنا تو بہت آسان ہے لیکن کرنا تقریباً ناممکن ہے''...... زاریہ نے براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''براؤن ناممکن مشنز پر ہی کام کرتا ہے''...... براؤن نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر کام کریں۔ میں اور راٹھور صاحب وہاں تخریبی کارروائیوں کا وسیع نیٹ ورک پھیلاتے ہیں۔ میں اپنا گروپ لے کر جاؤں گی لیکن لیڈ مجھے راٹھور صاحب ہی کریں گے۔ ہم وہاں الگ الگ گروپ کی صورت میں کام کریں گے۔ ہمارا رابطہ ٹرانسمیٹر اور دیگر ذرائع سے ہو گا۔ وقت پڑنے پر ہم ایک دوسرے کی مدد بھی کریں گے۔ کیوں راٹھور صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے''...... زاریہ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔ مشن کی باقی پلاننگ ہم پاکیشیا پہنچ کر کریں گے''...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم کل مختلف پروازوں کے ذریعے مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے پاکیشیا کے لئے روانہ ہوں گے''...... زاریہ نے ان دونوں سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''مجھے اجازت دیجئے۔ روانگی سے قبل ملاقات ہو گی''...... راٹھو نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

''مس زاریہ۔ آپ اس راٹھور سے بہت متاثر لگ رہی ہیں۔ اتنی متاثر کہ اس کی ماتحتی میں کام کرنے کی خواہش مند ہیں''۔ راٹھور کے جانے کے بعد براؤن نے زاریہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں واضح طور پر طنز تھا۔

''ہاں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ مشن براہ راست ہمارا نہیں بلکہ کافرستان کا مشن ہے۔ ہم چونکہ مسلمانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں اس لئے اس مشن میں راٹھور کا ساتھ دے رہے ہیں ورنہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کافرستان کی خاطر پاکیشیا کو کمزور کرنے کی کارروائیاں کرتے پھریں''...... زاریہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس یہی وجہ ہے۔ کوئی اور وجہ تو نہیں''...... براؤن نے زاریہ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی اور وجہ۔ میں سمجھی نہیں۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں''۔ زاریہ نے کہا۔

''کہیں مسٹر راٹھور آپ کے دل کو اچھے لگ گئے ہوں اور آپ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر صرف اس مشن میں ہی نہیں بلکہ ساری زندگی ان کی ماتحت بن کر رہنا چاہتی ہوں''...... براؤن نے کہا تو زاریہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''نہیں۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ایسا ممکن بھی نہیں ہے''...... زاریہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہونا بھی نہیں چاہئے۔ یہ ایشیائی قوم، انتہائی پسماندہ، کاہل اور جاہل قوم۔ بھلا یہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ ہماری نظر میں یہ ایشیائی لوگ کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے''۔ براؤن نے تعصب بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں نفرت

کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

''میں ان کی حیثیت جانتی ہوں مسٹر براؤن''...... زاریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ مس زاریہ۔ یہ بتائیں کہ آپ آج رات فری ہیں''۔ براؤن نے زاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آج رات میری کوئی مصروفیت نہیں ہے''...... زاریہ نے جواب دیتے ہوئے کہا

''کیا خیال ہے آج رات کسی ہوٹل میں نہ گزاری جائے''۔ براؤن نے کہا۔

''مسٹر براؤن۔ میں آپ کی یہ خواہش کبھی بھی پوری نہیں کر سکوں گی اور اس قسم کی ناجائز خواہش رکھنے والے لوگوں کو میں اچھا بھی نہیں سمجھتی۔ آپ میرے مہمان ہیں۔ پلیز آئندہ ایسا مت سوچئے گا''...... زاریہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ آخر میں اس نے اپنے لہجے کو کچھ نرم کر لیا تھا۔

''اوکے۔ سوری۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ مجھے معاف کر دیں''۔ براؤن نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا تو زاریہ نے اثبات میں سر ہلا کر اسے معاف کرنے کا اشارہ کیا اور پھر براؤن چند لمحوں بعد زاریہ سے اجازت لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

پاکیشیا میں ایک سائنس کانفرنس ہو رہی تھی۔ لیڈی زاریہ اور راٹھور پاکیشیا پہنچ چکے تھے۔ وہ ایک ہی فلائٹ سے پاکیشیا پہنچے تھے جبکہ براؤن دوسری فلائٹ سے۔ زاریہ کے ساتھ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے تین تیز ترین ایجنٹ کلارک، ڈیوڈ اور شمعون تھے۔ لیڈی زاریہ اس گروپ کی انچارج تھی۔ کافرستان سے بیری اور دیو، راٹھور کی مدد کرنے کے لئے آ گئے تھے جبکہ براؤن نے اپنے اسسٹنٹ جمی کو بلا لیا تھا۔ انہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت کے علاقے ای نائن میں کوٹھیاں حاصل کر لی تھیں۔ یہ علاقہ ابھی زیر تعمیر تھا۔ کئی کوٹھیاں ابھی تعمیر کے مراحل میں تھیں۔ اس علاقے میں چھوٹی بڑی ہر طرح کی کوٹھیاں تعمیر ہو رہی تھیں۔ البتہ ایک چیز ان کوٹھیوں میں مشترک تھی اور وہ تھی ان کی جدت۔

راٹھور اپنے ماتحتوں کو کوٹھی پر چھوڑ کر لیڈی زاریہ کی کوٹھی پر آیا

ہوا تھا۔ وہ اپنے مشن پر ڈسکس کرنا چاہتے تھے۔ لیڈی زاریہ نے پہلے تو راٹھور کو چائے پیش کی اور اس کے بعد سائنس کانفرنس کے متعلق بتایا۔

''اس کانفرنس میں ملکی مندوبین کے علاوہ غیر ملکی شخصیات بھی شرکت کر رہی ہیں۔ اگر یہاں کارروائی کر دی جائے تو یقیناً پاکیشیا کو ایک زبردست دھچکا پہنچایا جا سکتا ہے''...... زاریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے ہم اس سائنس کانفرنس کو اڑا دیتے ہیں''...... راٹھور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''کانفرنس کل پاکیشیا کے سائنس ہال میں ہو رہی ہے۔ آپ اس کے لئے کیا پلاننگ کریں گے''...... زاریہ نے پوچھا۔

''اس کانفرنس کے جو منتظمین ہیں ان میں سے کسی ایک کو اغوا کر لیا جائے اور پھر اس کے میک اپ میں اس سائنس ہال میں بم رکھ دیا جائے۔ یہ بہت سادہ سی کارروائی ہو گی''...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے بھی یہی سوچا ہے۔ کلارک کو میں نے معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جیسے ہی وہ معلومات حاصل کر کے آتا ہے ہم کوئی جامع منصوبہ بندی کرتے ہیں''...... زاریہ نے کہا تو راٹھور نے تائید میں سر ہلا دیا۔

''اس منصوبے میں براؤن صاحب کو بھی تو شامل کرنا چاہئے''۔

راٹھور نے زاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں اسے فون کرتی ہوں''...... زاریہ نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔ جلد ہی رابطہ ہو گیا اور دوسری طرف سے براؤن نے ہی کال رسیو کی تھی۔

''ہیلو''...... دوسری طرف سے براؤن نے مختصراً کہا تو زاریہ نے اس کی آواز پہچان لی۔

''براؤن۔ میں زاریہ بول رہی ہوں۔ تمہارے ساتھ چائے پینے کو دل چاہ رہا ہے جلدی آ جاؤ''...... زاریہ نے کہا۔

''میں تمہاری طرف آنے والا تھا۔ بس اب چند منٹ میں پہنچ رہا ہوں''...... براؤن نے کہا تو زاریہ نے رسیور رکھ دیا اور پھر واقعی چند منٹ بعد براؤن ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے راٹھور اور زاریہ سے ہاتھ ملایا۔

''براؤن۔ یہاں ایک سائنس ہال ہے اور کل وہاں سائنس کانفرنس ہو رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کانفرنس ہال کو بموں سے اڑا دیں کیونکہ یہ پاکیشیا کے لئے بہت بڑا دھچکا ہو گا''۔ زاریہ نے براؤن کو اپنے پہلے منصوبے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ بہت اچھا پروگرام ہے''...... براؤن نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کلارک تفصیلات حاصل کرنے گیا ہوا ہے۔ وہ آنے والا ہو

گا۔ وہ آ جائے تو پلاننگ کرتے ہیں''...... زاریہ نے کہا اور اسی لمحے شمعون ان کے لئے چائے بنا کر لے آیا۔ اس نے ان تینوں کو چائے پیش کی اور واپس چلا گیا۔ ابھی وہ چائے پی ہی رہے تھے کہ ایک مقامی آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر براؤن اور راٹھور چونک پڑے۔

''حیران مت ہوں۔ یہ کلارک ہے۔ ہم یہاں مقامی میک اپ میں رہیں گے۔ مقامی میک اپ میں رہنے کا غیر ملکی افراد کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ جلد نظروں میں نہیں آتے''...... زاریہ نے کہا تو وہ دونوں مطمئن ہو گئے۔

''ہاں کلارک۔ کیا معلومات حاصل کر کے آئے ہو''...... زاریہ نے کلارک کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''مس زاریہ۔ اس کانفرنس کی منتظم اعلیٰ میڈم زینت ہیں۔ میڈیم زینت ہوم منسٹری میں تھرڈ سیکرٹری ہیں اور ان کا قد وقامت بالکل آپ جیسا ہے''...... کلارک نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو زاریہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''گڈ۔ میڈم زینت کو میں سنبھال لوں گی۔ میڈم زینت کے بارے میں دیگر معلومات اور تفصیلات''...... زاریہ نے پوچھا۔

''دیگر معلومات اس کاغذ پر درج ہیں اور تصویر میرے موبائل فون میں ہے''...... کلارک نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر زاریہ کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے موبائل فون پر

ایک تصویر بھی زاریہ کو دکھائی۔

''میرے خیال میں اس کا اغوا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا''...... زاریہ نے کاغذ کو غور سے پڑھنے کے بعد کہا اور پھر اس نے کاغذ میز پر رکھ دیا جسے پہلے راٹھور نے اٹھا کر پڑھا اور پھر براؤن نے بھی اس کاغذ کو پڑھا۔

''اس کام کے لئے کل صبح پانچ بجے کا وقت مناسب رہے گا۔ انتظامات وغیرہ سے فارغ ہو کر میڈم زینت رات دو تین بجے اپنے گھر پہنچیں گی اور پھر صبح سات آٹھ بجے سے پہلے اٹھنا ان کے لئے ممکن نہیں ہو گا''...... کلارک نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایک سائنس دان کی حیثیت سے اس کی کوٹھی پر جاؤں گی۔ میک اپ کا سامان میں اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ اپنا میک اپ اس پر اور اس کا میک اپ خود پر کر کے میں باآسانی اسے یہاں لے آؤں گی اور پھر سائنس ہال میں بم رکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا''...... زاریہ نے راٹھور اور براؤن کو اپنے منصوبے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''پروگرام تو آپ نے ٹھیک بنایا ہے۔ اگر کہیں کوئی گڑبڑ ہو گی تو''...... براؤن نے کہا۔

''کلارک ڈرائیور کے میک اپ میں میرے ساتھ ہو گا۔ ہم دونوں سچویشن سنبھال لیں گے اور اگر کوئی ایسا مسئلہ آن پڑا جو ہم دونوں کے کنٹرول سے باہر ہوا تو میں آپ لوگوں کو واچ ٹرانسمیٹر

پر اطلاع کر دوں گی۔ آپ میری مدد کے لئے فوراً آ جانا“۔ زاریہ نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”مجھے اجازت دیجئے۔ میں نے بھی ایک ٹارگٹ دیکھا ہے۔ میں اس کا جائزہ لے لوں پھر میں بھی کارروائی کرتا ہوں“۔ براؤن نے اٹھتے ہوئے کہا تو زاریہ اور راٹھور نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

”میں پہلے ٹارگٹ کا جائزہ لوں گا پھر اس پر ڈسکس کریں گے“...... براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”راٹھور صاحب۔ آپ کے لئے چائے اور منگواؤں“۔ براؤن کے کمرے سے نکلنے کے بعد زاریہ نے راٹھور سے پوچھا۔ زاریہ کا مقصد یہ تھا کہ راٹھور بھی اب وہاں سے رخصت ہو جائے لیکن وہ زاریہ کی بات سمجھ نہ سکا۔

”مس زاریہ۔ لگتا ہے آپ پر مسلمانوں کا اثر ہو گیا ہے“۔ راٹھور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھی“...... زاریہ نے کہا۔

”آپ صرف چائے کا ذکر کئے جا رہی ہیں۔ کچھ اور پینے پلانے کی بات کریں“...... راٹھور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا آپ شراب پینا چاہتے ہیں“...... زاریہ نے اس کی

بات سمجھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اگر ساقی آپ جیسا ہو تو زہر ملا جام بھی ہنسی خوشی پیا جا سکتا ہے“...... راٹھور نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کی اس بات کا مطلب بھی نہیں سمجھی“...... زاریہ نے کہا کیونکہ راٹھور نے شاعرانہ انداز میں بات کی تھی اور چونکہ زاریہ ہندی شاعری کے مزاج سے ناآشنا تھی اس لئے اسے راٹھور کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

”شاعرانہ انداز کی بات ہے مس زاریہ۔ ہمارے شاعر آپ جیسی حسینہ کے ہاتھوں سے زہر کا پیالہ پینے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں“...... راٹھور نے اسے اپنی بات سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

”تھینک یو مسٹر راٹھور۔ آپ نے میری تعریف کی۔ میں نے سنا تھا کہ ایشیائی مرد بہت خوبصورت انداز میں عورت کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ میں نے جو کچھ سنا تھا وہ سچ ہے“۔ اپنی تعریف سن کر زاریہ کے چہرے پر رنگ کھل اٹھا تھا۔ پھر وہ اپنی کرسی سے اٹھی اور کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھولی اور بلیک ہارس کی ایک بوتل اٹھا لائی۔ میز پر پانی کا جگ اور گلاس موجود تھے۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے بوتل کھولی۔

”مس زاریہ۔ میں تو نیٹ پیوں گا۔ آپ اپنے لئے پانی ملا لیں“۔

راٹھور نے کہا تو زاریہ نے اس کے لئے خالص شراب ہی گلاس میں ڈالی جبکہ اپنے گلاس میں اس نے نصف سے زیادہ پانی ملایا۔ راٹھور نے چار پانچ گھونٹ میں گلاس خالی کر دیا اور پھر سوالیہ نظروں سے زاریہ کی طرف دیکھا۔

’’آپ اور پی لیں۔ یہ بوتل ختم ہو گی تو اور بوتل آ جائے گی‘‘۔ زاریہ نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو مس زاریہ۔ آپ بہت اچھی میزبان ہیں‘‘...... راٹھور نے کہا اور گلاس بھر لیا۔ پھر جب پہلی بوتل ختم ہوئی تو زاریہ ایک اور بوتل اٹھا لائی۔ اس میں سے بھی اس نے اپنے لئے ایک گلاس تیار کیا اور باقی بوتل راٹھور کو دے دی۔ راٹھور نے اس میں سے بھی گلاس بھرا اور سپ کرنے لگا۔ اس پر شراب کا رنگ چڑھنے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہو گئی تھیں۔

’’مس زاریہ۔ آپ جیسی حسین لڑکی میں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھی‘‘...... راٹھور نے زاریہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو مسٹر راٹھور۔ آپ تو میری تعریف ہی کئے جا رہے ہیں‘‘...... زاریہ نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

’’ایشیائی لڑکیوں کو تو خیر رہنے دیں۔ وہ تو اتنی حسین ہوتی ہی نہیں ہیں جتنی یورپین لڑکیاں حسین ہوتی ہیں لیکن آپ ان سب سے حسین ہیں۔ کئی یورپین لڑکیاں میری زندگی میں آئی ہیں لیکن وہ

سب آپ کے سامنے ہیچ نظر آ رہی ہیں‘‘...... شراب کا اثر آہستہ آہستہ راٹھور پر تیز ہوتا جا رہا تھا جبکہ زاریہ کے چہرے پر اب غصے کے تاثرات پیدا ہو گئے تھے۔

’’مس زاریہ۔ کیوں نہ ہم آج کی رات ایک دوسرے کے نام کر دیں‘‘...... راٹھور نے مخمور آنکھوں سے زاریہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس پر شراب اتنی اثرانداز ہو گئی تھی کہ اسے زاریہ کے چہرے پر غصہ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ زاریہ کا گلابی چہرہ غصے کی شدت سے مزید سرخ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اپنے غصے کو کنٹرول کرتی رہی اور راٹھور اس دوران پرامید نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر زاریہ نے بہت مشکل سے اپنے غصے پر قابو پایا۔

’’راٹھور صاحب۔ اس قسم کی باتوں کو میں ناپسند کرتی ہوں۔ لہٰذا آپ آئندہ محتاط رہئے گا‘‘...... زاریہ نے نہایت ہی نرم لہجے میں راٹھور سے کہا۔

’’کیوں۔ کیا آپ عورت نہیں ہیں۔ میں مرد نہیں ہوں‘‘۔ راٹھور نے کہا۔

’’راٹھو صاحب۔ آپ اس وقت نشے میں ہیں اس لئے آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں‘‘...... زاریہ کا غصہ پھر بڑھنے لگا تھا لیکن اس نے کوشش کی کہ اپنی آواز کو نرم رکھے۔

’’میں ایسی دس بوتلیں پی جاؤں پھر بھی نہیں بہکتا مس زاریہ‘‘۔ راٹھور نے کہا تو زاریہ نے میز کے کونے میں لگا ہوا بٹن پریس کیا

تو کمرے سے باہر بیل بجی اور شمعون اندر آ گیا۔

''شمعون۔ راٹھور صاحب نے شراب زیادہ پی لی ہے یہ کار ڈرائیو نہیں کر سکتے تم انہیں ان کی کوٹھی تک چھوڑ آؤ۔ چلئے راٹھور صاحب۔ کل آپ سے ملاقات ہو گی''...... زاریہ نے پہلے شمعون اور پھر راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تھینک یو۔ میں خود چل بھی سکتا ہوں اور کار بھی ڈرائیو کر سکتا ہوں۔ او کے۔ کل ملیں گے''...... راٹھور نے زاریہ سے کہا اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے دروازے کی طرف مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ راٹھور کے جانے کے بعد زاریہ نے شمعون کو اشارہ کیا تو وہ بھی کمرے سے نکل گیا۔

''ایڈیٹ''...... زاریہ نے ان دونوں کے کمرے سے باہر جانے کے بعد کہا اور پھر خود بھی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

عمران نے سائنس ہال کے داخلی دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ ہال میں دل دہلا دینے والا دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اتنا زور دار تھا کہ عمران بھی اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ وہاں قیامت صغریٰ برپا ہو گئی۔ عمران نے انسانی گوشت کے لوتھڑے ہال کی دیواروں سے ٹکراتے ہوئے دیکھے۔ دیواروں اور فرش پر خون پانی کی طرح بہتا ہوا نظر آنے لگا۔

ہال میں موجود کئی لوگ ہلاک ہو چکے تھے۔ کئی زخمی ہو گئے تھے۔ بہت سے افراد بے ہوش ہو چکے تھے۔ باقی بچ جانے والے افراد باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ عمران سنبھل کر دروازے کے قریب کھڑا ہوا گیا تھا اور اندر سے باہر نکلنے والوں کو دیکھنے لگا۔ ان سب کے چہروں پر بدحواسی اور خوف و دہشت چھائی ہوئی تھی۔ عمران کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھومنے لگیں

لیکن وہاں کوئی بھی مشکوک آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پولیس بھاری تعداد میں وہاں پہنچ چکی تھی۔ ایمبولینس بھی پہنچ چکی تھیں۔ انٹیلی جنس کے اعلیٰ حکام بھی موقع پر پہنچ چکے تھے۔

''ارے۔ تم کون ہو اور اس طرح کیوں کھڑے ہو''...... ایک پولیس انسپکٹر نے عمران سے پوچھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے کوئی جواب دیتا اس کی نظر سوپر فیاض پر پڑی جو چند افسران کے ساتھ ہال کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ جو دیگر افسران تھے عمران ان سے بھی واقف تھا۔ وہ جلد ہی عمران کے قریب پہنچ گئے۔ سوپر فیاض نے عمران کو دیکھا۔

''عمران۔ تم یہاں۔ یہ دھماکہ کیسے ہوا''...... سوپر فیاض نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ پولیس انسپکٹر نے انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو عمران کے ساتھ بے تکلف دیکھا تو وہ وہاں سے کھسک گیا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ دھماکہ میں نے کرایا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا۔ اچھا تم آؤ ہمارے ساتھ''۔ سوپر فیاض نے عمران سے کہا اور پھر وہ سب ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال کے کئی شیشے ٹوٹ چکے تھے۔ آگے رکھے ہوئے فرنیچر کو شدید نقصان پہنچا تھا۔ سٹیج کے پرخچے اڑ چکے تھے۔ ایمبولینس کا عملہ، پریس فوٹو گرافر، ٹی وی چینلز کے کیمرہ مین، پولیس اور ڈاکٹرز سب ہی مصروف نظر آ رہے تھے۔ سوپر فیاض بھی ادھر ادھر گھوم کر جائزہ

لے رہا تھا۔ عمران بھی ہال کا جائزہ لے رہا تھا لیکن اسے کوئی قابل توجہ چیز نظر نہیں آئی تھی۔

''یہ سیکرٹ سروس کا کیس تو نہیں ہے پھر تم یہاں کس سلسلے میں نظر آ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے عمران سے پوچھا۔

''میں یہاں کانفرنس میں شرکت کے لئے آیا تھا اور چونکہ ابھی میری زندگی باقی تھی اس لئے میں لیٹ ہو گیا ورنہ میری نشست بھی سٹیج کے بالکل قریب تھی۔ سٹیج اور سٹیج کے قریب بیٹھے ہوئے تمام لوگ مارے گئے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ بہت ہی بزدلانہ حرکت ہے۔ میں مجرموں کو نہیں چھوڑوں گا''...... سوپر فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

''بہت سے ٹی وی چینلز کے کیمرہ مین یہاں موجود ہیں۔ تمہیں ان کے سامنے یہ بیان ضرور دینا چاہئے''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے گھور کر عمران کی طرف دیکھا تو عمران اس سے چند قدم آگے بڑھ گیا۔ عمران کافی دیر تک وہاں موجود رہا اور پھر وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ میں تو سائنس ہال جانے کے لئے تیار تھا''۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''زندگی باقی تھی اس لئے بچ گیا۔ اب تم چائے بنا کر لے آؤ''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو چائے بنانے چلا گیا۔ عمران اس دھماکے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کی سوچ کا سلسلہ فون کی بیل نے

توڑا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر بیٹے۔ میں سرسلطان بول رہا ہوں۔ عمران کا موبائل فون سگنل وصول نہیں کر رہا۔ وہ سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا اور وہاں دشمنوں نے بم بلاسٹ کر دیا ہے''...... سرسلطان کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

''جناب۔ میں نے ممبران کو ہسپتال روانہ کر دیا ہے''...... عمران نے بلیک زیرو کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے اس نے تم سے بھی رابطہ نہیں کیا۔ یااللہ۔ عمران کو محفوظ رکھنا۔ ملک و قوم کو اس کی ضرورت ہے''۔ سرسلطان نے مزید پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ انہوں نے فوراً ہی دعا مانگی تھی اور اسی لمحے بلیک زیرو چائے لے کر آ گیا۔

''جناب۔ اگر عمران صاحب خیریت سے ہوتے تو اب تک ان سے رابطہ ہو چکا ہوتا''...... عمران نے بدستور بلیک زیرو کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''خبردار۔ ایسی بات منہ سے مت نکالو''...... سرسلطان کی رندھی ہوئی آواز سنائی دی۔

''نجانے آج کے دور کے سلطان کیسے ہیں جو معمولی باتوں پر رونے بیٹھ جاتے ہیں جبکہ پہلے دور کے سلطان تو عوام کو رلا

کرتے تھے''...... اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو فون پر ایک لمحے کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔

''عمران۔ تم۔ تمہیں کسی کے جذبات کا ذرا بھی احساس نہیں ہے۔ تم اتنا بھیانک مذاق کرتے ہو''...... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے سی ایل آئی کی طرف دیکھا تو جولیا کے فلیٹ کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

''ایکسٹو''...... عمران نے کریڈل پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ سائنس ہال میں بم دھماکہ ہوا ہے اور کئی افراد کے ہلاک ہونے کی خبر ہے اور عمران بھی وہاں موجود تھا''...... دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز میں ہلکی ہلکی لرزش عمران نے صاف محسوس کر لی۔

''ہاں۔ مجھے دھماکے کی اطلاع مل چکی ہے۔ تم میں سے ایک ممبر سائنس ہال چلا جائے اور عمران کا پتہ کرے''...... عمران نے جذبات سے عاری سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کریڈل پر انگلی رکھ کر سلسلہ منقطع کر دیا اور پھر اس نے انگلی ہٹائی اور ٹون آنے پر سرسلطان کے آفس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ پی اے ٹو سرسلطان''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف

سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے''...... سرسلطان کے پی اے نے کہا اور پھر فون پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''یس۔ سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''عالی جاہ۔ غلام کئی بار عرض کر چکا ہے کہ سلطان بولا نہیں کرتے فرمایا کرتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کس لئے فون کیا ہے''...... سرسلطان نے ناراض سے لہجے میں پوچھا۔

''آپ مجھ سے ناراض ہیں حالانکہ ناراض تو مجھے ہونا چاہئے تھا''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں ناراض ہونا چاہئے تھا۔ کیوں''...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آپ نے مجھے ایسی جگہ بھیج دیا جہاں بم کا دھماکہ ہونا تھا''۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سرسلطان چند لمحوں کے لئے خاموش رہے اور پھر رابطہ ختم ہوگیا۔ عمران نے ایک مرتبہ پھر کریڈل پر انگلی رکھ دی۔

''پلیز عمران صاحب۔ آپ سرسلطان کو اتنا تنگ تو نہ کریں۔

وہ ہمارے بزرگ ہیں''...... بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے کریڈل سے انگلی ہٹائی اور ٹون آنے پر ری ڈائل کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ پی اے ٹو سرسلطان''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کرائیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

''یس۔ سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''عالی جاہ۔ جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں''...... عمران نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ میرا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے اور تم اسے اپنی فضول باتوں میں ضائع کر دیتے ہو''...... سرسلطان نے کہا۔

''چلئے۔ آج معاف کر دیجئے آئندہ اس قسم کا مذاق نہیں کروں گا''...... عمران نے معافی مانگتے ہوئے کہا۔

''وعدہ کرتے ہو''...... عمران کے معافی مانگنے پر سرسلطان نے فوراً نرم لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ وعدہ رہا۔ پکا وعدہ''...... عمران نے فوراً ہی سرسلطان

سے وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ جس وقت سائنس ہال میں بم بلاسٹ ہوا تم کہاں تھے"...... سرسلطان نے اس سے پوچھا۔

"اس وقت میرا پہلا قدم سائنس ہال کے داخلی دروازے پر تھا"...... عمران نے کہا۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم بال بال بچ گئے۔ عمران بیٹے۔ یہ دھماکہ کرنے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... سرسلطان نے عمران کے بچ جانے پر پہلے تو اللہ کا شکر ادا کیا پھر عمران سے مجرموں کے بارے میں پوچھا۔

"ہمارے دشمنوں کی کارروائی ہے۔ یہ کیس انٹیلی جنس کا ہے۔ وہ انوسٹی گیشن کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ بہت بڑا حادثہ ہے عمران بیٹے۔ بیس افراد جاں بحق ہوئے ہیں جن میں سے آٹھ غیر ملکی شخصیات ہیں اور تقریباً پچاس سے زائد افراد شدید زخمی ہیں"...... سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ انٹیلی جنس انوسٹی گیشن کی جو رپورٹ دے اس کی ایک کاپی مجھے بھجوا دیجئے گا"...... عمران نے سرسلطان سے کہا پھر اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"عمران صاحب۔ ان فونز کے چکر میں آپ کی چائے ٹھنڈی

ہو گئی۔ میں دوبارہ بنا لاتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ تازہ چائے بنا کر لے آیا۔ عمران چائے سپ پینے لگا اور ساتھ ساتھ اس دھماکے کے متعلق سوچنے لگا۔ اس کی نظروں کے سامنے انسان ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے۔ وہ سوچنے لگا کہ انسان کتنا تکبر کرتا ہے اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھنے لگتا ہے اور یہی انسان چند لمحوں میں خاک میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کا سارا تکبر، سارا زعم اس کے ساتھ ہی مٹی میں مل جاتا ہے۔

"عمران صاحب۔ آج آپ گہری سوچوں میں گم ہیں"۔ بلیک زیرو نے عمران کو سوچ میں ڈوبے دیکھ کر کہا۔

"اگر آج تم نے بھی زندہ انسانوں کو گوشت کے لوتھڑوں میں تبدیل ہوتے دیکھا ہوتا تو اس وقت تم بھی سوچ میں ڈوبے ہوتے۔ تم بھی سوچ رہے ہوتے کہ انسان قدرت کے سامنے کس قدر حقیر ہے۔ ایک معمولی سے کیڑے کی مانند لیکن یہی انسان خود کو کیا سمجھ لیتا ہے۔ فرعون تک بن جاتا ہے"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ بلیک زیرو ابھی اس سلسلے میں عمران سے کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر فون کی طرف دیکھا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی

آواز سنائی دی۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ آپ کو اطلاع دینی تھی کہ عمران خیریت سے ہے۔ صفدر سائنس ہال گیا تھا جہاں اس کی ملاقات سوپر فیاض سے ہوئی تو اس نے بتایا کہ عمران خیریت سے ہے''...... جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ایسی فضول باتوں کے لئے فون مت کیا کرو۔ میرا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''سس۔ سوری چیف''...... جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''طاہر۔ میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے فون کر لینا''...... عمران نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں کے بعد اس کی کار کنگ روڈ کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ہی وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔

''صاحب۔ بیس ہزار روپے دیجئے''...... سلیمان نے عمران کو دیکھتے ہی بیس ہزار روپے کا مطالبہ کر دیا۔

''بیس ہزار روپے۔ وہ کس خوشی میں''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''صاحب۔ صدقہ دینا ہے اور وہ بھی ہٹے کٹے دو بکروں کا''۔

سلیمان نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''صدقہ تم نے دینا ہے اور رقم میں دوں''...... عمران نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ آپ سائنس کانفرنس میں گئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ کی جان بچ گئی اس لئے اب آپ کو صدقہ دینا چاہئے''۔ سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی۔ صدقہ تو مجھے دینا چاہئے''...... عمران نے سلیمان کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''دینا چاہئے صاحب۔ تو لائیے بیس ہزار روپے نقد سکہ رائج الوقت''...... سلیمان خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''صدقہ دینا ہے نا۔ میں خود جا کر کسی غریب کو دے آؤں گا''۔ عمران نے کہا۔

''صاحب۔ آپ ایک بات بتائیں۔ ایک ایسا ملازم جس کے مالک نے کئی سال سے اسے تنخواہ نہ دی ہو اس سے بڑھ کر غریب اور مسکین کون ہو سکتا ہے''...... سلیمان نے نہایت ہی معصومیت سے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ اس بے چارے سے بڑھ کر تو اور کوئی غریب ہو ہی نہیں سکتا''...... عمران نے کہا۔

''میں ایسے ایک غریب ملازم کو جانتے ہوں صاحب۔ آپ بیس ہزار مجھے دے دیں میں اس بے چارے کو دے دوں گا''۔

سلیمان نے کہا۔

''اچھا۔ تم اسے جانتے ہو اور میں نہیں جانتا''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ آپ بھی اس غریب، مسکین اور بے چارے کو جانتے ہیں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کیا نام ہے اس بے چارے غریب مسکین کا''...... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ غریب، مسکین، بے چارہ آپ کے سامنے کھڑا ہے''۔ سلیمان نے یتیموں والی صورت بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ میں تمہیں تو صدقہ نہیں دے سکتا''...... عمران نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ صدقہ، خیرات پر پہلا حق ہی عزیز و اقارب کا ہوتا ہے۔ عزیز کے معنی رشتے دار۔ یعنی تمام رشتے دار جن میں بھائی، بہنیں، چچا، ماموں وغیرہ اور اقارب کے معنی دوست۔ ملنے جلنے والے، قرابت رکھنے والے۔ اگر ان میں سے کوئی اتنا غریب ہے کہ دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتا یا اپنے بچوں کو پڑھا نہیں سکتا یا ضرورت کے مطابق کپڑے نہیں خرید سکتا یا مقروض ہے تو سب سے پہلا حق اسی کا ہے لیکن ہم لوگ انہیں نظرانداز کر کے دیگر جگہوں پر جا کر صدقہ، خیرات کرتے ہیں۔ وہ صدقہ، خیرات قبول ہی نہیں ہوتا صاحب''...... سلیمان نے لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے

کہا۔

''جناب آغا سلیمان پاشا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کس شرط پر پورا اترتے ہیں''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''صاحب۔ میں مقروض ہوں۔ میں نے دودھ والے کا قرض چکانا ہے۔ میں نے کریانے والے کا قرض دینا ہے۔ کئی مہینوں سے اخبار کا بل نہیں دیا۔ اب تو خطرہ ہے کہ میرے خلاف اخبار میں خبر لگ جائے گی۔ میں نے جنرل سٹور والے کا قرض چکانا ہے۔ میں نے کپڑے والے کا قرض دینا ہے صاحب۔ کس کس قرضے کا ذکر کروں''...... سلیمان نے انگلیوں پر گنتے ہوئے کہا۔

''جنرل سٹور والے سے تم کس لئے شاپنگ کرتے ہو''۔ عمران نے سلیمان کے قرضوں کی تفصیل سننے کے بعد پوچھا۔

''صاحب۔ جنرل سٹور سے میں اپنے لئے شاپنگ نہیں کرتا۔ کچھ معزز خواتین میری واقف ہیں۔ میں نے انہیں شاپنگ کراتا ہوں لیکن آپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ بدقسمتی سے آپ کسی معزز خواتین سے واقف نہیں ہیں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو تمہاری صحیح ہے''...... عمران نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو سلیمان خوش ہو گیا۔

''تم میری جیبوں سے ہر ماہ ہزاروں روپے اڑا لیتے ہو۔ انہیں اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے ہو''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے

کہا تو سلیمان یکدم بوکھلا گیا لیکن پھر وہ جلد ہی سنبھل بھی گیا۔

”نہیں صاحب۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا تو بہت بڑی نیکی ہے“...... سلیمان نے کہا۔

”اس کی تمہیں سزا ملے گی آغا سلیمان پاشا صاحب“...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”آپ مالک ہیں صاحب۔ سزا دے سکتے ہیں لیکن نیکی پر سزا دینے سے یقیناً اللہ آپ سے ناراض ہوگا“...... سلیمان نے کہا۔

”اچھا۔ میرے کوٹ کی جیب میں تیس ہزار روپے موجود ہیں۔ اس میں سے بیس ہزار نکال لو“...... عمران نے کہا۔

”صاحب۔ وہ تو میں نے پرسوں ہی نکال لئے تھے اور ان تیس ہزار سے میں نے کئی نیکیوں کے کام کئے ہیں۔ ان نیکیوں کا ثواب آپ کے کھاتے میں جمع ہو جائے گا“...... سلیمان نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اچھا۔ ان نیکیوں کے کام کی تفصیل ذرا مجھے بتاؤ“...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ ایک نیک بی بی کو میک اپ باکس کی ضرورت تھی۔ میں نے اسے امپورٹڈ میک اپ باکس لے کر دیا۔ ساتھ میں کچھ اعلیٰ قسم کے پرفیوم بھی۔ پھر صاحب اس بیچاری کے پاس پہننے کو ڈھنگ کے کپڑے نہیں تھے۔ میں نے اسے کپڑے بھی دلا دیئے اور صاحب اسی دوران اسے بھوک لگ گئی تو میں نے اسے ہوٹل

میں کھانا بھی کھلایا۔ اب صاحب آپ خود بتایئے اس مہنگائی کے دور میں ان نیک کاموں کے لئے تیس ہزار روپے کچھ زیادہ تو نہیں ہیں“...... سلیمان نے تیس ہزار روپے کے خرچ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران اسے گھورنے لگا۔

”اچھا۔ تو یہ نیک کام ہیں“...... عمران نے تفصیل سننے کے بعد اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”صاحب۔ کیا کسی ضرورت مند کا تن ڈھانپنا ثواب کا کام نہیں ہے“...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہے۔ بہت بڑے ثواب کا کام ہے“...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو سلیمان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”اور اگر کوئی بھوکا ہو تو کیا اسے کھانا نہیں کھلانا چاہئے“۔ سلیمان نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

”ہاں۔ بھوکے کو کھانا کھلانا بھی بہت بڑے ثواب کا کام ہے“۔ عمران نے اس بات کی بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”پھر تو صاحب آپ مجھے شاباش دیں کیونکہ میں نے اتنے نیک کام کئے اور ان کا ثواب آپ کے کھاتے میں جمع ہو گیا“۔ سلیمان نے کہا۔

”اور وہ میک اپ باکس۔ کیا وہ بھی ثواب کی نیت سے خریدا ہے“۔ عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''صاحب۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے، وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ۔ صاحب۔ اب اگر زن ہی بے رنگ ہو گی تو کائنات کی تصویر میں رنگ کیسے بھرے جائیں گے۔ آپ کو تو میرا شکر گزار ہونا چاہئے کہ میں تصویر کائنات میں رنگ بھرنے کے اقدامات کرتا رہتا ہوں''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے محسوس کیا کہ اب سلیمان سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔

''اچھا۔ اب جاؤ اور میرے لئے چائے بنا کر لے آؤ''۔ عمران نے سلیمان کی باتوں سے تنگ آ کر کہا۔

''بہت بہتر صاحب۔ اگر آپ بیس ہزار روپے عنایت کر دیں تو میں کریانے والے کا بل ادا کر کے چائے کی پتی لے آؤں جو آج صبح سے فلیٹ میں نایاب ہے''...... سلیمان نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب تمہارے لئے ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔ جاؤ اور جلدی سے چائے بنا کر لاؤ''...... عمران نے کہا۔

''صاحب لوگوں کی یہی عادت تو بہت بری ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے حکم کی تعمیل چاہتے ہیں چاہے وسائل دستیاب ہوں یا نہ ہوں۔ اچھا صاحب۔ لاتا ہوں چائے۔ صبح ہمسائیوں سے جو پتی ادھار لایا تھا اسی کی بنا کر لاتا ہوں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے میز پر رکھا ہوا سائنس میگزین کا نیا شمارہ اٹھایا اور اس کا

مطالعہ کرنے لگا۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے میگزین میز پر رکھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''کون ہے''...... دروازے کے قریب پہنچ کر عمران نے عادت کے مطابق بلند آواز میں پوچھا۔

''کیا علی عمران صاحب کا فلیٹ یہی ہے''...... باہر سے پوچھا گیا۔ آواز نسوانی تھی۔

''جی ہاں''...... عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھول کر سامنے دیکھا تو اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں لیکن اسے دیر ہو گئی تھی۔ اسی لمحے دو دھماکے ہوئے اور عمران کے ذہن پر سیاہ چادر پھیلتی چلی گئی۔

''مبارک ہو مس زاریہ۔ ہماری پہلی کارروائی کامیابی کے ساتھ مکمل ہو گئی''...... راٹھور نے زاریہ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت زاریہ کی کوٹھی پر تھا۔ وہ لوگ ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ ٹی وی پر سائنس ہال کا منظر بار بار دکھایا جا رہا تھا۔ نیوز بلیٹن میں بتایا جا رہا تھا کہ اس بم دھماکے میں بیس سے زائد افراد ہلاک ہو گئے ہیں جبکہ زخمیوں کی تعداد پچاس سے زائد بتائی جا رہی تھی۔ اتنے افراد کی ہلاکت پر وہ دونوں بہت خوش ہو رہے تھے۔

''میں باس کو اپنی اس کارروائی کی اطلاع دے دوں''۔ زاریہ نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

''کال کہیں کیچ نہ ہو جائے''...... راٹھور نے ایک خدشے کے تحت کہا تو زاریہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یہ سیٹلائٹ موبائل فون ہے۔ اس کا اس ملک سے کوئی تعلق

نہیں اور اسرائیل میں بھی یہ نمبر خصوصی طور پر حاصل کئے گئے ہیں۔ وہاں بھی اس نمبر کی کال کیچ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ محفوظ ترین فون ہے''...... زاریہ نے کہا۔

''اوہ یس۔ میں بھول گیا تھا۔ میرے خیال میں تو اب ہر ملک کی سیکرٹ ایجنسیاں اسی قسم کے موبائل فون استعمال کرتی ہیں''۔ راٹھور نے کہا تو زاریہ نے سر ہلایا اور پھر موبائل فون پر نمبر پریس کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''ہیلو زاریہ۔ مبارک ہو۔ تم نے پاکیشیا کو زبردست دھچکا پہنچایا ہے۔ سائنس کانفرنس میں مقامی افراد کے ساتھ ساتھ آٹھ غیر ملکی مندوبین بھی ہلاک ہوئے ہیں جس سے پاکیشیا کی خوب بدنامی ہو گی''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے زاریہ کے باس کی آواز سنائی دی۔ باس سے اپنی تعریف سن کر وہ خوش ہو گئی۔

''تھینک یو باس۔ آپ نے دیکھ لیا کہ زاریہ کس قدر باصلاحیت ہے۔ آپ نے تو اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہوّا بنایا ہوا تھا''...... زاریہ نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی تمہارا سامنا علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہوا۔ جب ان سے سامنا ہو گا تو پھر تمہاری صلاحیتوں کا پتا چلے گا۔ ویسے میری نصیحت یہی ہے کہ تم کوشش کرنا کہ اس علی عمران سے تمہارا سامنا نہ ہو''...... باس نے کہا تو اسے اپنے باس کی نصیحت پر غصہ آ گیا۔ باس خوامخواہ ہی اسے ڈرا رہا تھا۔

''باس۔ جب میں آپ کو عمران کی موت کی رپورٹ دوں گی تو پھر آپ کو میری صلاحیتوں کا پتہ چلے گا''...... زاریہ نے غصیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو فون پر باس کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اندازہ ہے لیکن تم علی عمران کو نہیں جانتیں۔ بہرحال میں تو تمہاری کامیابیوں کا خواہش مند ہوں۔ اوکے وش یو گڈ لک''...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''مس زاریہ۔ پوری دنیا میں علی عمران کا بہت چرچا ہے''۔ راٹھور نے زاریہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تو پھر کیا خیال ہے۔ پہلے اس علی عمران کا قصہ تمام کر کے اپنے افسران کو یہ بتا دیا جائے کہ جس عمران کو وہ جن بھوت سمجھتے ہیں ہمارے سامنے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے''...... زاریہ نے راٹھور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے مس زاریہ۔ باقی ٹارگٹ بعد میں دیکھے جائیں پہلے اس عمران کا خاتمہ کر دیا جائے''...... راٹھور نے زاریہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے کیا پلاننگ ہونی چاہئے''...... راٹھور کی بات سن کر زاریہ نے اس سے پوچھا۔

''کسی پلاننگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں اس کے

فلیٹ پر چلتے ہیں جیسے ہی وہ فلیٹ کا دروازہ کھولے گا ہم دونوں اندھا دھند اس پر فائر کھول دیں گے''...... راٹھور نے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ کی بات دل کو لگتی ہے۔ اوکے چلئے۔ یہ کام ابھی کر لیں''...... زاریہ نے کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں نے اپنے اپنے ریوالور چیک کئے اور پھر پورچ کی طرف بڑھ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد ان کی کار عمران کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ انہوں نے کار فٹ پاتھ کے قریب پارک کی اور سیڑھیاں چڑھ کر عمران کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ راٹھور نے ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر ریوالور پر گرفت مضبوط کی اور دوسرے ہاتھ سے ڈور بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... چند لمحوں بعد اندر سے پوچھا گیا۔ اسرائیل سے چلتے وقت زاریہ نے عمران کی ویڈیو دیکھی تھی۔ اس ویڈیو میں اس کی مختلف لوگوں کے ساتھ بات چیت بھی ریکارڈ تھی۔ اس نے ویڈیو پر عمران کی آواز بھی سنی تھی۔ اندر سے جو آواز آئی تھی اس سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ عمران ہی کی آواز ہے۔ اس نے راٹھور کی طرف دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔

''کیا علی عمران صاحب کا فلیٹ یہی ہے''...... اس آواز کے جواب میں زاریہ نے پوچھا تو فلیٹ کا دروازہ کھل گیا۔ دروازے کھولنے والا علی عمران ہی تھا۔ دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر فائر کر دیئے۔ عمران کی کراہ سنائی دی اور وہ دروازے پر

گرتا چلا گیا۔ وہ دونوں تیزی سے واپس مڑے اور سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد ان کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی زاریہ کی کوٹھی کی طرف بڑھنے لگی لیکن کچھ دیر کی ڈرائیونگ کے بعد زاریہ نے کار ایک ویران سڑک پر ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

''اتر آیئے راٹھور صاحب''...... زاریہ نے کار سے نیچے اترتے ہوئے راٹھور سے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کار یہیں چھوڑ رہی ہیں آپ''...... راٹھور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ کار کئی لوگوں کی نظروں میں آ چکی ہے اس لئے اس کار کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اب یہ کار برآمد ہو بھی جاتی ہے تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے جس گروپ سے گاڑیاں حاصل کی ہیں وہ چوری شدہ گاڑیاں خریدتا اور فروخت کرتا ہے۔ ان گاڑیوں کی نمبر پلیٹس بھی جعلی ہوتی ہیں لہٰذا اس گاڑی سے ہمارا کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکتا''...... زاریہ نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک طرف بڑھنے لگے۔ کچھ آگے جا کر انہوں نے ایک ٹیکسی روکی۔ اس ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ ایک مارکیٹ میں پہنچے اور پھر اس مارکیٹ سے وہ ایک اور ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی کالونی میں پہنچ گئے۔ ٹیکسی انہوں نے کوٹھی سے کافی فاصلے پر رکوائی اور پھر جب ٹیکسی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ دونوں کوٹھی کی طرف بڑھنے لگے۔

''میں اپنے باس کو فون کر لوں کہ وہ جس عمران کو طوفان سمجھ رہے تھے ہم نے اسے تنکے کی مانند اڑا دیا ہے''...... زاریہ نے جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب سے موبائل فون نکالا اور ری ڈائل کا بٹن دبا دیا۔

''ہیلو باس۔ زاریہ بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی اس نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''یس زاریہ۔ تمہاری آواز بہت پرجوش لگ رہی ہے۔ خیریت تو ہے''...... باس نے اس کے جوش کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

''باس۔ باس۔ عمران ہٹ ہو گیا ہے''...... زاریہ نے جوشیلے لہجے میں اپنے باس کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''عمران ہٹ ہو گیا۔ کیا کہہ رہی ہو تم۔ کہیں تم نے شراب تو زیادہ نہیں پی لی''...... باس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''باس۔ آپ نے عمران کو ہوّا بنا رکھا تھا لیکن وہ ہمارے ہاتھوں چوہے کی مانند مارا گیا''...... زاریہ نے کہا۔

''تمہاری بات پر یقین نہیں آ رہا۔ بہرحال تفصیل بتاؤ''۔ باس نے کہا تو زاریہ نے تفصیل بتا دی۔

''انتہائی حیرت انگیز زاریہ۔ اگر واقعی عمران مارا گیا ہے تو یہ اس صدی کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ جب اسرائیل کے صدر صاحب یہ خبر سنیں گے تو یقیناً تمہارے لئے اسرائیل کے سب سے بڑے اعزاز کا اعلان کریں گے۔ جاگیریں تمہارے نام کر دی جائیں گی،

دولت کے ڈھیر تمہارے قدموں میں لگا دیئے جائیں گے۔ زاریہ تمہیں احساس نہیں ہے کہ یہ تمہارا کتنا بڑا کارنامہ ہو گا۔ تم عمران کی موت کی تصدیق کر کے مجھے بتاؤ تاکہ میں صدر صاحب کو تمہارے اس کارنامے کی رپورٹ دے سکوں''...... باس نے کہا تو زاریہ کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔

''باس۔ میں نے آپ کو حتمی رپورٹ دی ہے پھر بھی میں تصدیق کے لئے کلارک کو بھیجتی ہوں اور اس تصدیق کے بعد دوبارہ آپ کو فون کرتی ہوں''...... زاریہ نے کہا۔

''زاریہ۔ میں تمہارے فون کا شدت سے انتظار کر رہا ہوں''۔ باس نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔

''میں بھی اپنے افسران کو اطلاع دے دوں''...... راٹھور نے کہا اور زاریہ سے موبائل لے کر نمبر ملانے لگا۔ اسی دوران زاریہ نے کلارک کو عمران کے فلیٹ کی طرف بھیج دیا۔ راٹھور کے افسران نے بھی حیرت کا اظہار کیا اور اسے تصدیق کی ہدایت کی۔ یہ خبر ہی ایسی تھی کہ افسران اس پر یقین نہیں کر سکتے تھے۔ کافی دیر بعد کلارک واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے جس سے زاریہ کو حوصلہ ملا۔

''مس زاریہ۔ عمران ہٹ ہو گیا ہے۔ اس کی ڈیڈ باڈی کو ہسپتال والے اٹھا کر لے گئے ہیں''...... کلارک نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تھینک گاڈ''...... زاریہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ راٹھور کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا تھا۔ زاریہ ایک بار پھر اپنے باس کے نمبر ملانے لگی۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس مس زاریہ۔ کیا رپورٹ ہے''...... تیسری بیل پر اس کی کال رسیور ہوئی تو باس نے نہایت سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ کلارک تصدیق کر آیا ہے۔ عمران کی ڈیڈ باڈی ہسپتال والے لے گئے ہیں''...... زاریہ نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے''...... باس نے اس مرتبہ بھی نہایت سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''یس باس۔ میری اور راٹھور کی چلائی ہوئی گولیاں لگنے کے بعد عمران ہمارے سامنے ہی اپنے فلیٹ کے دروازے پر گر گیا تھا۔ ہمیں تو اس کی موت کا اسی وقت یقین ہو گیا تھا۔ تصدیق تو میں نے آپ کی تسلی کے لئے کرائی ہے''...... زاریہ نے کہا۔

''مس زاریہ۔ میں اس وقت صدر صاحب کے دفتر میں بیٹھا ہوں۔ آپ صدر صاحب کو تفصیل سے بتائیں کہ آپ نے کیا کیا ہے''...... باس نے کہا تو ایک لمحے کے لئے زاریہ کے ہاتھ کپکپا گئے۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس طرح صدر صاحب سے بات کرے گی۔

''جی مس زاریہ۔ آپ نے علی عمران کو کس طرح ہلاک کیا ہے''...... اگلے ہی لمحے موبائل پر صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ سر آپ۔ سر۔ آپ عمران کو جانتے ہیں''...... زاریہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ صدر سے کیا بات کرے۔

''ہاں۔ ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے کئی بار اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ وہ تو چھلاوہ سمجھا جاتا تھا مگر آپ نے اسے کیسے ہلاک کر دیا''...... صدر کی بارعب آواز سنائی دی تو زاریہ نے ایک دو گہرے سانس لئے اور پھر اس نے راٹھور کے ساتھ عمران کے فلیٹ پر جانے اور عمران پر فائرنگ کرنے اور پھر عمران کے دروازے پر گرنے کی مکمل تفصیل بتا دی۔

''مس زاریہ۔ اگر واقعی عمران ہلاک ہو گیا ہے تو ہم آپ کو اسرائیل کے سب سے بڑے اعزاز سے نوازیں گے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ آئندہ دس سال کے لئے اسرائیل کی پرائم منسٹر بھی ہوں گی''...... صدر نے کہا۔ اسرائیلی صدر کی بات سن کر زاریہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ آئندہ دس سال کے لئے اسرائیل کا پرائم منسٹر بننا اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اور اسرائیل کے سب سے بڑے اعزاز کی خواہش تو اسرائیل کے ہر شہری کو تھی لیکن یہ اعزاز اب تک صرف دو تین افراد کو ہی ملا تھا۔ اس کا والد اسرائیل کی بہت بڑی شخصیت تھا۔ پرائم منسٹر اس کی مرضی کا بنتا تھا لیکن یہ اعزاز جسے نشان اسرائیل کہا جاتا تھا اس کے والد کو بھی نہیں ملا تھا۔

''سر۔ کچھ ہی دیر تک عمران کی موت کا سرکاری طور پر بھی

اعلان کر دیا جائے گا''...... زاریہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ سرکاری تصدیق کے بعد ہم خود آپ کو فون کریں گے اور اس احسان کا شکریہ ادا کریں گے جو آپ نے اسرائیلی قوم پر کیا ہے''...... اسرائیلی صدر نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔

''راٹھور صاحب۔ عمران تو واقعی کوئی بہت بڑی بلا تھی۔ ہمارے صدر صاحب کو تو اس کی موت کا ابھی تک یقین نہیں آ رہا''۔ رابطہ ختم ہوتے ہی زاریہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کے صدر صاحب کے انداز سے تو ایسا ہی لگتا تھا۔ ذرا اپنا موبائل دکھائیں میں بھی کلارک کی تصدیق کے بارے میں اپنے افسران کو اطلاع کر دوں۔ اس کے بعد میں بھی اپنے لئے سیٹلائٹ موبائل فون منگواتا ہوں''...... راٹھور نے زاریہ سے کہا تو زاریہ نے اسے اپنا موبائل فون دے دیا۔ راٹھور نے جب اپنے افسران کو کلارک کی تصدیق کے بارے میں بتایا تو انہوں نے بھی بے یقینی کا اظہار کیا اور ساتھ ہی بتایا کہ اگر راٹھور کی بات سچی ہو گی تو نہ صرف اسے اعزازات سے نوازا جائے گا بلکہ اس پر مال و دولت کی بارش کر دی جائے گی۔ راٹھور فون کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ ان دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر وہ یکدم اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران فاروقی ہسپتال میں تھا۔ اسے دو گولیاں لگی تھیں۔ ایک گولی بازو میں اور دوسری گولی پیٹ میں۔ بجلی کے بار بار فیل ہو جانے کی وجہ سے فلیٹ کے حفاظتی نظام میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تھا اس لئے دروازے پر لگا کیمرہ آف تھا ورنہ فلیٹ میں لگی ڈینجر بیل اسے خطرے سے آگاہ کر دیتی۔

ڈاکٹر فاروقی نے آپریشن کر کے دونوں گولیاں نکال دی تھیں اور عمران تیزی سے روبصحت تھا۔ ڈاکٹر فاروقی نے بلیک زیرو کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے عمران کو طویل نیند کے انجکشن لگا دیئے تھے۔ بلیک زیرو اس کے عزیز کی حیثیت سے ہسپتال پہنچا تھا۔ جب بلیک زیرو عمران کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو وہ دانش منزل واپس آ گیا۔ دانش منزل واپس آ کر ابھی وہ اپنی سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”طاہر صاحب۔ صاحب کی حالت اب کیسی ہے“...... رسیور اٹھاتے ہی سلیمان کی بے چین آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب اب بہت بہتر ہیں سلیمان۔ ان پر حملہ کرنے والوں کو تم نے دیکھا تھا“...... بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

”میں نے انہیں کھڑکی سے دیکھا تھا جب وہ کار میں سوار ہو رہے تھے۔ سفید رنگ کی ٹیوٹا کار تھی اور ایک دکاندار نے اس کا نمبر نوٹ کیا ہے نمبر ہے۔ تھری فور تھری فائیو سی۔ کار میں ایک لڑکی اور ایک مرد تھا۔ لڑکی غیر ملکی تھی جبکہ مرد مقامی تھا۔ اسی دکاندار نے ان دونوں کا حلیہ بھی بتایا ہے“...... سلیمان نے بلیک زیرو کو حملہ آوروں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا اور پھر ساتھ ہی اس نے ان کا حلیہ بھی بتا دیا۔

”ہونہہ۔ سلیمان میں ان مجرموں کو دیکھتا ہوں۔ تم فاروقی ہسپتال عمران صاحب کی دیکھ بھال کے لئے چلے جاؤ۔ میں ڈاکٹر فاروقی کو تمہارے متعلق کہہ آیا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”بہت بہتر طاہر صاحب۔ میں ابھی جاتا ہوں“...... سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔

”ایکسٹو“...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے پر بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو‘‘...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’جولیا۔ ایک کار کا نمبر نوٹ کرو۔ تھری فور تھری فائیو سی۔ یہ سفید رنگ کی ٹیوٹا کار ہے۔ صفدر سے کہو کو وہ رجسٹریشن آفس سے اس کار کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور دیگر ممبران سے کہو کہ وہ اس کار کا سراغ لگائیں‘‘...... بلیک زیرو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

’’چیف۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے‘‘...... بلیک زیرو کی ہدایت سننے کے بعد جولیا نے پوچھا۔

’’فی الحال کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس کار پر دو افراد سوار تھے۔ ایک غیر ملکی لڑکی اور ایک مقامی آدمی۔ اور انہوں نے عمران کے فلیٹ پر پہنچ کر عمران پر فائرنگ کی اور پھر وہ فرار ہو گئے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’عمران پر فائرنگ۔ اوہ۔ سر۔ عمران خیریت سے تو ہے نا‘‘۔ جولیا نے یکدم پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ اب عمران خیریت سے ہے۔ اسے دو گولیاں لگی تھیں۔ ڈاکٹر فاروقی نے آپریشن کر کے گولیاں نکال دی ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’او کے چیف۔ میں ممبران کی ڈیوٹی لگا دیتی ہوں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ممبران نے ان دونوں حملہ آوروں کو بھی ٹریس کرنا ہے‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا پھر اس نے سلیمان کے بتائے ہوئے حلیئے بتا کر رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ گھنٹی بج اٹھی۔

’’ایکسٹو‘‘...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’طاہر بیٹے۔ سلطان بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے عمران بیٹے کو‘‘۔ سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

’’سر۔ ان پر دشمنوں نے حملہ کر دیا تھا۔ اب عمران صاحب خیریت سے ہیں۔ فاروقی ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اتنا بڑا واقعہ ہو گیا اور تم نے مجھے اطلاع تک نہیں دی‘‘۔ سر سلطان نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

’’سر۔ میں ابھی فاروقی ہسپتال سے ہی ہو کر آیا ہوں۔ ممبران کو میں نے مجرموں کی تلاش پر لگا دیا ہے اور اب آپ کو فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس سے واقعی غفلت ہو گئی تھی۔ اسے سب سے پہلے سر سلطان کو فون کرنا چاہئے تھا۔

’’اچھا ٹھیک ہے۔ میں اب فاروقی ہسپتال جا رہا ہوں۔ عمران کے پاس ہے‘‘...... سر سلطان نے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ سلیمان کو بھیجا ہے اور امید ہے کہ جولیا بھی وہاں

پہنچ گئی ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا تو سرسلطان نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں۔ اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ وہ اپنے لئے چائے بنانے چلا گیا۔ وہ چائے بنا کر واپس آیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ صفدر بول رہا ہوں۔ تھری فور تھری فائیو سی جعلی نمبر ہے''...... دوسری طرف سے صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو جانتا تھا کہ اس قسم کے جرائم میں مجرم اصل نمبر پلیٹ والی گاڑیاں استعمال نہیں کرتے۔

''او کے۔ تم ان مجرموں کو ٹریس کرنے کی کوشش کرو۔ حلیئے تمہیں جولیا نے بتا دیئے ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یس چیف۔ مس جولیا نے مجرموں کے حلیئے بتائے ہیں۔ چیف۔ کیا پہلے میں عمران صاحب کی عیادت کے لئے چلا جاؤں''۔ دوسری طرف سے صفدر نے پوچھا۔

''جو ضروری کام ہے پہلے وہ کرو۔ عیادت کسی فارغ وقت میں کی جا سکتی ہے''...... بلیک زیرو نے یکدم غراتے ہوئے کہا۔

''جج۔ جج۔ جی۔ چیف''...... صفدر کی ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھے ابھی چند

لمحے ہی گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ تنویر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف تنویر کی نہایت ہی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا بات ہے''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ مس جولیا نے ایک آرڈر دیا تھا۔ اس کی رپورٹ آپ کو دینی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں بولو۔ کیا رپورٹ ہے''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ سفید رنگ کی ٹیوٹا تھری فور تھری فائیو سی۔ شاہراہ ابراہیم کے ایک فٹ پاتھ کے قریب موجود ہے''...... تنویر نے کہا۔

ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم کار وہاں چھوڑ کر گئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ کار کو وہیں کھڑا رہنے دو اور تم مجرموں کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ جولیا نے مجرموں کے حلیئے تمہیں بتائے ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یس چیف۔ مس جولیا نے مجرموں کے حلیئے ہمیں بتائے ہیں اور ہم مجرموں کی تلاش میں ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔

''تم نے جولیا کو رپورٹ دینے کی بجائے براہ راست مجھے فون کیوں کیا ہے''...... بلیک زیرو نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے پہلے مس جولیا کو ہی کال کرنے کوشش کی تھی لیکن مس جولیا کا موبائل فون آف ہے۔ ان کے فلیٹ کے نمبر پر بیل جا رہی ہے لیکن کال رسیو نہیں کی جا رہی۔ واچ ٹرانسمیٹر پر بھی کوئی رسپانس نہیں مل رہا''...... تنویر نے کہا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جولیا فاروقی ہسپتال گئی ہو گی۔ اسی لئے صفدر اور تنویر نے اسے براہ راست رپورٹ دی تھی ورنہ وہ ہر قسم کی رپورٹ جولیا کو دیتے تھے اور جولیا اسے رپورٹ دیتی تھی۔

''یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے حملہ آوروں کے بارے میں سوچا۔ حملہ آوروں میں لڑکی سفید فام تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ پھر کوئی غیر ملکی ایجنسی یا مجرم عمران کے قتل کا منصوبہ لے کر آئے ہیں یا اپنے اصل مشن سے پہلے عمران کو خطرہ جان کر وہ عمران کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔ بلیک زیرو کافی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن رسیور کسی نے نہ اٹھایا۔ پھر اس نے جولیا کے موبائل فون کے نمبر ملائے۔ یہ سیٹلائٹ موبائل فون تھا اور عمران نے سیکرٹ سروس کے لئے خصوصی نمبر حاصل کئے تھے۔ ان نمبرز سے کی جانے والی کال اور ان نمبرز پر آنے والی کال کسی بھی طرح ریکارڈ یا ٹریس نہیں ہو سکتی تھی۔ نمبرز جاری کرنے کے بعد کمپنی نے ان نمبرز کا ہر طرح کا ریکارڈ حذف کر دیا تھا لہٰذا یہ ہر طرح سے محفوظ موبائل نمبرز تھے۔

''یس چیف۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے موبائل فون کی کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں ہو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ میں اس وقت شاہراہ ابراہیم پر ہوں۔ مطلوبہ کار ابھی تک ادھر ہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کچھ دیر پہلے تم مکمل طور پر ہر رابطہ سے آؤٹ ہو گئی تھیں۔ کہاں تھیں تم''...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ میرے موبائل کی بیٹری لو ہو گئی تھی۔ میں نے اسے کار میں چارجنگ پر لگایا ہوا تھا اور واچ ٹرانسمیٹر میرے پرس میں تھا جس کی وجہ سے میں اس پر آنے والی کال رسیو نہیں کر سکی''۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس دوران تم خود کہاں تھیں''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ میں عمران کی عیادت کے لئے فاروقی ہسپتال گئی تھی''۔ جولیا نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''جولیا۔ عمران کی عیادت کسی فارغ وقت میں کی جا سکتی تھی۔ تم پہلے کام کو اہمیت دیا کرو۔ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ آئندہ سخت سزا ملے گی''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

اندر آنے والا براؤن تھا لیکن وہ چہرے سے بہت پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اسے پریشان دیکھ کر وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

"خیریت تو ہے براؤن۔ تم پریشان نظر آ رہے ہو"...... زاریہ نے براؤن کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔

"میں تو تمہاری وجہ سے پریشان ہوں"...... براؤن نے کہا تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"میری وجہ سے پریشان ہو۔ لیکن کیوں"...... زاریہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری گاڑی کو پولیس والے لے جا رہے تھے اس لئے میں پریشان ہو گیا"...... براؤن نے کہا تو زاریہ نے طویل سانس لیا۔

"وہ گاڑی ہم نے خود چھوڑ دی تھی"...... زاریہ نے مسکراتے

ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران پر حملے کی تفصیل بتا دی۔

"اگر واقعی عمران مارا گیا ہے تو یہ تم دونوں کا بہت بڑا کارنامہ ہے"...... تفصیل سننے کے بعد براؤن نے کہا۔

"تم بھی اگر کہہ رہے ہو۔ کسی کو ہماری بات پر یقین ہی نہیں آ رہا"...... زاریہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بات ہی ایسی ہے۔ عمران پر اب تک سینکڑوں قاتلانہ حملے ہوئے ہوں گے لیکن کبھی کوئی حملہ کارگر ثابت نہیں ہوا۔ درجنوں بلکہ سینکڑوں بین الاقوامی شہرت یافتہ پیشہ ور کلرز اسے قتل کرنے کا منصوبہ لے کر پاکیشیا آئے یا تو وہ مارے گئے یا پھر ہاتھ پیر تڑوا کر ناکام واپس بھاگ گئے۔ یہ عمران ایک عفریت ہے مس زاریہ۔ عفریت"...... براؤن نے کہا۔

"یہ ضروری نہیں ہے کہ قسمت ہر بار عمران کا ہی ساتھ دے۔ آخر کبھی نہ کبھی تو اس نے مرنا ہی تھا۔ سو وہ ہمارے ہاتھوں مر گیا"...... زاریہ نے کہا۔

"ہاں۔ مرنا تو ایک دن سب نے ہے۔ اگر عمران تم دونوں کے ہاتھوں مارا گیا تو تم دونوں میری طرف سے اس کارنامے پر مبارک باد قبول کرو"...... براؤن نے ان دونوں کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر براؤن۔ صبح کے اخبارات میں عمران کی موت کی خبر شائع ہو جائے گی"...... راٹھور نے کہا۔

"ہمارے لئے تو یہ بہت زیادہ خوشی کی بات ہے"...... براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ لوگوں کا آئندہ کا کیا پروگرام ہے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد براؤن نے ان سے پوچھا۔

"براؤن۔ ہم تو دو کام کر چکے ہیں۔ تم نے ابھی تک کوئی کام نہیں کیا"...... زاریہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو کام منتخب کیا ہے وہ بہت ہی مشکل ہے لیکن میں بہت جلد کامیابی حاصل کر لوں گا"...... براؤن نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اب ایک دو روز باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ عمران کے قتل کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری تلاش میں ہو گی جب معاملہ کچھ سرد ہو جائے گا تو پھر ہم دوسری کارروائی کریں گے"...... راٹھور نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے راٹھور صاحب"...... زاریہ نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"مس زاریہ۔ مجھے اب اجازت دیجئے"...... راٹھور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ جب آپ کی ضرورت محسوس ہو گی تو میں آپ کو بلا لوں گی"...... زاریہ نے کہا تو راٹھور نے ان دونوں سے ہاتھ ملایا اور گڈ بائی کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"زاریہ۔ مجھے تو راٹھور کی قسمت پر رشک آ رہا ہے۔ وہ ہر

وقت تم جیسی حسین لڑکی کے ساتھ رہتا ہے"...... براؤن نے کہا۔

"انہی باتوں تک محدود رہو تو اچھا ہے۔ آگے مت بڑھنا"۔ زاریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آخر تمہیں اعتراض کیا ہے۔ کیا مجھ میں کوئی کمی ہے"۔ براؤن نے زاریہ سے پوچھا۔

"تم میں شاید کوئی کمی نہ ہو لیکن میں اس مزاج کی نہیں ہوں۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ کیا عورت کا صرف یہ مصرف ہے کہ وہ مرد کا پہلو گرمائے رکھے۔ آخر ہر مرد ہر عورت سے یہی تقاضا کیوں کرتا ہے"...... زاریہ نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"اس لئے زاریہ کہ یہ فطری تقاضا ہے۔ عورت، مرد اور مرد، عورت کی ضرورت ہے"...... براؤن نے کہا۔

"ٹھیک ہے فطری تقاضا ہے لیکن فطری شرائط بھی ہیں۔ ہر معاشرہ اور ہر مذہب اس تقاضے کو پورا کرنے کے لئے شادی جیسے خوبصورت بندھن کی ہدایت کرتا ہے اور شادی کے بغیر اس چیز کو برا خیال کیا جاتا ہے"...... زاریہ نے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے زاریہ۔ تو پھر کیوں نہ ہم دونوں شادی کر لیں"...... براؤن نے کہا۔

"میری اطلاع کے مطابق اس وقت تم جس بیوی کے ساتھ رہ رہے ہو وہ تمہاری چوتھی بیوی ہے۔ اب اگر میں تمہارے ساتھ شادی کرتی ہوں تو میں تمہاری پانچویں بیوی بنوں گی اور پھر کچھ

عرصے کے بعد تمہیں کوئی اور عورت پسند آ جائے گی اور وہ تمہاری چھٹی بیوی ہو گی پھر ساتویں۔ نہ بابا۔ میں ایسے مرد سے شادی نہیں کر سکتی میں۔ ابھی تک کنواری ہوں اور میں کسی کنوارے مرد سے ہی شادی کروں گی اور اپنا جسم اپنے شوہر کے حوالے کروں گی۔ کوئی اور مرد میرے جسم کو دیکھے یہ مجھے ہرگز گوارہ نہیں ہے''۔ زاریہ نے کہا۔ اس کے لہجے میں طنز اور سختی دونوں شامل تھیں۔

''اب میں تمہارے ساتھ زبردستی تو کر نہیں سکتا۔ یہی کہہ سکتا ہوں کہ مرضی ہے تمہاری''...... براؤن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں جانتی ہوں۔ اگر تم زبردستی مجھے حاصل کرنے کی طاقت رکھتے تو وہ بھی کر گزرتے''...... زاریہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے مس زاریہ۔ میں تو آپ کی بہت عزت کرتا ہوں''...... براؤن نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

''میں اب چلتا ہوں پھر ملیں گے''...... براؤن اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ زاریہ کی طرف بڑھایا۔ ہاتھ ملانے کے بعد وہ کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد زاریہ نے میز کے کونے میں لگا ہوا بٹن پریس کیا تو باہر بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد شمعون کمرے میں آ گیا۔

''ڈیوڈ واپس آ چکا ہے''...... زاریہ نے شمعون سے پوچھا۔

''یس میڈم ڈیوڈ واپس آ چکا ہے''...... شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے میرے پاس بھیج دو''...... زاریہ نے کہا تو شمعون مڑ کر باہر چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ڈیوڈ کمرے میں داخل ہوا۔

''بیٹھو ڈیوڈ''...... زاریہ نے اپنے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہارے مشن کا کیا ہوا''...... ڈیوڈ کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد زاریہ نے اس سے پوچھا۔

''میڈم میں نے ایک آدمی ٹریس کر لیا ہے اگر ہم اسے اغوا کر لیں تو ڈاکٹر توقیر کو اغوا کرنا بہت آسان ہو جائے گا''...... ڈیوڈ نے کہا

''کون ہے وہ آدمی''...... ڈیوڈ کی بات سننے کے بعد زاریہ نے اس سے پوچھا۔

''ڈاکٹر توقیر کا کک ہے۔ دارالحکومت کے قریبی مضافات میں رہتا ہے۔ اس کی ماں بیمار ہے اور وہ آج کل اپنی ماں کے پاس گیا ہوا ہے جبکہ بیگم توقیر نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی ماں کو اپنے ساتھ کوٹھی پر لے آئے''...... ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ موقع بہت اچھا ہے۔ ہم دونوں اس ماں بیٹے کے میک اپ میں ڈاکٹر توقیر کی کوٹھی میں پہنچ سکتے ہیں''۔ زاریہ نے کہا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔

''یس میڈم اس سے بہتر موقع ہمیں اور کوئی نہیں مل سکتا۔ میں نے اس کک شرافت علی کا ایڈریس بھی حاصل کر لیا ہے اور مضافاتی

آبادی راج پور بھی دیکھ آیا ہوں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ویری گڈ۔ ایک سیکرٹ ایجنٹ کو اتنا ہی ایڈوانس ہونا چاہئے''۔ زاریہ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو میڈم یہ تو میری ڈیوٹی ہے''...... اپنی تعریف سن کر ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں مقامی عورت کا میک اپ کر لوں۔ تم بھی مقامی میک اپ کر لو پھر یہاں سے نکلتے ہیں''...... زاریہ نے ڈیوڈ سے کہا اور پھر اپنے بیڈروم میں چلی گئی جہاں اس کا میک اپ باکس رکھا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں مقامی افراد کے میک اپ میں تیار ہو چکے تھے۔ زاریہ نے شمعون کو بلایا۔

''ہم اپنے مخصوص مشن پر جا رہے ہیں اگر اس دوران راٹھور یا براؤن آ جائیں تو ان سے کہنا کہ ہم مارکیٹ میں شاپنگ کے لئے گئے ہیں۔ یہ تو تمہیں معلوم ہے نا کہ ہمارے اصل مشن کا انہیں علم نہیں ہے''...... زاریہ نے شمعون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم یہ بات تو اسرائیل سے روانگی سے قبل ہمیں بتا دی گئی تھی''...... شمعون نے کہا۔

''اوکے۔ ہوشیار رہنا''...... زاریہ نے کہا اور پھر وہ کار میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈیوڈ اور اس کے سائیڈ والی سیٹ پر زاریہ بیٹھ گئی۔ شمعون نے دروازہ کھولا اور کار باہر نکل گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ راج پور پہنچ گئے۔ راج پور ایک

سرسبز و شاداب پہاڑی علاقہ تھا۔ گھنے جنگلات اور طویل پہاڑی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

جس وقت وہ راج پور پہنچے تھے شام ہو رہی تھی۔ انہوں نے ایک آدمی سے شرافت علی کے مکان کا پوچھا اور پھر کار اس کے دروازے کے قریب جا کر روکی۔ دستک کے جواب میں ایک نوجوان نے دروازہ کھولا۔ یہی نوجوان شرافت علی تھا۔ اس نے ان دونوں کو حیرت سے دیکھا۔

''تمہی شرافت علی ہو نا۔ انکل توقیر کے کک''...... زاریہ نے مقامی لب و لہجہ میں بات کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ لیکن آپ''...... شرافت علی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں آنٹی کی بھانجی اقصیٰ ہوں اور یہ میرے شوہر زیب ہیں۔ ہم آج ہی انکل کے گھر آئے ہیں۔ آنٹی آپ کی والدہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ شاید آپ کی امی بیمار ہیں۔ اب انہوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ آپ دونوں کو گاڑی میں لے آئیں۔ آپ کی امی بیمار ہیں بسوں میں کہاں دھکے کھاتی پھریں گی''...... زاریہ نے شرافت علی سے کہا۔

''بیگم صاحبہ بہت نیک دل خاتون ہیں۔ آپ اندر تشریف لے آئیں پھر چلتے ہیں''...... شرافت علی نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اندر آ گیا۔ یہ دو کمروں کا ایک چھوٹا سا گھر تھا لیکن صحن

کافی کشادہ تھا۔ صحن میں سیب کے درخت بھی تھے۔ وہ شرافت علی کے ساتھ ایک کمرے میں آ گئے جہاں ایک ادھیڑ عمر عورت چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے جسم پر رضائی اوڑھ رکھی تھی اور وہ شکل سے ہی کافی بیمار نظر آ رہی تھی۔ اس نے بھی انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''امی۔ یہ بیگم صاحبہ کی بھانجی اور یہ ان کے شوہر ہیں۔ یہ اپنی کار میں ہمیں لینے آئے ہیں''...... شرافت علی نے اپنی امی سے کہا۔ زاریہ اور ڈیوڈ نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا اس نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اسے کھانسی شروع ہو گئی۔

''آپ یہاں تشریف رکھیں میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... شرافت علی نے کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی کرسیاں اٹھا کر ان کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے چائے کے لئے منع بھی کیا لیکن وہ چائے بنانے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ چائے بنا کر لے آیا۔ ٹرے میں چار کپ تھے۔ اس نے دو کپ انہیں دیئے اور پھر سہارا دے کر اپنی امی کو اٹھایا اور ایک کپ انہیں بھی دے دیا جبکہ خود وہ چارپائی کی پائنتی پر بیٹھ گیا۔

''ساتھ والا گھر میری خالہ کا ہے۔ میں نے انہیں آپ کے کھانے کے لئے کہہ دیا ہے کچھ دیر میں آپ کے لئے کھانا تیار ہو جائے گا''...... چائے پینے کے دوران شرافت علی نے ان سے کہا۔

''ارے۔ اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ ہم ابھی چلتے ہیں۔

کچھ ہی دیر میں ہم شہر پہنچ جائیں گے''...... زاریہ نے کہا۔

''بی بی جی۔ امی بیمار ہیں۔ رات کا سفر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ ہم صبح ہی چلیں گے''...... شرافت علی نے کہا۔

''ارے نہیں۔ ہمارا ابھی واپس جانا بہت ضروری ہے ورنہ آنٹی پریشان ہوں گی''...... اس مرتبہ ڈیوڈ نے کہا۔

''صاحب۔ اندھیرا ہو چکا ہے اور اندھیرے میں گاڑی چلانا بہت خطرناک ہے۔ بیگم صاحبہ کو معلوم ہے کہ یہ خطرناک پہاڑی علاقہ ہے اس لئے وہ سمجھ جائیں گی کہ ہم رات کا سفر نہیں کر سکتے۔ صبح سورج طلوع ہوتے ہی ہم نکل پڑیں گے''...... شرافت علی نے کہا تو ان دونوں نے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔

''ہاں بیٹا۔ شرافت علی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ رات کا سفر اچھا نہیں ہوتا''...... شرافت علی کی ماں نے کہا۔

''بڑھیا۔ تجھے تو میں رات کو ہی سفر پر بھیجوں گی۔ بڑے طویل سفر پر۔ زمین سے آسمانوں تک کا سفر''...... زاریہ نے دل ہی دل میں اسے کوستے ہوئے کہا۔

''آنٹی آپ ہماری بزرگ ہیں۔ ہم آپ کا حکم نہیں ٹال سکتے۔ ٹھیک ہے۔ ہم رات یہیں رہ لیتے ہیں''...... زاریہ نے کہا۔

''شاباش بیٹی۔ تم بہت فرمانبردار ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سات بیٹے دے''...... شرافت علی کی ماں نے اسے دعا دیتے ہوئے کہا۔ چائے پینے کے بعد شرافت برتن اٹھا کر باہر چلا گیا جبکہ وہ دونوں شرافت

علی کی ماں سے باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد شرافت علی واپس کمرے میں آ گیا۔

''بی بی جی۔ میں نے ساتھ والے کمرے میں آپ کے لئے بستر لگا دیا ہے''...... شرافت علی نے زاریہ سے کہا تو وہ دونوں اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں آ گئے۔ اس کمرے میں ایک بیڈ پر بستر بچھا ہوا تھا۔ کمرے میں ایک میز اور ایک کرسی بھی موجود تھی۔ میز پر کھانے کی تراکیب کی ایک کتاب بھی رکھی ہوئی تھی۔

''ہم تو اندر آ گئے مگر ہماری گاڑی باہر ہی ہے''...... ڈیوڈ نے شرافت علی سے کہا۔

''آپ چابی مجھے دے دیں میں گاڑی اندر صحن میں کھڑی کر دیتا ہوں''...... شرافت علی نے کہا تو ڈیوڈ نے چابی شرافت علی کو دے دی۔ چند لمحوں بعد کار سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر کار کی آواز صحن میں سنائی دی اور اس کے بعد انجن بند ہونے کی آواز سنائی دی اور پھر کچھ دیر بعد شرافت علی کمرے میں آ گیا۔

''صاحب۔ گاڑی اندر آ گئی۔ اب میں آپ کے لئے کھانا لے آؤں''...... شرافت علی نے چابی ڈیوڈ کو دیتے ہوئے کہا۔ چابی دے کر وہ چلا گیا۔ انہیں بھوک محسوس ہو رہی تھی کچھ دیر بعد شرافت کھانا لے کر آ گیا۔

''شرافت بھائی۔ آپ اپنی امی کا پاس تو لائے تھے نا''۔ کھانے کے دوران زاریہ نے اس سے پوچھا۔

''جی بی بی جی۔ پاس کے بغیر تو صاحب کی کالونی میں کوئی نہیں جا سکتا''...... شرافت علی نے کہا۔

''تم اپنی تیاری مکمل کر لو۔ یہ تمام چیزیں یعنی اپنی امی کا پاس اپنا پاس اور دیگر سامان بیگ میں ڈال لو۔ ایسا نہ ہو کہ صبح تیاری میں دیر ہو جائے''...... ڈیوڈ نے شرافت علی سے کہا۔

''جی صاحب جی میں ابھی تیاری مکمل کر لیتا ہوں''...... شرافت علی نے کہا۔

''میڈم کیا ہمیں صبح تک انتظار کرنا پڑے گا''...... اس کے جانے کے بعد ڈیوڈ نے زاریہ سے پوچھا۔

''نہیں۔ ذرا یہاں کے لوگ گہری نیند سو جائیں تو پھر ہم انہیں لے کر چلیں گے۔ راستے میں انہیں ہلاک کر کے کسی پہاڑی پر سے نیچے گرا دیں گے اور ان کے پاس کی مدد سے کل ڈاکٹر توقیر کے ہاں پہنچ جائیں گے''...... زاریہ نے کہا۔ وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو شرافت علی ایک بیگ اٹھا کر لے آیا۔ یہ ایک چھوٹا سا سفری بیگ تھا۔

''لاؤ۔ وہ پاس دکھاؤ''...... زاریہ نے شرافت علی سے کہا تو اس نے دو پاس زاریہ کو دے دیئے۔

''یہی اہم چیزیں ہیں۔ انہیں سنبھال کر رکھو۔ میں واک کرنا چاہتا ہوں''...... ڈیوڈ نے پاس دیکھنے کے بعد اسے واپس کرتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔ میں پاس کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کرتا ہوں۔ آئیں میرے ساتھ"...... شرافت علی نے کہا۔

"میں بھی ساتھ چلوں گی"...... زاریہ نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر گھر سے باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کی واک کے بعد وہ واپس آ گئے۔ شرافت علی انہیں اس کمرے میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ وہ اپنا بیگ اسی کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔ اسی بیگ میں اس نے پاس بھی رکھ دیئے تھے۔ زاریہ اور ڈیوڈ وقت گزرنے کا انتظار کرنے لگے۔ رات گیارہ بجے کے بعد وہ اٹھے اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھے۔ ساتھ والے کمرے کے دروازے پر انہوں نے دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر سے دروازہ بند کر کے نہیں سوئے تھے۔ اندر زیرو پاور کا بلب روشن تھا۔ کمرے میں دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک پر شرافت علی اور دوسری پر اس کی ماں سوئی ہوئی تھی۔ ڈیوڈ نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا دستہ شرافت علی کی کنپٹی پر مار دیا۔ وہ نیند میں ہی بے ہوشی کے عالم میں چلا گیا۔ پھر اس نے یہی عمل اس کی ماں کے ساتھ بھی دوہرایا۔ زاریہ کمرے سے نکل آئی۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ڈیوڈ شرافت علی کو اٹھا لایا۔ اس نے شرافت علی کو سیٹ پر ڈال دیا۔ پھر وہ شرافت علی کی ماں کو بھی اٹھا لایا اور اسے سیٹ کے درمیان ٹھنچ دیا۔ اس دوران زاریہ شرافت علی کا بیگ اٹھا لائی تھی۔ انہوں نے بیرونی دروازہ کھولا اور گھر سے باہر آ گئے۔ گھر سے باہر

آ کر زاریہ کار سے نیچے اتری۔ اس نے دروازے کو باہر سے تالا لگا دیا۔ یہ تالا وہ اندر سے ہی اٹھا لائی تھی۔ تالا لگانے کے بعد وہ دوبارہ کار میں بیٹھی اور کار آگے بڑھ گئی۔ تقریباً دس منٹ کے بعد وہ ایسی سڑک پر پہنچ گئے جس کے دونوں اطراف میں سینکڑوں فٹ کی گہری کھائیاں تھیں۔

"انہیں ڈسپوز کرنے کے لئے اچھی جگہ ہے"...... زاریہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے کار روک لی۔ ڈیوڈ نے شرافت علی کو اٹھایا اور زاریہ نے شرافت علی کی ماں کو ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹ لیا جس کی وجہ سے اس کا سر کار کے دروازے سے ٹکرایا اور اسے ہوش آ گیا۔

"ارے کون ہو تم۔ کیا کرنے لگے ہو۔ میرے سر میں درد کیوں ہو رہا ہے۔ مجھے اس طرح کیوں گھسیٹ رہے ہو۔ کیا تم فرشتے ہو اور مجھے جہنم کی طرف گھسیٹ رہے ہو"...... شرافت علی کی ماں نے ان سے کئی سوال کر دیئے۔

"ہاں بڑھیا۔ ہم فرشتے ہیں اور واقعی تمہیں جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یااللہ۔ مجھے معاف کر دے۔ میرے گناہوں کو معاف کر دے"۔ شرافت علی کی ماں نے کہا اور کلمہ پڑھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی زاریہ نے اسے کھائی میں دھکیل دیا۔ اس کی بلند چیخ کافی دیر تک پہاڑوں میں گونجتی رہی۔

ہوم منسٹر آفس کا سپرنٹنڈنٹ جلیل احمد اس وقت ایک کرسی پر رسیوں کی مدد سے بندھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ براؤن اسے اغوا کر کے لے آیا تھا۔ اس کے آفس میں اٹیمک انرجی سے متعلق فائل تھی۔ وہ فائل جس سیف میں تھی اسے کھولنا یا توڑنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ سیف کمپیوٹر کی مدد سے کھولا اور بند کیا جاتا تھا اور اس کا کوڈ صرف جلیل احمد جانتا تھا۔ کئی دنوں کی تگ و دو کے بعد براؤن اسے اغوا کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ وہ بھی ایک ہسپتال سے واپسی پر۔ جلیل احمد ہسپتال میں اپنے چچا کی عیادت کے لئے گیا اور واپسی پر براؤن کے ہتھے چڑھ گیا ورنہ آفس سے یا گھر سے اسے اغوا کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔

"جی۔ اسے ہوش میں لاؤ"...... براؤن نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا تو اس نے میز پر رکھا ہوا پانی کا جگ اٹھایا اور جلیل احمد

کے سر پر ڈالنے لگا۔ پانی ختم ہونے پر جلیل احمد کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

"کون ہو تم لوگ اور مجھے اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے"۔ جلیل احمد نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا جبکہ براؤن نے ایک طرف رکھا ہوا بریف کیس اٹھایا اور اسے کھول کر جلیل احمد کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ بریف کیس ڈالرز کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔ بریف کیس اسے دکھانے کے بعد براؤن نے اسے بند کیا اور ایک طرف رکھ دیا۔

"تم نے بریف کیس دیکھ لیا۔ اس میں لاکھوں ڈالرز ہیں۔ اس جیسے چار بریف کیس اور بھی تمہارے ہو سکتے ہیں۔ یعنی کروڑوں ڈالرز۔ ایک طرف یہ کروڑوں ڈالرز ہیں اور دوسری طرف اذیت ناک موت۔ ایسی اذیت ناک موت کہ تمہاری روح تک چیختی ہوئی آسمان تک جائے گی۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم یہ کروڑوں ڈالرز حاصل کرتے ہو یا اذیت ناک موت"...... براؤن نے جلیل احمد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ کروڑوں ڈالرز حاصل کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا"۔ جلیل احمد نے براؤن سے پوچھا۔

"گڈ۔ مجھے تم ذہین آدمی لگتے ہو۔ یقیناً یہ کروڑوں ڈالرز تمہارے

ہو جائیں گے۔ تمہیں کچھ نہیں کرنا صرف کمپیوٹر کوڈ بتانا ہے۔ اس سیف کا جس میں اٹیمک انرجی سے متعلق فائل ہے''...... براؤن نے جلیل احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ براؤن کی بات سن کر جلیل احمد ہنسنے لگا۔ وہ کافی دیر تک ہنستا رہا جبکہ براؤن کو اس پر غصہ آ رہا تھا۔

''بند کرو اپنی یہ ہنسی۔ کیوں ہنس رہے ہو''...... براؤن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن جلیل احمد کی ہنسی بند نہ ہوئی۔ براؤن نے فوراً جیب سے ریوالور نکال کر اس کے ماتھے سے لگا دیا۔

''اگر اب بھی تمہاری ہنسی بند نہ ہوئی تو میں تمہارے سانسوں کی ڈور توڑ دوں گا۔ ایڈیٹ''...... براؤن نے غراتے ہوئے کہا۔ جلیل احمد نے ہنسنا تو بند کر دیا لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ بدستور موجود تھی۔

''ہاں۔ اب بتاؤ تم اس طرح سے کیوں ہنس رہے تھے''۔ براؤن نے جلیل احمد سے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔

''احمق آدمی۔ کیا مجھے میرے ملک نے ایسے ہی اس سیٹ پر بٹھا دیا ہے''...... جلیل احمد نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔ جلیل احمد نے یہ کہا ہی تھا کہ کمرے میں چٹاخ کی آواز گونجی۔ براؤن نے زوردار تھپڑ جلیل احمد کے منہ پر مارا تھا۔

''احمق میں نہیں تم ہو۔ تم جو کروڑوں ڈالرز کو ٹھکرا رہے ہو''۔ براؤن نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں بھی تمہیں کروڑوں ڈالرز دیتا ہوں تم اپنی ایٹمی تنصیبات کی فائل مجھے لا دو''...... جلیل احمد نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم ہمارا مقابلہ کرو گے بلیک مین۔ تم جو ہمارے غلام ہو''۔ براؤن نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا یہی تکبر ایک دن تمہیں لے ڈوبے گا''...... جلیل احمد نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو براؤن نے ایک اور تھپڑ اس کے منہ پر مار دیا اور پھر اس نے جمی کی طرف دیکھا تو جمی نے ایک باکس اس کے حوالے کر دیا۔ براؤن نے اس باکس میں سے ایک کٹر نکالا اور جلیل احمد کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

''اب بھی وقت ہے مسٹر جلیل احمد۔ میری بات مان لو۔ اپنے ملک کے ارب پتی بن جاؤ بصورت دیگر تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ ایک عذاب میں مبتلا ہو جائے گا اور میں تمہیں یہ بتا دوں کہ کوڈ تو تم نے مجھے بتانا ہی ہے۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو اس لئے انکار کر رہے ہو۔ میں تو وہ ہوں جو پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہوں۔ تم تو پھر بھی ایک معمولی سے انسان ہو''...... براؤن نے غراتے ہوئے کہا لیکن جلیل احمد اس کے لہجے سے ذرا بھی متاثر نہ ہوا۔ اس نے گردن ہی دوسری طرف پھیر لی۔

''جمی۔ اس کی گردن پکڑو''...... براؤن نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا تو اس نے آگے بڑھ کر جلیل احمد کا سر پکڑ لیا۔ جلیل احمد کا صرف سر ہی آزاد تھا جبکہ باقی جسم رسی سے جکڑا ہوا تھا۔ براؤن کٹر

لے کر اس کے قریب پہنچا اور اس نے کٹر سے جلیل احمد کے ناک کا دایاں حصہ کاٹ دیا۔ درد کی تیز لہریں جلیل احمد کے جسم میں اترتی چلی گئیں لیکن اس نے جبڑے بھینچ کر یہ درد برداشت کر لیا۔ اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی تھی۔ براؤن کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس باکس میں میں پلاسٹک کی چند چھوٹی چھوٹی تھیلیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ براؤن نے ایک تھیلی اٹھا لی۔ اس تھیلی میں سفید رنگ کا سفوف تھا۔ اس نے سفوف کی ایک چٹکی بھری اور جلیل احمد کے زخم پر سفوف ڈال دیا۔ جلیل احمد کے منہ سے ایک تیز کراہ بلند ہوئی جسے سن کر براؤن کو خوشی محسوس ہوئی۔ براؤن نے ایک اور چٹکی اس کے زخم پر ڈالی۔ جلیل احمد کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے کوئی اس کی روح کو کھینچ رہا ہو اور پھر اس کی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

''یہ تو ابھی ابتداء ہے جلیل احمد۔ خود سے دشمنی مت کرو۔ کوڈ بتاؤ''...... براؤن نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں۔ نو نیور''...... جلیل احمد نے درد کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔

''تمہاری مرضی ہے۔ میں تو تمہارے ساتھ رعایت کرنے کے موڈ میں تھا''...... براؤن نے کہا اور کٹر اس کی آنکھ میں گھونپ دیا۔ اب کمرہ جلیل احمد کی چیخوں سے گونجنے لگا۔ براؤن نے سفوف کی ایک چٹکی اس کی آنکھ میں بھی ڈال دی۔ جلیل احمد کے جسم کو جھٹکے

لگنے لگے لیکن رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ تڑپ بھی نہیں سکتا تھا۔ کچھ دیر چیخنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

''اوہ۔ ابھی سے یہ بے ہوش ہو گیا۔ ابھی تو اسے بہت سا عذاب سہنا ہے۔ اسے ہوش میں لاؤ جمی''...... براؤن نے سفاکانہ لہجے میں کہا تو جمی جگ میں پانی بھر لایا۔ اس نے وہ پانی جلیل احمد کے سر اور زخموں پر ڈالا تو چند لمحوں کے بعد جلیل احمد کو ہوش آ گیا لیکن درد کی شدت کی وجہ سے اس کے منہ سے چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔

''ابھی تمہاری ایک آنکھ ضائع ہوئی ہے جلیل احمد۔ تمہاری دوسری آنکھ اور جسم ابھی محفوظ ہے۔ اسے بچا لو جلیل احمد۔ بولو کیا کوڈ ہے''...... براؤن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہرگز نہیں''...... جلیل احمد نے درد کی شدت سے چیختے ہوئے کہا تو براؤن کٹر لئے جلیل احمد کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔

''باس۔ یہ ایشیائی بہت ڈھیٹ ہوتے ہیں''...... جمی نے براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے جلیل احمد پر حیرت ہو رہی تھی۔

''یہ جتنا بھی ڈھیٹ ہو اسے بتانا ہی پڑے گا۔ میں اس سے پوچھ کر ہی رہوں گا''...... براؤن نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باکس میں سے ایک پلاس نکالا اور جلیل احمد کے پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن کھینچ لیا۔ جلیل احمد کی چیخوں میں اضافہ ہو گیا۔

انگوٹھے کے بعد براؤن نے ایک انگلی کا بھی ناخن کھینچ دیا تھا اور درد کی شدت برداشت نہ کرتے ہوئے جلیل احمد ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی براؤن نے اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ ساتویں یا آٹھویں تھپڑ پر جلیل احمد چیخ مارتے ہوئے ہوش میں آ گیا لیکن براؤن نے اپنا ہاتھ نہ روکا۔

''بتاؤ جلیل احمد۔ کوڈ بتاؤ''...... براؤن نے بدستور اسے تھپڑ مارتے ہوئے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم''...... جلیل احمد نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا تو براؤن کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس نے پلاس زمین پر پھینکا اور زمین پر گرا ہوا کٹر اٹھا لیا۔ پھر اس نے وہ کٹر جلیل احمد کی دوسری آنکھ میں گھونپ دیا۔ اوغ کی آواز ابھری اور جلیل احمد اس کا سر ڈھلک گیا۔ براؤن نے جنونی انداز میں اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی لیکن کافی دیر گزرنے کے باوجود جلیل احمد ہوش میں نہ آیا اور براؤن تھک کر ہانپنے لگا۔

''باس۔ یہ تو ہلاک ہو گیا ہے''...... جب براؤن تھک کر ایک طرف ہو گیا تو جمی نے جلیل احمد کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ اسے مرنا نہیں چاہئے۔ اسے تو میں نے بہت مشکلوں سے اغوا کیا تھا۔ یہ مر گیا تو مجھے کوڈ کون بتائے گا۔ مجھے کوڈ نہیں معلوم ہو گا تو میں فائل حاصل نہیں کر سکوں گا اور اگر میں نے فائل حاصل نہ کی تو کارروائی کیسے کروں گا اور میں نے کارروائی نہ

کی تو میں زاریہ اور راٹھور کے سامنے بے عزت ہو جاؤں گا۔ میں اپنے افسران کو کیا جواب دوں گا۔ نہیں۔ نہیں۔ اس جلیل احمد کو مرنا نہیں چاہئے۔ جلیل احمد تم کوڈ بتائے بغیر نہیں مر سکتے۔ میں تمہیں نہیں مرنے دوں گا''...... براؤن نے جنونی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن اس کے چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ جلیل احمد ہلاک ہو چکا تھا۔

عمران دوسرے دن ہی ہسپتال سے دانش منزل شفٹ ہو گیا تھا۔ اس کے زخم تیزی سے بھر رہے تھے لیکن مکمل صحت یاب ہونے میں ابھی اسے مزید دو تین دن لگنے تھے۔ ڈاکٹر فاروقی تو اسے چھٹی دینے کو تیار نہیں تھا لیکن اس نے اصرار کر کے اور دو تین دن ریسٹ کا وعدہ کر کے ڈاکٹر فاروقی سے ڈسچارج لے لیا تھا۔ ہسپتال میں رہنا اس کے لئے کوفت کا باعث تھا۔

"عمران صاحب۔ اس بار اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہو گیا"۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ابھی زندگی تھی اس لئے بچ گیا۔ ریوالور کی دو گولیاں بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں۔ جس گھڑی زندگی کی سانسیں پوری ہو گئیں ایک ہلکا سا دھکا بھی چراغ زندگی گل کر دے گا۔ تم بتاؤ کہ مجرموں کی تلاش کے سلسلے میں تم نے اب تک کیا کارروائی کی"۔

عمران نے کہا۔

"مجھے سلیمان نے جو حلیئے بتائے تھے وہ میں نے جولیا کو بتا دیئے تھے اور تمام ممبران کو مجرم ٹریس کرنے کا حکم بھی دے دیا تھا لیکن ابھی تک کسی ممبر نے رپورٹ نہیں دی حالانکہ دو دن گزر چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اور مجرم جس کار پر آئے تھے اس کی نمبر پلیٹ تو لازماً جعلی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ کار اب پولیس کی تحویل میں ہے"...... بلیک زیرو نے کار کے بارے میں عمران کو بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے مجھ پر حملہ کرنے والے مجرموں کو تم اور تمہاری سیکرٹ سروس ٹریس نہیں کر سکی۔ ٹھیک ہے۔ میں ٹھہرا پرائیویٹ آدمی اور تم ہوئے سرکاری بندے۔ آج کل عوام کی پرواہ کون کرتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ مجرم گدھے کے سر سے سینگ کی مانند غائب ہو گئے ہیں۔ نجانے انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ضروری تو نہیں ہے کہ وہ اسی حلیئے میں پھرتے رہیں جس حلیئے میں انہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ وہ اپنا حلیہ بدل بھی تو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جی ہاں۔ انہوں نے اپنے حلیئے تبدیل کر لئے ہوں گے لیکن

کوئی بھی ایسا آدمی ابھی تک ٹریس نہیں ہوا جسے مشکوک سمجھا جائے ورنہ کوئی نہ کوئی ممبر ضرور رپورٹ دیتا“...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک شرمندگی تھی۔

”اچھا۔ اگر تم مجرم ٹریس نہیں کر سکتے تو چائے تو پلا سکتے ہو“۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ سوری عمران صاحب۔ میں ابھی چائے بنا کر لاتا ہوں“۔ بلیک زیرو کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو کو کچن میں گئے ابھی چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ جولیا بول رہی ہوں“...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”جولیا۔ ابھی تک کسی ممبر نے عمران پر حملہ آوروں کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں دی“...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ میں نے ایک آدمی ٹریس کو کیا ہے اور اب اس آدمی کا تعاقب کر رہی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”تفصیل بتاؤ“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میں ایک ہوٹل میں کھانا کھانے گئی۔ میں ہوٹل کے فیملی کیبن میں کھانا کھا رہی تھی کہ ساتھ والے کیبن سے ایک آواز

سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ واقعی عمران مارا گیا ہے۔ میں نے یہ جملہ سنا تو میں چونک پڑی۔ میں نے کھانا وہیں چھوڑا اور فیملی کیبن سے نکل کر ہال میں آ کر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد اس کیبن سے ایک آدمی نکلا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور اب میں اس آدمی کے تعاقب میں ہوں۔ وہ اس وقت سلور کلر کی ٹوڈی میں ہے۔ ہم شاہراہ نیلم پر ہیں۔ میں نے صفدر کو بھی کال کر لیا ہے“۔ جولیا نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جس آدمی کا تم تعاقب کر رہی ہو وہ غیر ملکی ہے یا مقامی“۔ عمران نے پوچھا۔

”چیف۔ وہ مقامی لگتا ہے یا پھر کافرستانی ہو سکتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”جب وہ کسی منزل پر پہنچ جائے تو پھر مجھے رپورٹ دینا“۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران چائے بنا کر لے آیا تھا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا کپ لئے وہ اپنی سیٹ پر چلا گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کے آتے ہی ممبران کی کارکردگی میں تیزی آ گئی ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

”اب وجہ تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ شاید کسی قسم کا کوئی روحانی

تعلق ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ذرا وجہ پر غور کرو میں یہ معلوم کر لوں کہ مجھ پر حملہ آوروں کا تعلق کس ملک سے ہے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اس نے فون اٹھا کر اپنے قریب کیا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے کافرستان میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کے نمبر پریس کئے تھے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ شاہانی اٹنڈنگ یو''...... دوسری طرف سے پاکیشیا کے فارن ایجنٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''معلوم کرو کہ کافرستان کی کوئی ٹیم پاکیشیا کسی مشن پر تو نہیں آئی''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں آدھ گھنٹے بعد آپ کو رپورٹ دیتا ہوں''۔ فارن ایجنٹ شاہانی نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ پر حملہ ایک سے زائد ممالک کے ایجنٹوں نے کیا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تم نے خود ہی تو بتایا تھا کہ لڑکی سفید فام تھی اور مرد مقامی تھا۔ جب میں نے فلیٹ کا دروازہ کھولا تھا تو واقعی وہاں دو قوم کے افراد موجود تھے۔ لڑکی حسین و جمیل کھلتے گلاب کی مانند اور مرد گندمی

رنگت کا۔ میں تو اس لڑکی کے حسین سراپے میں کھو گیا تھا اس لئے مار کھا گیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لڑکیوں کے سراپے میں کس قدر کھوتے ہیں''...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ کیا میں کھوتا ہوں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو گھبرا گیا اس سے پہلے کہ عمران مزید کچھ کہتا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو دونوں نے چونک کر فون کی طرف دیکھا۔

جولیا نے ایکسٹو کو کال کرنے کے بعد موبائل سیٹ ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور سلور کلر کی ٹوڈی کی طرف دیکھا۔ اس کی گاڑی اور ٹوڈی کے درمیان اب صرف دو گاڑیاں تھیں۔ ٹوڈی شہر سے باہر جانے والی سڑک پر مڑ گئی تھی۔ اسے شاید تعاقب کا شک ہو گیا تھا۔ پھر جولیا کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو جولیا نے موبائل فون اٹھا کر نمبر دیکھے۔ یہ نمبر صفدر کے تھے۔ صفدر کہیں قریب ہی پہنچ چکا تھا اور اب وہ جولیا سے لوکیشن پوچھنا چاہتا تھا۔

"ہاں صفدر۔ کہاں ہو تم اس وقت"...... جولیا نے فون اٹنڈ کرتے ہوئے صفدر سے پوچھا تو صفدر نے اسے اپنی لوکیشن بتا دی۔ وہ شاہراہ نیلم کے دوسرے چوراہے پر پہنچ چکا تھا۔

"تم قصبہ خان پور جانے والی سڑک پر آ جاؤ ہم اس وقت اسی سڑک پر ہیں اور رفتار ذرا بڑھا دو۔ میرا خیال ہے کہ اگلی کار والے

کو شک ہو گیا ہے کہ میں اس کے تعاقب میں ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"میں بس چند لمحوں میں آپ تک پہنچ رہا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب ٹوڈی اور اس کی کار کے درمیان کوئی گاڑی نہیں تھی۔ وہ شہر سے نکل آئے تھے اور یہ سڑک قدرے سنسان تھی۔ پھر جولیا نے ٹوڈی کو ترچھے ہو کر رکتے دیکھا۔ جولیا نے کار کے قریب جا کر بریک لگائی۔ ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک کرخت چہرے والا آدمی اس میں سے نکل آیا۔ جولیا اسی کا تعاقب کر رہی تھی۔

"آپ کس خوشی میں میرا تعاقب کر رہی ہیں"...... کرخت چہرے والے نے طنزیہ لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

"تمہارا تعاقب۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ میں کیوں تمہارا تعاقب کرنے لگی"...... جولیا نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تم میرا تعاقب نہیں کر رہی تھیں تو نہ سہی لیکن اب میں تمہیں کڈنیپ کر رہا ہوں۔ چپ چاپ میری کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ نہیں تو کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا"۔ کرخت چہرے والے نے جولیا کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تت۔ تم مجھے کیوں اغوا کرنا چاہتے ہو"...... جولیا نے یکدم ہی خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"خوبصورت عورتوں کو کیوں اغوا کیا جاتا ہے۔ چلو جلدی کرو

"ورنہ میں گولی چلانے میں دیر نہیں لگاؤں گا"...... کرخت چہرے والے نے کہا۔

"گولی مت چلانا۔ میں کار میں بیٹھ رہی ہوں"...... جولیا نے بدستور خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر ٹوڈی کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھی۔ جیسے ہی وہ کرخت چہرے والے کے قریب پہنچی اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور کرخت چہرے والے کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا کے دوسرے ہاتھ کی کہنی اس آدمی کی پسلیوں میں لگی اور وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا دوہرا ہو گیا۔ جیسے ہی وہ دوہرا ہوا جولیا کی لات حرکت میں آئی اور اس کے منہ پر لگی اور وہ کراہتا ہوا الٹ کر زمین پر جا گرا۔ اس لمحے جولیا کو کسی گاڑی کی آواز سنائی دی تو جولیا نے مڑ کر دیکھا۔ وہ صفدر کی کار تھی۔

جولیا ایک لمحے کے لئے اس کرخت چہرے والے سے غافل ہوئی تھی اور اسی لمحے کا اس نے فائدہ اٹھایا اس کی دونوں ٹانگیں جولیا کی کمر پر لگیں اور جولیا اچھل کر کئی فٹ دور جا گری۔ کرخت چہرے والا تیزی سے اپنے ریوالور کی طرف لپکا مگر جولیا بجلی کی سی تیزی سے اٹھی۔ کرخت چہرے والا ریوالور اٹھانے کے لئے جھکا اور اسی لمحے جولیا نے لمبی جست لگائی اور اس پر جا گری۔ کرخت چہرے والے کو پھر زمین چاٹنا پڑی۔ اسی دوران صفدر بھی ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے کار روکی اور کار سے باہر نکل آیا۔

"ارے۔ کیا ہو رہا ہے"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔

"بھائی صاحب۔ بھائی صاحب۔ یہ غنڈہ ہے اور مجھے اغوا کرنا چاہتا ہے"...... جولیا نے صفدر سے کہا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تم"...... صفدر نے ریوالور کا رخ اس کرخت چہرے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کینہ توز نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا۔

"میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔ تم دونوں میرے ساتھ چلو"...... صفدر نے کہا۔

"میں تو تیار ہوں بھائی صاحب۔ آپ ان سے پوچھ لیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ہم مجرموں سے پوچھ کر کام کرنے لگے تو ہم نے ملازمت کر لی۔ تم ایسا کرو کہ میری کار کی ڈگی میں سے رسی نکالو اور اس کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دو"...... صفدر نے جولیا سے کہا تو وہ صفدر کی کار کی طرف بڑھی اور اس نے ڈگی میں سے رسی نکالی اور اس کرخت چہرے والے کی طرف بڑھنے لگی۔

"یہ تم اچھا نہیں کر رہے۔ مجھے لگتا ہے تم اس لڑکی کے ساتھی ہو"...... کرخت چہرے والے نے کہا تو صفدر نے اس پر فائر کھول دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کرخت چہرے والے کا ایک کان اڑ گیا اور وہ چیخ مارتا ہوا زمین پر گر گیا۔

"فوراً اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب اگر تم نے کوئی بکواس کی تو گولی تمہارے بھیجے میں اتر جائے گی۔ چلو ہاتھ پیچھے کرو"...... صفدر نے ایک بار پھر غراتے ہوئے تو کرخت چہرے والے نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے۔ جولیا نے اس کے ہاتھ باندھے اور پھر اسے صفدر کی کار میں دھکیل دیا۔ وہ اوندھے منہ کار کی پچھلی سیٹ پر جا گرا۔

"میں چیف کو رپورٹ کر دوں"...... جولیا نے کہا اور اپنا موبائل نکال کر دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگی۔

"یس۔ ایکسٹو سپیکنگ"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ میں جولیا بول رہی ہوں۔ وہ مشکوک آدمی کسی ٹھکانے پر جانے کی بجائے ایک ویران سڑک پر آ گیا تھا۔ شاید وہ اپنے تعاقب سے آگاہ ہو گیا تھا۔ میں نے اور صفدر نے مل کر اسے قابو کر لیا ہے۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"...... جولیا نے ایکسٹو کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسے دانش منزل پہنچا دو۔ دانش منزل پہنچنے سے پہلے اسے بے ہوش کر دینا"...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ جولیا نے موبائل فون آف کیا اور پاکٹ میں رکھ لیا۔ پھر جولیا نے آگے بڑھ کر ٹوڈی کار سیدھی کی اور مشکوک آدمی

کا گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ اسی ریوالور کا دستہ اس نے مشکوک آدمی کی کنپٹی پر مارا تو وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔

"چیف کا حکم ہے کہ اسے دانش منزل پہنچا دیا جائے"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جولیا اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پھر پہلے اس کی کار حرکت میں آئی اور بعد میں صفدر کی۔ واپس دارالحکومت پہنچ کر صفدر کی کار تو دانش منزل کی طرف بڑھ گئی جبکہ جولیا اپنے فلیٹ کی طرف چلی گئی۔ جلد ہی صفدر دانش منزل پہنچ گیا۔ دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے پہلے اس آدمی کو دیکھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ پھر اس نے کار سے اتر کر گیٹ کے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کیا تو اگلے ہی لمحے دانش منزل کا گیٹ کھلتا چلا گیا۔ صفدر کار اندر لے گیا۔ جیسے ہی اس نے کار روکی اسے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"صفدر۔ اس آدمی کو ڈارک روم میں پہنچانے کے بعد تم واپس جا سکتے ہو"...... ایکسٹو کا حکم سن کر صفدر نے اس آدمی کو کار سے باہر کھینچا اور اسے دانش منزل کے ڈارک روم میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑ کر وہ خود ڈارک روم سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد وہ کار میں بیٹھا اور اس نے کار موڑی۔ جیسے ہی اس کی کار گیٹ کے قریب پہنچی گیٹ خودبخود کھل گیا۔ صفدر کی کار باہر نکل جانے کے بعد دانش منزل کا گیٹ خودکار انداز میں بند ہو گیا۔

کال بیل کی آواز سن کر عمران نے کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا تو دانش منزل کا بیرونی منظر کمپیوٹر سکرین پر نظر آنے لگا۔ گیٹ پر صفدر کھڑا تھا اور صفدر کے عقب میں اس کی کار نظر آ رہی تھی۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا تو دانش منزل کا گیٹ کھل گیا اور صفدر گاڑی سمیت اندر آ گیا۔

''صفدر اس آدمی کو ڈارک روم میں پہنچانے کے بعد تم واپس جا سکتے ہو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا تو صفدر نے اس آدمی کو کار سے باہر کھینچ لیا اور پھر ڈارک روم میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔

''آؤ طاہر۔ اس سے پوچھ گچھ تم نے کرنی ہے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر وہ دونوں ڈارک روم میں آ گئے۔ ڈارک روم میں ایک میز پر پانی کا جگ رکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے پانی

بے ہوش آدمی کے سر پر ڈالا تو اسے ہوش آ گیا۔

''سب سے پہلے تو تم اپنا نام بتاؤ''...... وہ آدمی مکمل طور پر ہوش میں آ گیا تو بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''میرا نام۔ میرا نام قدرت اللہ ہے''...... اس شخص نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شاید بے ہوشی کے دوران تمہیں اپنا نام بھول گیا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ یاد کر لو پھر بتا دینا''...... عمران نے کہا۔

''میں کچھ نہیں بھولا۔ میں پوری طرح ہوش و حواس میں ہوں۔ قدرت اللہ ہی میرا نام ہے''...... اس شخص نے کہا۔

''اچھا۔ تمہارا نام قدرت اللہ ہے تو پھر دیو شاید تمہارے کسی ہمشکل کا نام ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ اپنا نام سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔ عمران کو کافرستان میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ نے بتایا تھا کہ کافرستان سے راٹھور نامی سیکرٹ ایجنٹ اپنے دو ساتھیوں بیدی اور دیو کو لے کر پاکیشیا گیا ہے۔ ان کا مقصد تخریبی کارروائیاں کر کے پاکیشیا میں دہشت پھیلانا ہے۔ سائنس ہال میں بم دھماکہ اور عمران پر قاتلانہ حملہ اسی راٹھور گروپ کی کارروائی ہے۔ فارن ایجنٹ نے ان تینوں کے حلیئے بھی بتائے تھے اور اسی سے عمران نے اسے پہچانا تھا۔ یہ دیو تھا۔

''نن۔ نن۔ میرا نام دیو نہیں ہے۔ میں تو مسلمان ہوں۔ میرا نام دیو کیسے ہو سکتا ہے''...... دیو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”راٹھور کہاں رہ رہا ہے“...... عمران نے اس سے پوچھا تو وہ ایک بار پھر حیرت سے اچھل پڑا۔

”میں۔ میں کسی راٹھور کو نہیں جانتا“...... دیو نے ایک بار پھر سنبھلتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ راٹھور کو بھی تم نہیں جانتے پھر تو تم بیدی کو بھی نہیں جانتے ہو گے“...... عمران نے کہا تو دیو تیسری مرتبہ اچھل پڑا۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ دیو پھر سنبھل گیا۔

”اب تم جانو اور یہ دیو۔ میں نے اس سے کوئی سوال نہیں پوچھنا“...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ ابھی فرفر بولنے لگے گا“...... بلیک زیرو نے کہا تو دیو ایک مرتبہ پھر چونک پڑا۔

”عمران۔ کیا مطلب۔ کیا تم علی عمران ہو“...... دیو نے حیرت کی شدت سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ تم نے تو کافرستان میں میری ہلاکت کی خبر پہنچائی ہے“۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”وہ تو۔ وہ تو۔ راٹھور صاحب نے تصدیق کے بعد تمہاری ہلاکت کی خبر دی ہے۔ معلوم ہوا تھا کہ تمہاری ڈیڈ باڈی کو ہسپتال لے جایا گیا تھا“...... دیو کے لہجے میں ابھی تک حیرت کی جھلک نمایاں تھی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔

”وہ میری ڈیڈ باڈی نہیں تھی بلکہ میں بذات خود تھا۔ زخمی اور

بے ہوشی کی حالت میں۔ تم نے مان لیا کہ تم کافرستانی ایجنٹ ہو اور یہاں پاکیشیا میں دہشت گردی کی کارروائیاں کرنے آئے ہو۔ اب تم بتاؤ کہ راٹھور کا ٹھکانہ کہاں ہے“...... عمران نے دیو کی حیرت دور کرتے ہوئے کہا۔

”یقین جانو۔ میں راٹھور کے ٹھکانے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا“...... دیو نے کہا تو وہ دونوں اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گئے تھے کہ دیو جھوٹ بول رہا ہے۔

”بس اتنا موقع بہت ہوتا ہے۔ اب تم نہیں بتانا چاہتے تو تمہاری مرضی“...... بلیک زیرو نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ڈارک روم میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک چھوٹی سی بوتل اٹھائی اور وہ بوتل اٹھائے ہوئے دیو کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل دیو کی ناک سے لگا دی۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ دیو کے جسم کو جھٹکے لگنے لگے اور دیو کو اپنے جسم میں سی چھریاں چلتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ پھر یہ جھٹکے آہستہ آہستہ بڑھنے لگے۔ ساتھ ساتھ اس کے درد میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ چندلمحوں بعد دیو کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور پھر ایسا وقت بھی آیا جب دیو کے لئے یہ تکلیف ناقابل برداشت ہوگئی۔

”بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ پہلے یہ عذاب ختم کرو۔ میں سب کچھ بتا دوں گا“...... دیو نے درد کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا تو بلیک

زیرو نے ٹھنڈا پانی اس کی ناک پر ڈالا تو اسے کچھ سکون محسوس ہوا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت بڑا عذاب تھا۔ مجھے فوراً پانی پلاؤ ورنہ میں مر جاؤں گا"...... دیو نے گہرے سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے جگ اس کے منہ سے لگا دیا۔ جگ میں کچھ پانی بچا ہوا تھا۔ دیو وہ پانی غٹاغٹ پی گیا۔ بلیک زیرو نے جگ اس کے منہ سے ہٹایا اور اگلے ہی لمحے دیو کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور وہ بے جان ہو کر فرش پر گر گیا۔ بلیک زیرو نے فوراً آگے بڑھ کر اسے دیکھا تو اس کی روح نے اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں خیال ہی نہیں آیا کہ یہ اس طرح زہریلا کیپسول کھا سکتا ہے ورنہ میں اس کی تلاشی لے لیتا"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے تائید میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں کنٹرول روم میں آ گئے۔ کنٹرول روم میں آ کر عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران نے اسے راٹھور اور بیدی کے حلیئے بتا دیئے۔

"اب یہ لوگ میک اپ میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہی ہے جس نے عمران پر حملہ کیا تھا۔ اس کی ساتھی عورت

کا حلیہ تمہیں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے۔ اب تم لوگوں نے انہیں جلد از جلد ٹریس کرنا ہے"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ ہم انہیں جلد ٹریس کر لیں گے"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور سر سلطان کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"السلام علیکم۔ سلطان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"بس آپ نام کے ہی سلطان ہیں۔ سلطانوں والی کوئی بات بھی آپ میں ہے"...... عمران نے سر سلطان کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا۔

"اوہ۔ عمران بیٹے تم۔ کیا تمہیں ڈاکٹر نے ڈسچارج کر دیا۔ میں ابھی ان ڈاکٹر سے جواب طلبی کرتا ہوں"...... سر سلطان نے عمران کی بات سننے کے بعد تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بے چارے ڈاکٹروں کا کیا قصور ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ تمہیں ابھی کچھ دن آرام کرنا چاہئے تھا"۔ سر سلطان نے بدستور تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں کوئی سرکاری افسر تو ہوں نہیں کہ نزلہ بھی ہو تو دو

تین دن دفتر سے چھٹی کر لوں۔ ویسے آپ فکر نہ کریں میں دانش منزل میں ہوں اور صرف زبان کو حرکت دے رہا ہوں۔ میرا باقی جسم ریسٹ پر ہی ہے''...... عمران نے سرسلطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''تم ہمیشہ ضد ہی کرتے ہو۔ کب کسی کی بات مانتے ہو۔ خیر یہ بتاؤ فون کس لئے کیا ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''سائنس ہال میں جو بم دھماکہ ہوا تھا اس کی کوئی رپورٹ سامنے آئی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کانفرنس کی منتظم اعلیٰ میڈم زینت تھیں۔ ان کی لاش فٹ پاتھ سے ملی ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق انہیں کانفرنس سے کئی گھنٹے پہلے ہلاک کر دیا گیا تھا جبکہ وہ کانفرنس شروع ہونے سے چند منٹ پہلے تک کانفرنس ہال میں موجود تھیں جس کا مطلب یہی ہے کہ ان کے میک اپ میں کوئی اور خاتون اس کانفرنس کے امور میں شامل رہی اور اس نے بم کانفرنس ہال میں رکھا اور کانفرنس شروع ہونے سے چند منٹ پہلے وہاں سے فرار ہو گئی۔ مزید تفتیش پر پتہ چلا کہ کانفرنس کی صبح ایک خاتون سائنس دان میڈم زینت سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ پھر اس خاتون کی واپسی کا کوئی اندراج نہیں ہے کہ وہ میڈم زینت کی کوٹھی سے کب واپس گئی''...... سرسلطان نے کہا۔

''مجھ پر حملے میں بھی ایک عورت ملوث ہے اور اس بم دھماکے

میں بھی ایک عورت سامنے آ رہی ہے۔ اب ان دونوں واقعات کی کڑیاں ملتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ مجرموں کی گرفتاری کے حوالے سے آپ نے کوئی بات نہیں بتائی''...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ابھی تک مجرم گرفتار نہیں ہو سکے اور نہ ہی یہ پتہ چل سکا ہے کہ مجرم ہیں کون''...... سرسلطان نے کہا۔

''اس خاتون کا قدوقامت مجھے بتا دیں جو میڈم زینت کی جگہ کانفرنس میں شریک تھیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تو اسے نہیں دیکھا کیونکہ میں اس کانفرنس میں شریک نہیں تھا''...... سرسلطان نے کہا۔

''میڈم زینت سے آپ کی ملاقاتیں تو ہوتی رہی ہوں گی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان سے تو سرکاری امور کے سلسلے میں ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں''...... سرسلطان نے سرکاری امور پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''جی۔ جی۔ میں نے بھی انہی سرکاری ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے۔ خفیہ ملاقاتوں کا نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے یہ وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کسی سے بھی خفیہ ملاقاتیں نہیں کرتا''...... سرسلطان نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''پھر آپ مجھے یہ وضاحت کیوں دے رہے ہیں حالانکہ میں

نے آپ سے یہ وضاحت مانگی بھی نہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تم تو بات پکڑنے کے عادی ہو۔ خیر یہ بتاؤ کہ اس سوال کا کیا مقصد ہے‘‘...... سرسلطان نے زچ ہو کر کہا۔

’’میڈم زینت کا قد و قامت بتا دیں‘‘...... عمران نے کہا تو سرسلطان نے میڈم زینت کا قدوقامت بتا دیا۔

’’اتنی تفصیل سے آپ نے میڈم زینت کا قدوقامت بتایا ہے اور ابھی بھی آپ کہتے ہیں کہ ان سے آپ کی خفیہ ملاقاتیں نہیں تھیں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’عمران بیٹے۔ مرنے والوں کو تو چھوڑ دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ تم براہ راست مرنے والی نیک خاتون پر بہتان لگا رہے ہو‘‘...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کو یکدم جھٹکا لگا کیونکہ اس بات کا تو اسے خیال ہی نہیں رہا تھا۔

’’واقعی مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ میں ابھی سجدے میں گر کر اللہ سے معافی مانتا ہوں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے میری غلطی کا احساس دلایا‘‘...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھا اور وہیں کنٹرول روم میں اللہ کے حضور سجدے میں گر گیا۔ وہ کافی دیر تک گڑگڑا کر توبہ کرتا رہا۔ پھر جب وہ اٹھا تو اس کی آنکھیں تر تھیں۔ بلیک زیرو کچھ کہے بغیر اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ عمران اب نارمل ہو چکا تھا۔ اس نے آنسو بھی صاف

کر لئے تھے لیکن چہرے پر ابھی تک سنجیدگی تھی۔ اس نے خاموشی سے چائے کا کپ بلیک زیرو سے لے لیا اور چائے پینے لگا۔ چائے پینے کے دوران ہی اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... جولیا کے موبائل فون کے نمبر پریس کر کے عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’لیں چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو‘‘...... جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’جولیا۔ آفیسر کالونی کی کوٹھی نمبر اکیس بلاک اے میں میڈم زینت رہتی تھیں۔ یہ سائنس کانفرنس کی منتظم اعلیٰ تھیں لیکن ان کی لاش ایک فٹ پاتھ سے ملی ہے۔ مجرموں نے انہیں ان کی کوٹھی سے اغوا کیا تھا۔ تم اس کوٹھی پر چلی جاؤ۔ سائنس کانفرنس کی صبح کو ایک خاتون سائنس دان ان سے ملنے آئی تھی۔ چوکیدار سے اس خاتون اور جس گاڑی پر وہ آئی تھی اس گاڑی کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ یہی خاتون عمران پر حملے میں بھی ملوث ہے‘‘...... عمران نے جولیا کو ایکسٹو کی حیثیت سے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

’’چیف۔ میں اس عورت کو پاتال میں سے بھی کھینچ لاؤں گی‘‘۔ جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

’’جولیا۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ ہمارے کام میں جذبات سے نہیں ہوش مندی سے کام لیا جاتا ہے لیکن تم ہر بار اس بات کو فراموش کر دیتی ہو‘‘...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس۔ سوری چیف۔ میں آئندہ خیال رکھوں گی"...... جولیا کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ خود تو جولیا کے جذبات سے کھیلتے ہیں اور ڈانٹتے بھی اسے ہی ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب جولیا واقعی اس خاتون کو پاتال سے ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کرے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس خاتون کا بہت چرچا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ یہ ہے کون"...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"اگر مجھے پتہ چل جائے کہ یہ ہے کون تو میں اسے لا کر تمہارے حرم میں نہ بٹھا دوں"...... عمران نے کہا۔

"میرے حرم میں۔ کیا مطلب۔ میرا کون سا حرم ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ دانش منزل تمہارا حرم ہی تو ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرانے لگا۔

"حرم تو بادشاہوں کے ہوتے ہیں عمران صاحب۔ ہمارے ہاں تو اس کا تصور بھی نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو ایک شادی بھی بے چارے مرد پر بھاری پڑتی ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اس بات کا تمہیں کیسے پتہ ہے۔ کیا تمہیں تجربہ ہے"۔

عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ذاتی تجربہ ضروری تو نہیں۔ دوسروں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دوسروں کے تجربے پر اتنے یقین سے بات نہیں کی جاتی جس یقین کے ساتھ تم نے بات کی ہے"...... عمران اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کہاں جا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کو اٹھتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا۔

"میں کچھ دیر کے لئے ریسٹ کرنے ریٹائرنگ روم میں جا رہا ہوں۔ کوئی کال آ جائے تو وہیں ٹرانسفر کر دینا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دانش منزل کے ریٹائرنگ روم میں آ گیا۔ اسے تھکاوٹ اور کمزوری محسوس ہو رہی تھی اس لئے وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

زاریہ اور ڈیوڈ، شرافت اور اس کی ماں کے میک اپ میں ڈاکٹر توقیر کی کوٹھی پر پہنچ چکے تھے۔ خصوصی پاس ہونے کی وجہ سے انہیں کسی قسم کی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ بیگم توقیر نے شرافت کی ماں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

”یہ آپ نے اچھا کیا خالہ کہ آپ یہاں آ گئیں یہاں شرافت آپ کی اچھی دیکھ بھال کرے گا۔ گھر میں اور ملازمین بھی ہیں وہ بھی آپ کی دیکھ بھال کریں گے“...... بیگم توقیر نے شرافت علی کی ماں سے کہا۔

”بیگم صاحبہ۔ شرافت آپ کی بہت تعریفیں کرتا ہے اب بھی اس نے بہت تعریفیں کیں اور ساتھ ہی آپ کا حکم بھی سنایا کہ میں یہاں آ جاؤں۔ اب مالکوں کے حکم کو تو نہیں ٹالا جا سکتا نا جی۔ اس لئے میں آ گئی“...... زاریہ نے کہا۔

”بیگم صاحبہ۔ اماں تو نہیں چاہ رہی تھی۔ یہ کہہ رہی تھی کہ زندگی کے آخری دن میں اپنے گاؤں میں گزاروں گی۔ اب آپ ہی اسے سمجھائیں اس کی کوئی عمر ہے مرنے کی۔ یہ جو ایسی باتیں کرتی ہے“...... شرافت علی نے بیگم توقیر سے کہا۔

”ہاں خالہ۔ ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے۔ آپ جلد ہی بالکل تندرست ہو جائیں گی“...... بیگم توقیر نے زاریہ سے کہا۔

”یہی بات میں اماں کو سمجھاتا ہوں لیکن اماں کو سمجھ ہی نہیں آتی میری بات“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”شام کو گاڑی لے جانا اور ان کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا“۔ بیگم توقیر نے شرافت کے روپ میں موجود ڈیوڈ سے کہا۔

”بہتر بیگم صاحبہ۔ ایک ڈاکٹر میرا واقف ہے۔ میں اماں کو اسی کے پاس لے جاؤں گا...... ڈیوڈ نے کہا۔

”کسی اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ہمارے صاحب بھی تو ڈاکٹر ہیں“...... زاریہ نے ڈیوڈ سے کہا۔

”خالہ جی۔ وہ دوائیاں دینے والے ڈاکٹر نہیں ہیں لیکن آپ نہیں سمجھیں گی اس لئے چھوڑیں اس بات کو اور جہاں شرافت علی آپ کے لے جائے آپ وہاں چلی جائیں اور دوائی لے آئیں“...... بیگم توقیر نے شرافت علی کی ماں کی سادگی پر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ میں تو سمجھی تھی کہ اپنے ڈاکٹر صاحب ہی مجھے دوا دارو

دیں گے“...... زاریہ نے مایوس لہجے میں کہا۔ وہ دونوں ہی شرافت علی اور اس کی ماں کے روپ میں زبردست ایکٹنگ کر رہے تھے۔ ان سے معمولی سی غلطی بھی نہیں ہوئی تھی۔

”اچھا بیگم صاحبہ۔ یہ تو بتائیں صاحب ہیں کہاں۔ میں انہیں مل تو لوں“...... زاریہ نے بیگم توقیر سے پوچھا۔

”وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دو تین دنوں میں آئیں گے“...... بیگم توقیر نے کہا۔

”اچھا۔ یوں کہیں نا کہ وہ ولایت گئے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں ڈاکٹری کرتے ہیں۔ تبھی تو اتنا شاندار گھر بنایا ہوا ہے ماشاء اللہ۔ سنا ہے کہ ولایت میں بہت کمائی ہے۔ بہت پیسہ ملتا ہے“۔ زاریہ نے کہا۔

”ہاں خالہ۔ بس ایسا ہی ہے۔ شرافت علی تم خالہ کو اپنے کوارٹر میں لے جاؤ۔ یہ سفر کر کے آئی ہیں تھکی ہوئی ہوں گی اور تم ابھی سے کچن سنبھال لو“...... بیگم توقیر نے زاریہ کی فضول باتوں سے اکتا کر پہلے اس سے اور پھر ڈیوڈ سے کہا۔

”جی بہتر بیگم صاحبہ“...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر زاریہ کا ہاتھ پکڑ کر بیگم توقیر کے کمرے سے نکل آیا۔ سرونٹ کوارٹر مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھے جو کوٹھی میں داخل ہوتے وقت انہوں نے دیکھ لئے تھے اور اب وہ انہی سرونٹ کوارٹرز کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ کل چار کوارٹر تھے۔ ہر کوارٹر دو کمروں، کچن اور باتھ روم پر مشتمل

تھا۔ کوارٹرز کے قریب پہنچ کر انہوں نے دیکھا تین کوارٹرز کے دروازے بغیر تالے کے بند تھے جبکہ ایک کوارٹر پر تالا لگا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گئے شرافت کا کوارٹر یہی ہے اس کے سامان میں چابیوں کا ایک رنگ بھی تھا۔ ڈیوڈ نے بیگ سے وہ رنگ نکالا اور کوارٹر کے دروازے پر لگے تالے میں چابی لگانے لگا ایک چابی تالے کو لگ گئی اور تالا کھل گیا۔ وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ اندر کمروں کو بھی تالے لگ ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ کمرے بھی کھول لئے۔

”آپ پھر ریسٹ کریں میں کچن سنبھالتا ہوں“...... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاریہ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ کوارٹر سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے زاریہ بور ہوتی رہی۔ اس نے کمرے کی تلاشی لی تو اسے ایک انگلش رسالہ مل گیا۔ رسالے میں کہانیوں سے زیادہ قابل اعتراض تصاویر تھیں۔ وہ وقت گزارنے کے لئے رسالہ پڑھنے لگی۔ اسے یقین تھا کہ یہ رسالہ شرافت پڑھنے کے لئے نہیں دیکھنے کے لئے لایا ہوگا۔ دوپہر ہوئی تو ڈیوڈ اس کے لئے کھانا لے آیا۔

”میں تو یہاں بور ہو رہی تھی“...... زاریہ نے کہا تو ڈیوڈ کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”یہ تو ہماری ڈیوٹی کا حصہ ہے میڈم۔ آپ ابھی سے بور ہو گئیں“...... ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نجانے یہاں کتنے دن رہنا پڑے“...... زاریہ نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔ چونکہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کی عادی تھی اس لئے اسے کسی بھی قسم کا انتظار کرنا پسند نہیں تھا اور یہاں تو اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اسے کتنا انتظار کرنا پڑے گا۔

"میڈم ڈاکٹر توقیر کے آنے کی کوئی خاص روٹین نہیں ہے۔ کبھی تو وہ ایک ہفتے بعد ہی آ جاتا ہے اور کبھی ایک ماہ۔ ڈیڑھ ماہ بعد۔ پھر وہ اطلاع کر کے بھی نہیں آتا بالکل اچانک آتا ہے اور اچانک چلا جاتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اب اسے گھر آئے کتنے دن ہو چکے ہیں"...... زاریہ نے پوچھا۔

"تقریباً بیس بائیس دن ہو گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے ہمیں انتظار نہ کرنا پڑے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمیں ایک دو ہفتے انتظار کرنا پڑے"...... ڈیوڈ نے کہا تو زاریہ کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات پھیل گئے۔

"میں تو کل تک یہاں رکوں گی اگر ڈاکٹر آ گیا تو ٹھیک۔ بصورت دیگر میں چلی جاؤں گی۔ تم یہیں رکنا اور ڈاکٹر کے آنے پر مجھے اطلاع کر دینا۔ میرے جانے کے متعلق تم بیگم توقیر سے کہہ دینا کہ دوائی لے دی ہے اب طبیعت کافی بہتر ہوگئی ہے اور شہر میں میری ماں کا دل نہیں لگ رہا"...... زاریہ نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ بہتر رہے گا اس دوران آپ دیگر کارروائیاں کر سکتی ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔ کھانے کے بعد وہ برتن اٹھا کر لے گیا

پھر اس کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی اس کے ہاتھ میں کار کی چابی تھی۔

"بیگم توقیر نے کار کی چابی دی ہے کہ میں آپ کو دوا دلا لاؤں۔ دوا کے لئے ایک ہزار روپے بھی دیئے ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ مسلمان ایسے ہی دل کے سخی ہوتے ہیں ہمارے ہاں تو کوئی بھی اپنے ذاتی ملازم کو تنخواہ کے علاوہ ایک ڈالر بھی اضافی نہ دے۔ یہ لوگ ہزاروں روپے اپنے ملازموں میں بانٹ دیتے ہیں"۔ زاریہ نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسی لئے تو یہ پسماندہ قوم ہے۔ میرے خیال میں ہمیں چلنا چاہئے اور باقاعدہ کسی ڈاکٹر سے دوا لانی چاہئے تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ ہونے پائے"...... ڈیوڈ نے زاریہ سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب وہ کوارٹر سے باہر نکلے تو ڈیوڈ نے زاریہ کا ہاتھ تھام لیا۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور زاریہ کو کار کے اندر بیٹھنے میں مدد دی۔ جب زاریہ کار میں بیٹھ چکی تو ڈیوڈ ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ ڈاکٹر توقیر کی کوٹھی سے نکل کر وہ ایک ڈاکٹر کے کلینک پر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر کو زاریہ نے فرضی بیماریاں بتائیں تو اس نے نسخہ بنا کر دے دیا۔ وہ دوائیاں انہوں نے میڈیکل سٹور سے خرید لیں اور واپس ڈاکٹر توقیر کی کوٹھی پر آ گئے۔ چونکہ یہ کار ڈاکٹر توقیر کی فیملی کے لئے مخصوص تھی اس لئے

واپسی پر اس کی چیکنگ بالکل نہیں ہوئی۔

"شرافت علی۔ صاحب آ گئے ہیں"...... جیسے ہی وہ کوٹھی میں داخل ہونے لگے چوکیدار نے بتایا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے"...... ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ زاریہ بھی خوش ہوگئی۔ کمپاؤنڈ میں پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور نیچے اتر کر زاریہ کے لئے پچھلا دروازہ کھولا اور زاریہ کو نیچے اترنے میں مدد دی۔ زاریہ کار سے نیچے اتر آئی۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ڈاکٹر توقیر لان میں اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے لان میں پہنچ گئے۔ شرافت علی اور اس کی ماں کے روپ میں ڈیوڈ اور زاریہ کو دیکھ کر ڈاکٹر توقیر کے چہرے پر مہربان مسکراہٹ آ گئی۔ وہ ہمیشہ اپنے ملازموں پر مہربان رہتے تھے۔

"السلام علیکم صاحب جی"...... ڈیوڈ نے ڈاکٹر توقیر کو سلام کیا تو انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔

"السلام علیکم صاحب جی"...... زاریہ نے بھی کانپتے ہوئے لہجے میں ڈاکٹر توقیر کو سلام کیا اور نیچے بیٹھ گئی۔

"وعلیکم السلام۔ ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔ آپ کرسی پر بیٹھیں"...... ڈاکٹر توقیر نے اسے نیچے بیٹھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"بیٹا۔ آپ مالک ہو ہم نوکر ہیں ہم بھلا مالکوں کے ساتھ کیسے

بیٹھ سکتے ہیں"...... زاریہ نے کہا۔

"اماں۔ صاحب کسی کو بھی نوکر نہیں سمجھتے۔ تم کرسی پر ہی بیٹھو"۔ ڈیوڈ نے زاریہ سے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کی امی بیمار ہیں۔ کیا ڈاکٹر سے میڈیسن لی ہے"۔ ڈاکٹر توقیر نے ڈیوڈ سے پوچھا۔

"ڈاکٹر نے یہ دوائیاں دی ہیں صاحب جی"...... ڈیوڈ نے میڈیکل سٹور سے خریدی ہوئی دوائیاں اور ڈاکٹر کا لکھا ہوا نسخہ ڈاکٹر توقیر کو دیتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر توقیر نے نسخہ اور دوائیاں دیکھیں۔

"صاحب۔ میں نے تو بہت کہا ہے کہ میں اپنے صاحب کا انتظار کر لیتی ہوں انہی سے علاج کراؤں گی لیکن شرافت نے بتایا کہ آپ ولایت گئے ہوئے ہو اور پھر انسانوں کا علاج بھی نہیں کرتے۔ آپ انسانوں کا علاج نہیں کرتے تو کیا جانوروں کا علاج کرتے ہو۔ وہاں ولایت میں"...... زاریہ نے ڈاکٹر توقیر سے کہا تو وہ مسکرانے لگے۔

"خالہ جی۔ میں نہ انسانوں کا علاج کرتا ہوں نہ جانوروں کا"۔ ڈاکٹر توقیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کس چیز کے ڈاکٹر ہو۔ یہ شرافت علی جب بھی گھر آتا ہے آپ کی تعریفیں کرتا نہیں تھکتا۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب اتنے نرم دل ہیں ہمارے ڈاکٹر صاحب اتنے سخی ہیں۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب اتنے اچھے ہیں"...... زاریہ نے دیہاتی عورتوں کے سے

انداز میں کہا۔

پاکیشیا آنے سے پہلے اس نے پاکیشیا کی معاشرت کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی تھیں اور کئی پاکیشیائی فلمیں بھی دیکھی تھیں اس لئے وہ پاکیشیائی دیہاتی عورت کا کرادر خوب نبھا رہی تھی۔

''خالہ جی۔ دو قسم کے ڈاکٹر ہوتے ہیں ایک دوائی دیتا اور ایک دوائی بناتا ہے۔ میں دوائی بنانے والا ڈاکٹر ہوں''...... ڈاکٹر توقیر نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا تو زاریہ نے ایسے سر ہلایا جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

''شرافت علی۔ تم خالہ جان کو کوارٹر میں چھوڑ آؤ''...... بیگم توقیر نے اس کی باتوں سے تنگ آتے ہوئے کہا۔

''جی بیگم صاحبہ۔ آؤ ماں''...... ڈیوڈ نے پہلے بیگم توقیر اور پھر شرافت کی ماں کے میک اپ میں موجود زاریہ سے کہا۔ زاریہ کرسی سے اٹھی تو ڈیوڈ نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر وہ کوارٹر کی طرف جانے لگے۔

''یہ بزرگ عورتوں کی طرح بہت بولتی ہیں''...... جب وہ چند قدم دور چلے گئے تو بیگم توقیر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے شرافت علی کے کوارٹر میں داخل ہو گئے۔

زاریہ نے دوائی ایک طرف پھینک دی۔

''یہ ہماری خوش قسمتی ہے ڈیوڈ کہ ہمیں انتظار نہیں کرنا پڑا''۔ زاریہ نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ یہ واقعی ہماری خوش قسمتی اور ڈاکٹر توقیر کی بدقسمتی ہے''...... ڈیوڈ نے بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اب ہم اپنا کام آج رات ہی مکمل کر لیں گے''...... زاریہ نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میڈم۔ ایک بات ہم شاید بھول رہے ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا تو زاریہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کون سی بات ڈیوڈ''...... زاریہ نے پوچھا۔

''میڈم۔ ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ ہم نے اس کے فارمولے کو بھی اڑانا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اتنی اہم بات میں کیسے بھول سکتی ہوں۔ اس فارمولے کی ایک کاپی ڈاکٹر کے بیڈروم میں موجود ایک سیف میں بھی ہے۔ ہم نے وہی کاپی اڑانی ہے۔ ہاں یہ بھی بتا دوں کہ ڈاکٹر توقیر کے بیڈروم میں خودکار حفاظتی نظام موجود ہے اور اس نظام کو آف کئے بغیر ہم اس کے بیڈروم میں داخل نہیں ہو سکتے اور اس نظام کو کمپیوٹر کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے اور کمپیوٹر ڈاکٹر توقیر کی لائبریری میں موجود ہے۔ لہٰذا رات کو ہم نے پہلے ڈاکٹر توقیر کی لائبریری میں جانا ہے میں اس نظام کو آف کر دوں گی اس کے بعد ہم ڈاکٹر اور اس کے فارمولے کو لے اڑیں گے''...... زاریہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سوری میڈم۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ مکمل معلومات کے ساتھ آئی ہیں"...... ڈیوڈ نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"زندگی کے کسی بھی شعبے میں کسی بھی کام کو کرتے ہوئے اگر اس کام سے متعلق مکمل معلومات نہ ہوں تو وہ کام نہیں ہو سکتا اور ہمارا شعبہ تو ایسا ہے کہ معمولی غلطی ہمیں موت کے منہ میں لے جاتی ہے"...... زاریہ نے ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی میڈم۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں"...... ڈیوڈ نے تائید بھرے لہجے میں کہا۔

"رات کے کھانے کے بعد جب تم چائے بناؤ تو گھر میں رہنے والے تمام افراد کی چائے میں لو ڈوز نیند کی گولیاں ملا دینا۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ کھانے کے دو اڑھائی گھنٹے بعد انہیں نیند کا احساس ہو گا اور جب وہ سوئیں گے تو گہری نیند سو جائیں گے اور ہمیں آرام سے کام کرنے کا موقع مل جائے گا"...... زاریہ نے ڈیوڈ کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"جی میڈم۔ میں یہ کام کر لوں گا۔ اب میں جاتا ہوں ڈاکٹر توقیر میرا انتظار کر رہا ہو گا"...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کی واپسی رات کو ہوئی وہ زاریہ کے لئے رات کا کھانا لایا تھا۔ زاریہ کھانا کھانے لگی۔

"حالات کیسے ہیں باہر کے"...... کھانا کھانے کے دوران زاریہ نے ڈیوڈ سے پوچھا۔

"باہر کے حالات بالکل نارمل ہیں۔ کس کو بھی اندازہ نہیں کہ آج رات کیا ہونے والا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا اور زاریہ اس کی بات سن کر مطمئن ہو گئی۔ جب وہ کھانا کھا چکی تو ڈیوڈ نے برتن اٹھا لئے۔

"تمہیں یاد ہے نا۔ تم نے چائے میں نیند کی گولیاں ملانی ہیں"۔ جب ڈیوڈ باہر جانے لگا تو زاریہ نے اس سے کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے"...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

جب وہ واپس آیا تو رات بہت گہری ہو چکی تھی۔ یہ ان کے حرکت میں آنے کا وقت تھا اس نے تمام ملازمین۔ ڈاکٹر توقیر اور بیگم توقیر کی چائے میں لو ڈوز نیند کی گولیاں ملا دی تھیں اب وہ سب گہری نیند سو رہے تھے۔ صرف بیرونی گیٹ پر موجود گارڈز جاگ رہے تھے۔ چونکہ گیٹ کافی دور تھا اس لئے یہاں ہونے والی کارروائی کی انہیں خبر نہیں ہو سکتی تھی۔

ڈیوڈ نے زاریہ کو چلنے کا اشارہ کیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں نہایت ہی احتیاط سے چلتے ہوئے ڈاکٹر توقیر کی لائبریری میں پہنچ گئے۔ لائبریری لاکڈ تھی لیکن اس کا لاک کھولنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ انہوں نے لاک کھولا اور لائبریری میں داخل ہو گئے۔ اندر زیرو پاور کا بلب روشن تھا۔ لائبریری کے ایک کونے میں میز رکھی ہوئی تھی جس پر ایک کمپیوٹر نظر آ رہا تھا کمپیوٹر آن تھا۔

زاریہ جانتی تھی کہ کمپیوٹر چوبیس گھنٹے آن رہتا ہے کیونکہ اس کے آف ہوتے ہی ڈاکٹر توقیر کے بیڈ روم کا حفاظتی سسٹم بھی آف ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود وہ حفاظتی سسٹم کی پروگرامنگ میں گئی اس نے پروگرام ہی آف کر دیا پھر اس نے کمپیوٹر بھی شٹ ڈاؤن کر دیا اور پھر وہ لائبریری سے باہر نکل آئے۔ وہاں سے وہ سیدھے ڈاکٹر توقیر کے بیڈ روم کی طرف بڑھے۔ بیڈ روم کا دروازہ بھی لاکڈ تھا۔ انہوں نے اسے بھی باآسانی کھول لیا۔ وہ بیڈ روم میں داخل ہو گئے۔ بیڈ روم میں ڈاکٹر توقیر اور بیگم توقیر گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔

زاریہ نے اپنی جیب سے ایک پرفیوم کی بوتل نکالی۔ اس نے پرفیوم ڈاکٹر توقیر اور بیگم توقیر کے چہرے پر سپرے کیا۔ اس کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ دیوار کے ایک کونے میں اسے ایک سیف نظر آ گیا۔ انہوں نے کمرے کی اچھی طرح تلاشی لی۔ بیگم توقیر کے ایک پرس میں سے انہیں سیف کی چابیاں بھی مل گئیں۔ انہوں نے سیف کھولا اس میں مختلف فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ زاریہ ان فائلوں کی ورق گردانی کرنے لگی۔ کچھ دیر بعد اسے اپنی مطلوبہ فائل مل گئی۔ اس نے وہ فائل اٹھالی پھر اس نے اپنی قمیض اٹھائی اس کے پیٹ پر ایک بیلٹ بندھی ہوئی تھی۔ اس نے وہ فائل بیلٹ کے نیچے باندھ لی۔

''ڈیوڈ۔ ڈاکٹر توقیر کو اٹھاؤ۔ ہم نے فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔

ریوالور تو ہیں تمہاری جیب میں''...... زاریہ نے سرگوشی بھرے لہجے میں کہا تو اس نے اپنی جیب سے دو ریوالور نکال لئے۔ دونوں پر سائیلنسر فٹ تھے۔ اس نے ایک ریوالور زاریہ کو دے دیا اور دوسرا اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر توقیر کو کندھے پر اٹھا لیا۔ اگلے ہی لمحے وہ کمپاؤنڈ میں تھے۔ جہاں ڈاکٹر توقیر کی دونوں سرکاری کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ڈیوڈ نے ڈاکٹر توقیر کو ایک کار کی پچھلی سیٹ پر لٹایا۔ وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور زاریہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر آ بیٹھی۔ اگلے ہی لمحے کار حرکت میں آئی اور وہ گیٹ کے قریب پہنچ گئی۔ گیٹ بند تھا۔ دونوں گارڈز کار دیکھ کر کار کے قریب آ گئے۔

''کیا ہوا شرافت علی۔ اس وقت کہاں جا رہے ہو''...... ایک گارڈ نے پوچھا۔

''صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ انہیں ہسپتال لے جا رہا ہوں''...... شرافت علی نے کہا۔

''احمق آدمی۔ فون کرو۔ ڈاکٹرز یہیں پہنچ جائیں گے''...... گارڈ نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ ٹھک ٹھک کی دو آوازیں سنائی دیں اور دونوں گارڈز سینے پر ہاتھ رکھے زمین پر گرتے چلے گئے۔ زاریہ کی چلائی ہوئی گولیاں ان کے دلوں میں لگی تھیں اس لئے انہیں چیخنے کا موقع بھی نہیں مل سکا تھا۔ زاریہ نے کار سے اتر کر گیٹ کھول دیا۔ جب ڈیوڈ کار باہر

لے آیا تو زاریہ نے گیٹ بند کر دیا اور بھاگ کر کار میں سوار ہو گئی۔

''کالونی کے مین گیٹ پر موجود گارڈز کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا ہے''...... زاریہ نے غراتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے یکدم ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھا اور کار تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

عمران کے زخم اب کافی حد تک مندمل ہو چکے تھے۔ کمزوری بھی اب دور ہو چکی تھی۔ ابھی تک کوئی بھی ممبر کسی بھی مجرم کو ٹریس کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ عمران اب خود فیلڈ میں نکلنا چاہتا تھا لیکن دانش منزل سے نکلنے کا وہ ابھی ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ اس نے فون سیٹ پر نمبر دیکھے تھے۔ نمبر سرسلطان کے موبائل فون کے تھے۔

''سر۔ میں سیکرٹری خارجہ سلطان عرض کر رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سرسلطان اس وقت تنہا نہیں ہیں۔

''جی سلطان صاحب۔ آپ نے کیسے فون کیا''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں تحکمانہ انداز میں پوچھا۔

''سر۔ اس وقت ایک انتہائی اہم میٹنگ جناب صدر صاحب نے کال کی ہے جس میں آپ کی شرکت بہت ضروری ہے''۔ سرسلطان نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس وقت میٹنگ ہے اور آپ مجھے اس وقت بتا رہے ہیں جبکہ آپ جانتے ہیں کہ میں کس قدر مصروف رہتا ہوں''...... اس وقت میٹنگ کا سن کر عمران نے ایکسٹو کے مخصوص سرد انداز میں میں کہا۔

''سر۔ مجھے احساس ہے کہ آپ کے لئے اس طرح وقت نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن یہ میٹنگ انتہائی ایمرجنسی میں کال کی گئی ہے۔ انتہائی قومی نوعیت کا معاملہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ وقت نکالنے کی کوشش کریں''...... سرسلطان نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں درخواست کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے اپنی بہت سی مصروفیات مؤخر کرنی پڑیں گی اور وہ ساری مصروفیات قومی نوعیت کی ہیں۔ خیر آج تو آ جاتا ہوں لیکن آئندہ اس طرح بلانے پر نہیں آؤں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تیاری تو وہ پہلے ہی کر چکا تھا اس نے بلیک زیرو کو میٹنگ کا بتایا اور ایکسٹو کا مخصوص لباس پہن کر ایکسٹو کے استعمال کے لئے مخصوص گاڑی میں بیٹھ کر وہ میٹنگ ہال میں پہنچ گیا۔

اس نے گاڑی پارکنگ ہال کے سامنے کھڑی کی اور خود ہال

میں داخل ہو گیا۔ اسے دیکھ کر وہاں موجود تمام افراد کھڑے ہو گئے۔ صدر پاکیشیا کی سیٹ خالی تھی۔ اس سیٹ کو خالی دیکھ کر عمران کو غصہ آ گیا۔ رولز کے مطابق میٹنگ میں ایکسٹو کو سب سے آخر میں آنا ہوتا تھا اور سب سے پہلے جانا ہوتا تھا۔ وہ مڑنا ہی چاہتا تھا کہ صدر صاحب اپنی سکیورٹی کے ہمراہ میٹنگ ہال میں داخل ہو گئے۔ یہ پاکیشیا کے نئے صدر تھے اور انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق کئی رولز کا علم نہیں تھا۔

''سلطان صاحب۔ آپ نے جناب صدر کو بریف نہیں کیا کہ انہوں نے میٹنگ میں ایکسٹو سے پہلے پہنچنا ہے''...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو سرسلطان پریشان سے نظر آنے لگے۔

''ایکسٹو صاحب۔ سرسلطان نے مجھے بریف کیا تھا۔ آئی ایم ویری سوری۔ میں آپ سے پہلے میٹنگ ہال میں پہنچ گیا تھا لیکن پھر ہاٹ لائن پر ایکریمیا کے صدر صاحب کا فون آ گیا۔ میں وہ فون سننے کے لئے چلا گیا تھا۔ وہ فون سن کر اب میں واپس آیا ہوں''...... صدر پاکیشیا نے ایکسٹو سے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''رولز۔ میرے لئے۔ آپ کے لئے یا ایکریمیا کے صدر کے لئے بریک نہیں کئے جا سکتے''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''جناب ایکسٹو۔ ہمیں مصلحت کے تحت بھی کچھ کام کرنے پڑتے ہیں''...... صدر پاکیشیا نے اس مرتبہ ناگوار لہجے میں کہا۔

ایکسٹو نے ان کی معذرت قبول نہیں کی تھی اور انہیں اپنی توہین کا

احساس ہو رہا تھا۔

''اوکے۔ آپ مصلحت کے تحت کام کریں۔ اس مصلحت کے تحت آپ سیکرٹ سروس کا چارج بھی سنبھال لیں بلکہ سیکرٹ سروس کے چیف سمیت تمام ممبرز نئے بھرتی کر لیں۔ ہم سب کے استعفے آپ کو آج ہی مل جائیں گے۔ گڈ بائے''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ ہال سے باہر نکل آیا۔ اسے روکنے کی جرأت نہ کسی میں تھی اور نہ ہی کسی نے اسے روکا۔ اس کی گاڑی سٹارٹ ہوئی اور چند لمحوں میں اس بلڈنگ سے باہر نکل گئی۔

کچھ ہی دیر بعد عمران دانش منزل پہنچ گیا۔

''خیریت عمران صاحب۔ کیا اتنی جلدی میٹنگ ختم ہو گئی''۔ بلیک زیرو نے احتراماً کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''ہمارے اعلیٰ عہدیدار قانون بریک کر دیں تو کوئی حرج نہیں۔ عوام میں سے کوئی قانون توڑ دے اس کے لئے سزائیں ہیں''۔ عمران نے ایکسٹو کا نقاب اور لباس اتارتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ کس نے قانون توڑا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے میٹنگ ہال میں ہونے والی تمام گفتگو بتائی تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''صدر صاحب تو بہت غصے میں ہوں گے۔ وہ یہ ادارہ ہی نہ توڑ دیں''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''ہم نے اس ملک کی خدمت کرنی ہے۔ اگر ہم سرکاری وسائل

سے نہیں کریں گے تو ذاتی وسائل سے کر لیں گے اور ویسے بھی اس ادارے کو توڑنے کا اختیار انہیں نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو میں بھی جانتا ہوں عمران صاحب لیکن آج کل اس ملک میں ماورائے قانون بھی اقدام ہونے لگے ہیں اور''...... بلیک زیرو کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سی ایل آئی پر سرسلطان کے موبائل نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے ایکسٹو کی مخصوص سرد آواز میں کہا۔

''سر۔ جناب صدر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''۔ سرسلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''انہیں پہلے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے بارے میں قانون اور آئین پڑھا دیں جب وہ اپنے اور ایکسٹو کے اختیارات کا موازنہ کر لیں تو مجھے فون کریں''...... عمران نے کہا۔

''جناب ایکسٹو۔ آپ کے متعلق ہمارا آئین کیا کہتا ہے میں نے پڑھ لیا ہے۔ میں نے اس لئے ہال میں آپ سے معذرت کی تھی اور اب بھی آپ سے معذرت کر رہا ہوں۔ آج جو کچھ ہوا آئندہ نہیں ہو گا۔ آج بھی ایسا نہ ہوتا اگر ایکریمیا کے صدر صاحب کا فون نہ آ جاتا تو''...... صدر پاکیشیا نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''جہاں ایکسٹو موجود ہو وہاں کوئی بھی شخص اپنی سیکورٹی ہمراہ نہیں لا سکتا چاہے وہ ایکریمیا کا صدر ہی کیوں نہ ہو اور آپ

میٹنگ ہال میں اپنی سیکورٹی کے ہمراہ آئے ہیں۔ آپ کی طرف سے یہ بھی قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے''...... عمران نے صدر صاحب سے کہا۔

''آئین کی یہ شق میری نظروں سے نہیں گزری۔ میں آج ہی آئین کا وہ حصہ مکمل طور پر پڑھتا ہوں جو آپ سے متعلق ہے اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی جس سے آپ کا استحقاق مجروح ہو''...... صدر پاکیشیا نے کہا۔

''شکریہ جناب صدر۔ بات میرے استحقاق اور میری ذات کی نہیں۔ بات رولز کی ہے۔ آئین و قانون کی ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے ہاں لاقانونیت بڑھتی جا رہی ہے''...... عمران نے صدر صاحب سے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''آپ درست فرما رہے ہیں۔ انشاء اللہ حکومت کی طرف سے آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہو گی۔ آج کی میٹنگ میں نے کینسل کر دی ہے لیکن کچھ باتیں آپ تک پہنچانا بہت ضروری ہیں۔ اگر وہ باتیں آپ تک نہ پہنچیں تو ملک کو بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے''۔ صدر پاکیشیا نے کہا۔

''ان باتوں کا علم سرسلطان صاحب کو ہو گا۔ میں اپنا نمائندہ علی عمران ان کے پاس بھیج دوں گا وہ انہیں تمام باتیں بتا دیں گے پھر جو کچھ سیکرٹ سروس کے دائرہ اختیار میں ہو گا سیکرٹ سروس کرے گی''...... عمران نے کہا۔

''شکریہ جناب ایکسٹو۔ آپ کچھ دیر بعد اپنے نمائندے کو سرسلطان صاحب کے آفس بھیج دیں''...... صدر صاحب نے کہا۔

''جی بہتر''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ کی ہمت ہے عمران صاحب۔ آپ پاکیشیا کے صدر کو بھی رگڑا لگا دیتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میری اتنی جرأت کہاں ہے بھئی۔ یہ تو ایکسٹو کا کام ہے۔ اگر میری جگہ تم ایکسٹو کا کردار کر رہے ہوتے تو تم نے بھی یہی کچھ کرنا تھا جو میں نے کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ تو ہے''...... جواب میں بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی ایکسٹو کے تمام اختیارات سے واقف تھا اور کیسے واقف نہ ہوتا۔ ایکسٹو کا کردار زیادہ تر وہی ادا کرتا تھا عمران تو کبھی کبھی یہ کردار کرتا تھا۔

''میں ذرا سرسلطان کے آفس کا چکر لگا لوں دیکھیں تو سہی معاملہ کیا ہے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔ اس کے بعد وہ اپنی سپورٹس کار میں بیٹھا اور سرسلطان کے آفس پہنچ گیا۔ پی اے نے ادب سے اسے سلام کیا۔

''آپ کے صاحب موجود ہیں یا نہیں''...... عمران نے پی اے سے سرسلطان کے بارے میں پوچھا۔

''صاحب بس ابھی آئے ہیں اور آپ کے لئے کہہ گئے ہیں

کہ آپ جیسے ہی آئیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان کے آفس میں چلے جائیں''...... سر سلطان کے پی اے نے کہا تو عمران فوراً سر سلطان کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

''السلام علیکم یا سلطان معظم''...... عمران نے کمر کو تھوڑا سا خم دیتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام۔ آؤ عمران بیٹھو اور سنو۔ اب بالکل سنجیدہ رہنا ہے۔ پہلے ہی بہت وقت ضائع ہو گیا ہے''...... سر سلطان نے عمران کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب آپ صرف نام کے سلطان ہیں تو پھر سلطانوں والے خول میں ہر وقت کیوں بند رہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''سلطان والا خول۔ وہ کون سا خول ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنجیدگی کا خول جس میں آپ ہر وقت بند رہتے ہیں۔ کبھی تو آپ بھی مسکرا لیا کریں۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں مسکرانے سے خون بڑھتا ہے اور صحت اچھی رہتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جب حالات رونے والے ہوں تو بندہ کیسے مسکرائے''۔ سر سلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بندہ نہ مسکرائے۔ لیکن سلطان کو تو مسکرانا چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا سلطان بندہ نہیں ہوتا''...... سر سلطان نے بھی اس مرتبہ

مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے آپ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔ اب بتائیے کیا مسئلہ ہے''...... عمران نے ان سے پوچھا۔

''ہمارے ایک سائنس دان ہیں ڈاکٹر توقیر۔ ان کی ایک ایجاد ہے واٹر پاور۔ وہ کسی ایسے کیمیکل پر کام کر رہے ہیں کہ جسے سمندر کے پانی میں ملانے سے سمندر کا پانی ایندھن کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ تم خود لگا سکتے ہو۔ یعنی ڈیزل اور پٹرول کی اجارہ داری ختم۔ پاکیشیا یہ کیمیکل تیار کر لیتا ہے تو دنوں میں امیر ترین ریاستوں میں اس کا شمار ہو سکتا ہے۔ اس فارمولے پر بہت خفیہ طریقے سے کام ہو رہا تھا لیکن نجانے کس کو خبر ہو گئی کل شام ڈاکٹر توقیر چھٹی پر اپنے گھر گئے اور کل رات ہی یہ خبر آئی کہ انہیں اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس فارمولے کی کاپی سمیت''۔ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اغوا کرنے والوں کے متعلق کچھ معلوم ہوا''...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''ان کا کک شرافت اور اس کی والدہ۔ ان دونوں نے ڈاکٹر توقیر کو اغوا کیا ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ شرافت علی اور اس کی والدہ اصلی نہیں تھے ان کے میک اپ میں مجرم ایجنٹ تھے''۔ سر سلطان نے کہا۔

''ارے واہ۔ اب تو آپ میں بھی جاسوسی کے جراثیم پیدا

ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ نے تو یہاں بیٹھے بیٹھے درست تجزیہ کر لیا۔ اب آپ سیکرٹری شپ سے ریٹائرمنٹ لیں اور سیکرٹ سروس جوائن کر لیں''...... عمران نے کہا۔

''تم شاید میرا مذاق اڑا رہے ہو''...... سرسلطان نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ نہیں۔ واللہ۔ آپ نے سو فیصد درست تجزیہ کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کرسی سے اٹھ کر آفس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ لیا۔

''ڈاکٹر توقیر کا ایڈریس بتائیں''...... عمران نے سرسلطان سے کہا تو انہوں نے ایڈریس بتا دیا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور واچ ٹرانسمیٹر منہ سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ایکسٹو سپیکنگ۔ اوور''...... عمران نے جولیا کو کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایک ایڈریس نوٹ کرو۔ یہ ڈاکٹر توقیر کی کوٹھی کا ایڈریس ہے۔ ڈاکٹر توقیر ہمارے مایہ ناز سائنس دان ہیں۔ انہیں رات کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ تم ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر جا کر معلومات حاصل کرو اور دیگر ممبرز کی ڈیوٹی ایئر پورٹ اور دارالحکومت سے باہر

جانے والے راستوں پر لگا دو۔ ڈاکٹر توقیر کو دارالحکومت سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا موبائل فون نکالا اور دانش منزل کے نمبر ملانے لگا۔ چند لمحوں بعد بیل جانے لگی۔

''ایکسٹو''...... کال رسیو ہونے پر ایکسٹو کی مخصوص سرد آواز سنائی دی۔

''طاہر۔ ہمارے ایک سائنس دان ڈاکٹر توقیر رات کو اغوا کر لئے گئے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں جولیا کو ہدایات دے دی ہیں۔ اس کی کال آئے تو اٹنڈ کر لینا۔ میں بھی اس سلسلے میں دارالحکومت کا ایک چکر لگا لوں''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اس نے مزید کچھ کہے بغیر رابطہ منقطع کر دیا اور اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھول کر اس نے ہاتھ کے اشارے سے سرسلطان کو سلام کیا اور آفس سے باہر نکل آیا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھا اور اس کی کار سڑکوں پر فراٹے بھرنے لگی۔ وہ کافی دیر تک کار کو دوڑاتا رہا۔ پھر اچانک اس کی نظر سپر مارکیٹ کے ایک بڑے جنرل سٹور کے گیٹ پر پڑی تو وہ بری طرح چونک اٹھا۔ اس نے اپنی کار ایک سائیڈ پر کر کے روک لی۔ جنرل سٹور سے نکلنے والے آدمی کو وہ لاکھوں کے مجمع میں بھی پہچان سکتا تھا۔ اس آدمی نے پچھلے دنوں اپنی ایک ساتھی لڑکی کے ہمراہ اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

’’باس۔ عمران زندہ ہے‘‘...... براؤن کے اسسٹنٹ جمی نے براؤن سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

’’کیا مطلب۔ کیا زاریہ اور راٹھور نے اپنے اعلیٰ افسران کو غلط رپورٹ دی ہے‘‘...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’نو باس۔ ان کی رپورٹ بھی درست تھی۔ عمران ہٹ ہو گیا تھا اور اسے دو گولیاں لگی تھیں لیکن ڈاکٹرز نے آپریشن کر کے اسے بچا لیا‘‘...... جمی نے کہا۔

’’ہاں۔ اگر عمران نے اس طرح مرنا ہوتا تو وہ کئی بار مر چکا ہوتا لیکن تمہیں یہ رپورٹ کیسے ملی‘‘...... براؤن نے پوچھا۔

’’باس۔ ایکریمیا میں۔ میں ایک بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک آدمی سے ٹکرا چکا ہوں جس کا نام تنویر ہے۔ آج وہ اتفاق سے مجھے ایک ہوٹل میں نظر آ گیا۔ میں چونکہ مقامی میک اپ میں

ہوں اس لئے اس نے تو مجھے نہیں پہچانا لیکن میں نے اسے پہچان لیا وہ کسی کو فون کال کر رہا تھا۔ میں نے چھپ کر وہ فون کال بھی سن لی جس سے مجھے یہ تفصیل معلوم ہوئی‘‘...... جمی نے براؤن سے کہا تو اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات آ گئے۔

’’کیا تم نے اس تنویر کا ٹھکانہ دیکھ لیا ہے‘‘...... براؤن نے پوچھا۔

’’یس باس‘‘...... جمی نے کہا۔

’’ویری گڈ۔ اب یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہمارے ہاتھوں سے مریں گے۔ پہلے اس عران کا خاتمہ کرتے ہیں پھر تنویر کا۔ تنویر کے ذریعے اگر کوئی اور بھی نظر آ گیا تو اس کا بھی خاتمہ کر دیں گے‘‘...... براؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اسے ایٹمک تنصیبات کے سلسلے میں کامیابی نہیں مل رہی تھی وہ اس پر بہت شرمندہ ہو رہا تھا۔ راٹھور اور زاریہ نے دو کامیابیاں حاصل کر لی تھیں اور وہ ابھی ایک کامیابی کے قریب بھی نہیں پہنچا تھا۔ اسے زاریہ اور راٹھور کے سامنے جاتے ہوئے بھی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ اب وہ عمران اور سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو ہلاک کر کے راٹھور اور زاریہ کے سامنے فخر سے جا سکتا تھا اور اپنے اعلیٰ افسران کے سامنے بھی سرخرو ہو سکتا تھا۔

’’یہ عمران کس ہسپتال میں ہے۔ اسے تو ہسپتال میں ہی ختم کر دیا جائے‘‘...... براؤن نے پوچھا۔

’’باس۔ عمران کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ اب وہ

اپنے فلیٹ پر ہوگا''...... جمی نے جواب دیا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں اسے اس کے فلیٹ پر جا کر ماروں گا۔ ابھی وہ زخمی ہو گا اس لئے میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا''...... براؤن نے کہا۔

''باس۔ عمران کے فلیٹ پر ایک بار حملہ ہو چکا ہے اس لئے اب اس کے فلیٹ پر حملہ کرنا آسان نہیں ہو گا۔ پہلے ہم اس تنویر کا خاتمہ کر لیں پھر عمران کے بارے میں مکمل پلاننگ کریں گے''۔ جمی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چلو۔ پھر تنویر کے فلیٹ پر چلتے ہیں''...... براؤن نے کہا اور پھر وہ دونوں کار پر سوار ہو کر اپنی کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ دونوں اس وقت میک اپ میں تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ جمی نے سنبھال لی تھی۔ کچھ دیر کی ڈرائیونگ کے بعد جمی نے کار ایک پلازہ کی کار پارکنگ میں روک دی۔ وہ دونوں کار سے نیچے اترے۔ براؤن، جمی کی رہنمائی میں سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ دوسری منزل پر پہنچ کر جمی ایک فلیٹ کے سامنے رک گیا۔ اس نے فلیٹ پر دباؤ ڈالا تو فلیٹ کا دروازہ لاکڈ تھا۔

''باس۔ لگتا ہے تنویر کہیں گیا ہوا ہے''...... جمی نے کہا تو براؤن نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر براؤن نے جمی کو نیچے چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں نیچے اتر کر اپنی کار کے پاس پہنچ گئے۔

''ہم یہاں اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس کا انتظار کر لیتے ہیں۔ وہاں گیلری میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا مناسب نہیں''...... براؤن نے کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جمی بھی اس کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دونوں تنویر کا انتظار کرنے لگے۔ براؤن بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔

''باس۔ آج آپ مس زاریہ سے ملنے نہیں گئے''...... جمی نے براؤن کو انتظار کی کوفت سے بچانے کے لئے زاریہ کا ذکر چھیڑ دیا۔

''آج کا مشن مکمل کر لیں پھر میں زاریہ سے ملنے جاؤں گا اور پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے ایک مشن اور بھی مکمل کرنا ہے''۔ براؤن نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ جمی براؤن کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔

''آپ کس مشن کی بات کر رہے ہیں باس''...... جمی نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''زاریہ ایک ایشیائی کو اپنے ساتھ لگائے پھرتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ راتیں بھی گزارتی ہو۔ میں نے ایک رات ساتھ گزارنے کی آفر کی تو سیخ پا ہو گئی۔ میں نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ اس کے غرور کو خاک میں ملا دوں گا۔ پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے اسے اغوا کر کے اپنے بیڈ کی زینت ضرور بناؤں گا''۔ براؤن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں زاریہ کے لئے نفرت جھلک رہی تھی۔

''ایسی عورت کے لئے تو کوئی خاص سزا ہونی چاہئے باس''۔

جمی نے براؤن کی نفرت کو ہوا دیتے ہوئے کہا۔

''جمی۔ اس کے لئے یہی سزا بہت ہو گی کہ کوئی اس سے زبردستی کرے۔ وہ اسی آگ میں ساری عمر سلگتی رہے گی ورنہ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ اس کے ساتھ وقت گزار کر اسے قتل کر دوں گا لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے وہ زندہ رہے گی تو ساری عمر تڑپتی رہے گی اور میرے ساتھ گزاری ہوئی رات اسے سانپ بن کر ڈستی رہے گی۔ وہ اس رات کو بھلانا چاہے گی لیکن بھلا نہیں سکے گی''...... براؤن نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''واقعی باس۔ کہتے تو آپ ٹھیک ہیں مس زاریہ کے لئے یہ سزا بہت بڑی ہو گی''...... جمی نے اس کی تائید کی۔

''باس ہوشیار۔ اس کار میں سے تنویر اتر رہا ہے''...... اچانک جمی کی نظر پارکنگ میں رکتی ہوئی کار پر پڑی۔ کار میں تنویر موجود تھا جو اب کار سے نیچے اتر رہا تھا۔

''ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے کسی کی کوئی پروا نہیں کرنی''۔ براؤن نے اپنی جیب میں سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا تو جمی نے بھی اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ تنویر کار کا دروازہ لاک کرنے کے بعد اب سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دونوں نے بیک وقت ریوالور کا رخ اس کی طرف کیا۔ یکدم دو دھماکے ہوئے لیکن گولیاں تنویر کو لگنے کی بجائے سیڑھیوں سے جا لگیں کیونکہ تنویر بجلی کی سی تیزی سے فرش پر گر گیا تھا۔ فرش پر گرتے ہی اس کا جسم رول ہونے لگا۔ پھر

اس کا جسم ساکت ہوا اور ایک زبردست دھماکہ ہوا اس نے بھی ریوالور سے ان پر فائر کر دیا تھا۔ وہ تیزی سے نیچے جھکے ہوئے تھے۔ تنویر کے ریوالور کی گولی نے ان کی کار کی ونڈ سکرین توڑ ڈالی تھی۔ جمی نے جھکے جھکے گاڑی کے ایکسیلیٹر پر یکدم دباؤ ڈالا۔ تنویر کو دیکھتے ہی گاڑی اس نے سٹارٹ کر لی تھی۔ اس لئے اب جیسے ہی ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا گاڑی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح آگے بڑھی۔ تنویر نے انہیں فرار ہوتے دیکھا تو ان پر ایک فائر اور کیا۔ دوسری گولی نے بیک سکرین چکنا چور کر دی۔ وہ تیسرا فائر بھی کرنا چاہتا تھا لیکن اس دوران ان کی گاڑی ریوالور کی رینج سے دور نکل گئی۔ جمی طوفانی رفتار سے گاڑی دوڑا رہا تھا۔ چند لمحوں میں ہی وہ اس علاقے سے دور نکل آئے۔

''گاڑی اب آہستہ کر لو اور کسی بھی گلی کے سامنے روک دو''۔ براؤن نے جمی سے کہا۔

ایک موڑ مڑتے ہی چند فٹ کے فاصلے پر گلیاں نظر آ رہی تھیں۔ جمی نے ایک گلی کے قریب پہنچتے ہی یکدم بریک لگا دی۔ دونوں بجلی کی سی تیزی سے کار سے نیچے اترے اور گلی میں گھس گئے۔ دو تین گلیوں کے بعد وہ دوسری سڑک پر جا نکلے۔ سامنے سے آتی ہوئی ٹیکسی کو براؤن نے رکنے کا اشارہ کیا ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ براؤن نے ٹیکسی ڈرائیور کو سپر مارکیٹ چلنے کے لئے کہا تو اس نے ٹیکسی آگے بڑھا

دی۔ کچھ دیر بعد ٹیکسی سپر مارکیٹ کے سامنے رک گئی۔ براؤن نے کرایہ ادا کیا اور وہ دونوں مارکیٹ کی طرف بڑھنے لگے جبکہ ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ جب ٹیکسی نظروں سے اوجھل ہوگئی تو وہ دونوں رک گئے۔

''باس۔ اگر ہم تنویر کو فلیٹ کے اندر جانے دیتے اور پھر فلیٹ میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرتے تو اپنے مشن میں سو فیصد کامیاب رہتے۔ ہمیں اس ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا''...... جمی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''واقعی غلطی ہوگئی۔ ہمیں کوٹھی سے چلتے وقت گیس پسٹل لے کر چلنا چاہئے تھا''...... براؤن نے کہا۔

''باس۔ گیس پسٹل تو میرے پاس موجود ہے''...... جمی نے کہا تو براؤن کو جمی پر غصہ آ گیا۔

''بے وقوف۔ یہ بات تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے''۔ براؤن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ نے ڈائریکٹ ایکشن کا کہا تھا اس لئے میں نے نہیں بتایا۔ سوری''...... جمی نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے براؤن کی نظر سامنے اٹھی اور وہ ایک دکان کے ستون کے پیچھے ہونے لگا۔ اس کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے جمی نے بھی اس طرف دیکھا۔ انہیں سٹور سے راٹھور باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر براؤن چھپ کیوں رہا تھا جمی کو یہ بات سمجھ نہ آئی۔ وہ بھی براؤن کی پیروی کرتے ہوئے ستون کے دوسری طرف آ گیا۔

یہاں سے وہ راٹھور کو آسانی سے نظر نہیں آ سکتے تھے۔ راٹھور سٹور سے نکل کر مارکیٹ کی پارکنگ میں داخل ہوا۔ وہاں اس نے ایک کار کا دروازہ کھولا اور پھر کار آگے بڑھنے لگی۔ جب کار سڑک پر پہنچی تو براؤن ایک بار پھر چونکا۔ راٹھور کی کار سے کچھ فاصلے پر اسے ایک کار میں عمران کی جھلک نظر آئی تھی۔ براؤن جلدی سے سڑک پر آ گیا۔ سڑک کے کنارے تین چار ٹیکسیاں کھڑی تھیں۔ وہ دونوں ہی جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

''اس طرف چلو جلدی کرو۔ جلدی''...... براؤن نے ہاتھ کے اشارے سے ٹیکسی ڈرائیور کو سامنے چلنے کے لئے کہا۔ ڈرائیور نے ٹیکسی سٹارٹ کی اور پھر ٹیکسی آگے بڑھنے لگی۔

''جلدی چلو احمق۔ جلدی۔ آگے ایک مجرم جا رہا ہے۔ ہم نے اس کا پیچھا کرنا ہے۔ ہمارا تعلق خفیہ پولیس سے ہے۔ اگر مجرم نکل گیا تو تمہاری ساری عمر جیل میں گزر جائے گی''...... براؤن نے ڈرائیور کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیل گئے اور اس کے ساتھ ہی ٹیکسی کی رفتار تیز ہوگئی۔ چند لمحوں بعد براؤن کو راٹھور کی کار نظر آ گئی۔ اس نے عمران کی کار کو بھی دیکھ لیا تھا۔ راٹھور کی کار اور عمران کی کار کے درمیان پانچ چھ کاریں تھیں۔ براؤن غیر محسوس طریقے سے ڈرائیور کے بالکل قریب ہو گیا۔

"جمی۔ ڈرائیور کو آف کر دو"...... براؤن نے پچھلی سیٹ پر بیٹھے جمی سے کہا۔ اس سے پہلے کہ ڈرائیور اس کی بات کا مطلب سمجھتا اس کے سر کے پچھلے حصے پر دھماکہ ہوا۔ جمی نے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر مارا تھا۔ براؤن نے چلتی ٹیکسی کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ٹیکسی صرف ایک لمحے کے لئے لہرائی تھی پھر براؤن نے سنبھال لیا۔ جمی نے بے ہوش ٹیکسی ڈرائیور کو آہستہ آہستہ ڈرائیونگ سیٹ سے کھینچ کر پیچھے والی سیٹ پر کر دیا۔ جس سے براؤن ایزی ہو گیا اور ڈرائیونگ کرنے لگا۔

"تم گیس پسٹل مجھے دے دو"...... براؤن نے کہا تو جمی نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔ اب وہ اطمینان کے ساتھ ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا۔

"باس۔ وہ آدمی جو دوسری کار میں ہے جسے دیکھ کر آپ چونکے تھے اس کی شکل عمران سے ملتی جلتی ہے"...... جمی نے کہا۔

"احمق۔ شکل نہیں ملتی۔ وہ عمران ہی ہے"...... براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ عمران اتنی جلدی ٹھیک کیسے ہو گیا۔ ہمیں تو اطلاع ملی تھی کہ عمران کو دو گولیاں لگی ہیں"...... جمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو اب تم عمران سے ہی پوچھنا کہ وہ اتنی جلدی ٹھیک کیسے ہو گیا"...... براؤن نے کہا۔ اب اسے محسوس ہو گیا تھا کہ راٹھور بلا

مقصد ادھر ادھر گھوم رہا ہے۔ شاید اسے بھی اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا تھا۔

عمران بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا پھر وہ ایسی سڑک پر آ گئے جہاں ٹریفک کا رش کم تھا اور کچھ دیر بعد یہ کم رش بھی ختم ہو گیا۔ سڑک دور تک سیدھی جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ براؤن نے ٹیکسی کی رفتار بہت ہی کم کر لی۔ راٹھور اور عمران کی کاریں بہت آگے نکل گئیں۔ ٹیکسی آہستہ رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا وہ کچھ آگے گیا تو اسے دونوں کاریں سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی دکھائی دیں۔ راٹھور مشین پسٹل ہاتھ میں لئے عمران سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا لیکن عمران کے چہرے سے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ مشین پسٹل سے ذرا بھی مرعوب نہ ہو۔

"ارے۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... براؤن نے ٹیکسی کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر تیز لہجے میں کہا۔ اس وقت وہ دونوں مقامی میک اپ میں تھے اس لئے راٹھور نے انہیں نہ پہچانا۔

"تم اپنا راستہ ناپو ورنہ اس مشین پسٹل کی چند گولیاں تمہارے سینے میں بھی اتر جائیں گی"...... راٹھور نے غراتے ہوئے کہا اور ریوالور لہرا کر دکھایا تو براؤن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔ اسے نیچے اترتے دیکھ کر جمی بھی نیچے اتر آیا۔

"ریوالور تو میرے پاس بھی ہے۔ یہ دیکھو"...... براؤن نے کہا اور تیزی سے ریوالور نکال لیا۔

"اوہ۔ تو تم اس عمران کے ساتھی ہو"...... راٹھور نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"تم یہ ریوالور پھینک دو ورنہ میں فائر کر دوں گا"...... براؤن نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ تم اپنا کھلونا پھینک دو اور ہاتھ اوپر اٹھا لو"...... راٹھور نے کہا۔ براؤن کے ہاتھ میں گیس پسٹل تھا۔ اس نے یکدم ٹریگر دبا دیا اور سڑک پر گرتے ہوئے گیس پسٹل کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ عمران نے اس سے بچنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ گیس فائر سے بچ نہ سکا جبکہ راٹھور نے بھی اسے ٹریگر دباتے ہوئے دیکھ کر اس پر فائر کر دیا تھا۔ چونکہ براؤن کو اس کی پہلے سے توقع تھی اسی لئے وہ سڑک پر گر گیا تھا۔ گولی اس کے اوپر سے گزر گئی تھی۔ براؤن کے فائر سے بچنے کے لئے فائر کرتے ہوئے راٹھور نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی تھی لیکن اگلے لمحے اس پر ساری پچویشن واضح ہو گئی تھی۔ اس نے براؤن کو ریوالور کا رخ تبدیل کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اب اس کی جگہ عمران سڑک پر گرا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"میری بجائے تم نے عمران پر فائر کیوں کیا۔ کون ہو تم"۔ راٹھ نے پوچھا۔

"میں براؤن ہوں اور یہ میرا اسسٹنٹ ہے جمی"...... براؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ براؤن صاحب۔ آپ کو یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... راٹھور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اگر میں براہ راست عمران پر فائر کھولتا تو عمران ہٹ نہ ہوتا۔ اس لئے میں نے بظاہر آپ کو نشانہ بنایا۔ وہ مطمئن کھڑا ہوا تھا اس لئے مار کھا گیا"...... براؤن نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس گیس پسٹل ہے اور یہ عمران صرف بے ہوش ہوا ہے"...... راٹھور نے کہا۔

"ہاں۔ عمران بے ہوش ہوا ہے۔ بے ہوشی کی حالت میں مارنا اسے آسان ہو گا"...... براؤن نے کہا تو اس کی بات سن کر راٹھور نے اپنے پسٹل کا رخ عمران کی طرف کر لیا اور فائر کرنے لگا۔

"راٹھور۔ فائر مت کرنا"...... براؤن نے نہایت سخت لہجے میں راٹھور سے کہا۔

"وہ کیوں۔ یہ بے ہوش ہے۔ اس وقت یہ بہت آسانی سے ہلاک ہو سکتا ہے"...... راٹھور نے کہا۔

"اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسے میں نے بے ہوش کیا ہے۔ اب اسے کس وقت ہلاک کرنا ہے اس کا فیصلہ میں نے کرنا ہے نہ کہ آپ نے"...... براؤن نے کہا۔

"براؤن صاحب۔ اسے میں ہلاک کروں یا آپ بات تو ایک ہے"...... راٹھور نے کہا۔

"بات ایک نہیں ہے راٹھور صاحب۔ جب آپ نے عمران پر

حملہ کیا تھا تو آپ نے اور زاریہ نے اپنے افسران کو عمران کی موت کی جو خبر دی اس میں میرا نام نہیں لیا تھا۔ اگر بات ایک ہوتی تو آپ اس وقت میرا نام لیتے''...... براؤن نے طنزیہ لہجے میں راٹھور سے کہا تو وہ لاجواب ہو گیا۔

''چلئے۔ آپ ہی اسے ہلاک کرنے کا کریڈٹ لے لیں لیکن ہلاک اسے ذرا جلدی کر دیں''...... راٹھور نے کہا۔

''مجھے اس سے کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں۔ میں اسے اپنی کوٹھی پر لے جاؤں گا اور معلومات حاصل کر کے اسے موت کے گھاٹ اتاروں گا''...... براؤن نے خشک لہجے میں کہا۔

''میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ اسے یہیں فوری طور پر ہلاک کر دیں۔ آگے آپ کی مرضی ہے''...... راٹھور نے کہا اور پھر اپنا مشین پسٹل جیب میں رکھ کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی کار حرکت میں آئی اور مڑ کر دارالحکومت کی طرف دوڑنے لگی۔ چند لمحوں میں ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

''جمی۔ اپنی بیلٹ کھول کر عمران کے ہاتھ بیلٹ سے باندھ دو اور پھر اسے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر ڈال دو اور اس ٹیکسی ڈرائیور کو ٹیکسی سے باہر نکال کر یہیں ڈال دو''...... براؤن نے جمی سے مخاطب ہو کر کہا تو جمی نے چند لمحوں میں ہی یہ دونوں کام کر دیئے۔ ٹیکسی ڈرائیور ابھی تک بے ہوش تھا۔ جمی نے اسے سڑک کے کنارے پھینک دیا اور پھر ٹیکسی مڑ کر دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگی۔

حملہ آوروں کی گاڑی پلازہ کے پارکنگ ایریا سے نکل چکی تھی۔ تنویر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور کار بیک کرنے لگا۔ حملہ آوروں کی گاڑی کے تیز شیشے ٹکڑوں کی صورت میں زمین پر گرے ہوئے تھے۔ وہ تنویر کی کار کے ٹائروں میں لگے تو اس کی کار کا ایک ٹائر پنکچر ہو گیا۔ ابھی تنویر پارکنگ سے نکل کر روڈ پر آیا ہی تھا کہ اسے احساس ہو گیا کہ اس کی کار کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔ اس نے کار روکی۔ واقعی پچھلا ایک ٹائر پنکچر نظر آ رہا تھا۔ اس نے بے بسی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے جیب سے سیٹلائٹ موبائل فون نکالا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص سرد آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ تفصیل سے ایکسٹو کو بتا دیا۔

''اپنی کار کا ٹائر بدلو اور ان حملہ آوروں کو ٹریس کرو''...... ایکسٹو نے تنویر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں انہیں ٹریس کر لوں گا''...... تنویر نے کہا لیکن اس سے پہلے ہی رابطہ ختم گیا تھا۔ ایک کار سروس کی دکان وہاں سے قریب ہی تھی۔ تنویر نے وہاں سے کار کا ویل تبدیل کرایا اور حملہ آوروں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ اسے یقین تھا کہ عمران پر حملہ کرنے والے بھی یہی مجرم تھے۔ وہ سب سے پہلے رجسٹریشن آفس پہنچا۔ اس نے کار کا نمبر دیکھ لیا تھا۔ وہ یہ نمبر چیک کرنا چاہتا تھا۔

''مجھے ایک کار کے کوائف چاہئیں کہ وہ کس کی ہے۔ مالک کا ایڈریس کیا ہے۔ کب اس کی رجسٹریشن ہوئی''...... تنویر نے آفس کلرک کی جیب میں ایک بڑا نوٹ ڈالتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی نمبر بھی بتا دیا۔ کلرک نے وہ نمبر کمپیوٹر پر چیک کیا۔ نمبر فرضی تھا۔ تنویر کو پہلے سے ہی اس بات کی توقع تھی لیکن وہ اپنی تسلی کے لئے آیا تھا۔

''صاحب۔ آپ کا کام تو ہوا نہیں۔ آپ اپنے پیسے واپس لے لیں''...... کلرک نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

''پیسے اپنے پاس رکھو اور عیش کرو''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور آفس سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی کار پر بیٹھا اور سڑک ناپنے لگا۔ پھر کسی خیال کے تحت اس نے اپنا موبائل فون نکالا اور جولیا کے نمبر ملانے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''ہیلو جولیا۔ میں تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں تنویر۔ مجرموں کا کچھ پتہ چلا''...... جولیا نے پوچھا۔

''مس جولیا۔ قاتلانہ حملے صرف عمران پر ہی نہیں ہوتے دوسرے لوگوں پر بھی ہوتے ہیں''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اور کس پر حملہ ہوا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مجھ پر مس جولیا۔ مجھ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر تفصیل بتا دی۔

''کیا یہ وہی حملہ آور ہیں جنہوں نے عمران پر حملہ کیا تھا''۔ جولیا نے پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ وہ نہیں تھے۔ ان میں تو ایک عورت بھی تھی جبکہ یہ دونوں مرد تھے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں چیف کو اس واقعے کی رپورٹ دیتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے رپورٹ دے دی ہے۔ چیف نے مجھے مجرم ٹریس

کرنے کا حکم دیا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم پھر اپنے حملہ آور کو ٹریس کرو جبکہ ہم ڈاکٹر توقیر کی تلاش کا کام بدستور جاری رکھیں گے۔ تم اب اپنی آنکھیں کھلی رکھنا''...... جولیا نے کہا اور پھر اس کی طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو تنویر نے بھی موبائل فون آف کر کے کار کے ڈیش بورڈ پر رکھا اور پھر اس کی نگاہیں چاروں طرف گھومنے لگیں۔ اچانک ایک گلی کے سامنے اس نے حملہ آوروں کی کار کو کھڑے دیکھا۔ اس نے اپنی کار اس کار کے قریب لے جا کر روکی اور نیچے اتر کر وہ مجرموں کی کار کے قریب آیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور کار کی تلاشی لینے لگا۔ ڈرائیور کے قدموں والی جگہ پر اسے ایک کارڈ پڑا ہوا مل گیا۔ اس نے کارڈ اٹھا کر دیکھا۔

''لاثانی پراپرٹی ایڈوائزر''...... کارڈ پر لکھا ہوا تھا۔ یہ کارڈ دیکھ کر تنویر خوش ہو گیا۔ اس نے کارڈ جیب میں ڈالا اور واپس اپنی کار میں آ بیٹھا۔ اس نے ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل فون اٹھایا اور ری ڈائل کا بٹن دبا دیا۔ اگلے ہی لمحے دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''مس جولیا۔ میں نے حملہ آوروں کی گاڑی ٹریس کر لی ہے۔ اس گاڑی میں ایک پراپرٹی ایڈوائزر کا کارڈ ملا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے تنویر۔ میں ابھی چیف کو رپورٹ کرتی ہوں اور ان سے مزید ہدایت لیتی ہوں''...... جولیا

نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال بھی کاٹ دی۔ کچھ دیر بعد تنویر کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ تنویر نے نمبر دیکھے۔ نمبر جولیا کے تھے۔

''ہاں جولیا۔ چیف نے کیا ہدایات دیں''...... تنویر نے بڑی بے تابی سے پوچھا۔

''تنویر۔ چیف نے حکم دیا ہے کہ اس پراپرٹی ڈیلر کو دانش منزل پہنچا دیا جائے''...... جولیا نے تنویر کو ایکسٹو کی ہدایت کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے مس جولیا۔ پراپرٹی ڈیلر کو میں احتیاط سے دانش منزل لے آتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... جولیا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تنویر نے کارڈ پر لکھے ہوئے ایڈریس کو دیکھا اور کار کو اس ایڈریس کے مطابق آگے بڑھا دیا۔ جب تنویر لاثانی پراپرٹی ایڈوائزر کے آفس پہنچا تو وہاں تین چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر نے ان سب کو سلام کیا تو سب نے مل کر تنویر کے سلام کا جواب دیا۔

''جی جناب فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ میز کے دوسری طرف بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے چہرے پر کاروباری مسکراہٹ سجاتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔

''مجھے ایک کوٹھی کرائے پر چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

"جناب۔ آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے چند سیکنڈ دے دیں۔ میں ان بھائیوں سے فارغ ہولوں"...... پراپرٹی ڈیلر نے کہا۔

"جی۔ میں کچھ دیر آپ کا انتظار کر لیتا ہوں"...... تنویر نے کہا تو پراپرٹی ڈیلر ان سے بات چیت کرنے لگا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ افراد اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

"جی جناب۔ اب بتایئے آپ کو کس قسم کی کوٹھی چاہئے"۔ پراپرٹی ڈیلر نے تنویر سے پوچھا۔

"میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں بڑا افسر بن کر آیا ہوں۔ کوٹھی کا رینٹ وغیرہ کمپنی نے ہی ادا کرنا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی شاندار کوٹھی ہو تو مجھے دکھائیں۔ میں نے فیملی کے ہمراہ رہنا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"جناب۔ یہ کالونیوں کا نقشہ ہے۔ ان میں کئی شاندار کوٹھیاں خالی ہیں۔ آپ جس کوٹھی کا کہیں گے آپ کو دے دی جائے گی"...... پراپرٹی ڈیلر نے کہا اور تنویر کو ایک نقشہ بھی تھما دیا۔

"بس آپ میرے ساتھ چلیں اور اپنی مرضی سے کوئی اچھی سی کوٹھی مجھے دکھا دیں۔ کمیشن کے علاوہ آپ کو انعام بھی ملے گا"۔ تنویر نے کہا تو پراپرٹی ڈیلر خوش ہو گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک چابی نکال لی۔

"اب آپ نے بات میری مرضی پر چھوڑ دی ہے تو میں آپ کو ایسی کوٹھی دوں گا جس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ پورے دارالحکومت

میں آپ کو اس سے اچھی کوٹھی مل ہی نہیں سکتی۔ کرایہ تھوڑا سا زیادہ ہے لیکن کوٹھی واہ واہ ہے"...... پراپرٹی ڈیلر نے کہا اور پھر تنویر کے ساتھ اس کی کار میں آ بیٹھا۔ کار تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ تنویر نے اس کی کنپٹی کے نیچے مخصوص جگہ پر ایک مکا مار دیا۔ ایک مکا ہی کافی رہا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ تنویر کی کار کچھ دیر بعد دانش منزل کے گیٹ پر رک رہی تھی۔ کار سے اتر کر تنویر نے بیل بجائی تو گیٹ کھل گیا۔ تنویر کار سمیت دانش منزل میں داخل ہو گیا۔

"تنویر۔ پراپرٹی ڈیلر کو ڈارک روم میں پہنچا کر تم واپس جا سکتے ہو"...... ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو اس نے پراپرٹی ڈیلر کو کار سے نیچے کھینچ لیا اور پھر اس نے اسے ڈارک روم میں پہنچایا اور خود دانش منزل سے باہر نکل گیا۔

دانش منزل میں بلیک زیرو پریشان بیٹھا ہوا تھا۔ کافی دیر سے عمران رابطہ میں نہیں تھا۔ اس کا موبائل فون آف تھا اور ٹرانسمیٹر سے بھی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔ تنویر ایک پراپرٹی ڈیلر کو ڈارک روم میں پہنچا کر واپس چلا گیا تھا۔ تنویر پر حملہ آوروں کی گاڑی سے پراپرٹی ڈیلر کا کارڈ ملنا یہ ظاہر کرتا تھا کہ ان لوگوں نے اس پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے اپنی رہائش کا بندوبست کیا ہے۔

بلیک زیرو نے پراپرٹی ڈیلر سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ ڈارک روم میں داخل ہوا تو پراپرٹی ڈیلر ہوش میں آ چکا تھا۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر اس نے حرکت کرنے کی کوشش بھی کی لیکن کرسی پر راڈ میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ حرکت نہ کر سکا۔

''کیا نام ہے تمہارا'' ...... بلیک زیرو نے پراپرٹی ڈیلر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے اس طرح اغوا کرنے اور جکڑنے کا کیا مقصد ہے تمہارا۔ تم جانتے ہو تم نے کتنی بڑی غیر قانونی حرکت کی ہے۔ میں پولیس میں رپورٹ کراؤں گا اور تم سلاخوں کے پیچھے ہو گے'' ...... پراپرٹی ڈیلر نے اپنا نام بتانے کی بجائے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت قانون ہی کی قید ہو'' ...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''قانون کی قید میں۔ لیکن کیوں۔ میں نے کیا جرم کیا ہے''۔ پراپرٹی ڈیلر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہارا نام پوچھا ہے'' ...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرا نام نثار ہے اور میں پراپرٹی ڈیلرز ایسوسی ایشن کا صدر اور انجمن تاجران کا پریس سیکرٹری ہوں۔ میں تو پولیس کے خلاف ہڑتال کرا دوں گا لیکن۔ لیکن یہ کمرہ کسی پولیس اسٹیشن کا تو نہیں لگتا'' ...... پراپرٹی ڈیلر نے ڈارک روم کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ خفیہ پولیس کی ایک عمارت ہے۔ یہیں تمہارے خلاف بند کمرے میں غداری کا مقدمہ چلے گا اور غداری کے جرم میں تمہیں پھانسی کی سزا ہو جائے گی اور تمہاری انجمن والے تمہیں ڈھونڈتے رہ جائیں گے'' ...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو پراپرٹی ڈیلر نثار خوفزدہ نظر آنے لگا۔

''غدار۔ نن۔ نہیں بھائی۔ میں نے تو کوئی غداری نہیں کی۔ میں تو سیدھا سادا پراپرٹی ڈیلر ہوں'' ...... پراپرٹی ڈیلر نثار نے باقاعدہ

کانپتے ہوئے کہا۔ ویسے بلیک زیرو اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ آدمی مجرموں میں سے نہیں ہوسکتا۔ انجانے میں مجرموں نے اسے استعمال کیا تھا۔

''تمہارا بچاؤ اس صورت میں ممکن ہوسکتا ہے مسٹر نثار کہ تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے دو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ پوچھیں۔ میں آپ سے جھوٹ بالکل نہیں بولوں گا''۔ پراپرٹی ڈیلر نثار نے کہا۔

''پچھلے دنوں تم نے کسی غیر ملکی کو کوئی مکان، کوٹھی یا بنگلہ کرائے پر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ایکریمیا سے میرے ایک دوست کا فون آیا تھا۔ اس دوست کی فون کال پر میں نے ایک غیر ملکی کو تین کوٹھیاں کرائے پر دی ہیں''...... نثار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تین کوٹھیاں۔ تم نے پوچھا نہیں کہ ایک آدمی کو تین کوٹھیوں کی ضرورت کیوں ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''پوچھا تھا جناب۔ اس نے بتایا کہ وہ تین مختلف این جی اوز کا نمائندہ ہے اور ان این جی اوز نے اپنے اپنے پراجیکٹس پاکیشیا میں شروع کرنے ہیں اس لئے انہیں تین کوٹھیوں کی ضرورت ہے''۔ نثار نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تینوں کوٹھیوں کا ایڈریس بتاؤ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جناب۔ ای نائن ایریا میں کوٹھی نمبر پچاس، اسی اے اور ایک

سو دس سی''...... نثار نے علاقے اور کوٹھیوں کے نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

''نثار۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تم نے سچ بولا ہے لیکن ابھی تم یہیں رہو گے۔ تمہارا سچ ثابت بھی ہو گیا تو پھر تمہیں رہائی مل جائے گی لیکن اگر تمہاری بات میں کہیں کوئی غلط بیانی ہوئی تو پھر تمہیں پھانسی سے کوئی نہیں بچا سکے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔ وہ پراپرٹی ڈیلر کے لہجے سے سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''جناب۔ جو سچ تھا میں نے بتا دیا ہے۔ بھلا میں اپنے ملک سے غداری کیوں کرنے لگا۔ یہ ملک تو ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے''...... نثار نے کہا تو بلیک زیرو ڈارک روم سے نکل کر کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن عمران سے رابطہ نہ ہو سکا۔ پھر اس نے جولیا کے سیٹلائٹ موبائل فون کے نمبر ملائے۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے پر بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ جولیا اٹنڈنگ یو''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جولیا۔ تم ممبرز کو ہدایت کر دو کہ وہ فوری طور پر دانش منزل کے میٹنگ روم میں پہنچ جائیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے بیک وقت تینوں کوٹھیوں پر ریڈ کرنے

کا سوچا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے ممبرز کے تین گروپ بنانے کا پلان بنایا تھا۔ چونکہ عمران رابطے میں نہیں تھا اس لئے اس نے خود ہی ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ جولیا کو کال کرنے کے بعد اس نے رانا ہاؤس کے نمبر ملائے کیونکہ وہ جوزف کو بھی بلانا چاہتا تھا۔

"یس۔ جوزف دی گریٹ سپیکنگ"...... رابطہ ملنے پر جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔ تم فوری طور پر دانش منزل آ جاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بہت بہتر طاہر صاحب۔ میں ابھی حاضر ہو جاتا ہوں"۔ جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد بلیک زیرو نے میک اپ باکس نکالا اور جلدی سے اپنا میک اپ کرنے لگا۔ اس دوران ڈور بیل بجنے لگی۔ اس نے سکرین کا منظر دیکھا۔ دانش منزل کے گیٹ پر چوہان موجود تھا۔ بلیک زیرو نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر ایک بٹن پریس کیا تو دانش منزل کا گیٹ کھل گیا۔ چوہان کی گاڑی ابھی داخل بھی نہیں ہوئی تھی کہ صدیقی کی گاڑی بھی اس کے پیچھے آ گئی۔ بلیک زیرو ان پر سے توجہ ہٹا کر اپنا میک اپ مکمل کرنے لگا۔ اس نے میک اپ مکمل کیا اور پھر میٹنگ روم کا منظر دیکھا۔ میٹنگ روم میں تمام ممبرز آ چکے تھے۔ اس لمحے جوزف بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ ممبرز نے جوزف کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

"جوزف کو دیکھ کر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ۔ ہے۔ اسے میں نے طلب کیا ہے"...... بلیک زیرو نے مائیک اٹھاتے ہوئے کہا تو تمام ممبرز الرٹ ہو کر بیٹھ گئے۔ جوزف بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ممبرز۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ایک سائنس دان ڈاکٹر توقیر اغوا ہوئے ہیں ہم نے انہیں بازیاب کرانا ہے۔ مجرموں نے ای نائن میں کوٹھی نمبر پچاس، اسی اے اور ایک سو دس سی حاصل کی ہوئی ہیں۔ ہم نے بیک وقت تینوں کوٹھیوں پر ریڈ کرنا ہے۔ اگر ڈاکٹر توقیر ان میں سے کسی ایک کوٹھی میں موجود ہوئے تو ٹھیک ورنہ ہم ان میں موجود افراد کو پکڑ کر یہاں دانش منزل میں لے آئیں گے۔ کوٹھی نمبر پچاس پر میں، جوزف اور صدیقی ریڈ کریں گے۔ میں میک اپ میں ہوں گا۔ کوٹھی نمبر اسی اے میں تنویر اور چوہان ریڈ کریں گے جبکہ صفدر اور جولیا کوٹھی نمبر ایک سو دس سی پر ریڈ کریں گے۔ اگر کسی گروپ کو کوئی مسئلہ ہو جائے تو وہ دوسروں سے فوراً رابطہ کرے۔ اب اگر آپ میں سے کسی نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو پوچھ سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے مائیک پر ممبرز کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا عمران اس ایکشن میں حصہ نہیں لے رہا"...... جولیا نے پوچھا۔

"عمران کے زخم بہت حد تک بھر چکے ہیں اور وہ اب ٹھیک ہے لیکن ابھی میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس سے فیلڈ میں کام لیا

جائے۔ فی الحال وہ چند دن مزید آرام کرے گا“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔ مزید کسی ممبر نے کوئی سوال نہ کیا تھا۔

”صدیقی اور جوزف کے علاوہ باقی تمام لوگ روانہ ہو جائیں“...... بلیک زیرو کے کہنے پر وہ تمام لوگ میٹنگ روم سے نکل گئے۔ بلیک زیرو نے دانش منزل کا آٹومیٹک سسٹم آن کیا اور میٹنگ روم میں پہنچ گیا۔ جوزف اور صدیقی ایک لمحے کے لئے چونکے پھر دونوں پھرتی سے اٹھے۔ دونوں نے بلیک زیرو کو سیلوٹ کیا۔

”آؤ میرے ساتھ“...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں ان دونوں سے کہا اور میٹنگ روم سے باہر نکل آیا۔ وہ دونوں بھی بلیک زیرو کے پیچھے پیچھے باہر آ گئے۔ میٹنگ روم کا دروازہ ان کے پیچھے خود بخود بند ہو گیا۔ بلیک زیرو اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ صدیقی کو اس نے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جوزف کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا۔ جیسے ہی ان کی گاڑی دانش منزل کے گیٹ پر پہنچی گیٹ خود بخود کھل گیا۔ ان کی کار کے باہر نکلنے پر گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔

بلیک زیرو نے ای نائن ایریا دیکھا ہوا تھا۔ یہ نو تعمیر شدہ ایریا تھا۔ اس میں ابھی بہت سی کوٹھیاں اور بنگلے زیر تعمیر تھے۔ بلیک زیرو کی کار نہایت ہی تیز رفتاری سے ای نائن کی طرف بڑھ رہی تھی۔ صدیقی، ایکسٹو کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے الرٹ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش وہ ایکسٹو کو اس کے اصل روپ میں

بھی دیکھ سکیں۔ کچھ دیر کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ ای نائن پہنچ گئے۔ کوٹھی نمبر پچاس تلاش کرنے میں انہیں زیادہ وقت نہیں لگا تھا کیونکہ نمبر ایک ترتیب سے لگے ہوئے تھے۔ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچتے ہی صدیقی اور جوزف نے جیبوں میں ہاتھ ڈال لئے۔ ان کی جیبوں میں ریوالور تھے جن پر ان کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔

”باس۔ ڈائریکٹ ایکشن کرنا چاہئے“...... صدیقی تو ایکسٹو کے احترام کی وجہ سے خاموش تھا لیکن جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں بلیک زیرو کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ بیل بجاؤ اور گیٹ پر آنے والے کو قابو کر لو“۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ جوزف کار سے نیچے اترا۔ اس نے بیل بجائی تو چند لمحوں بعد گیٹ کھلا اور ایک مقامی آدمی کی صورت دکھائی دی۔ جوزف نے اسے دیکھتے ہی اس کے سر پر ایک پنچ مار دیا اور وہ اچھل کر پیچھے جا گرا۔ جوزف اندر داخل ہو گیا۔ وہ آدمی جوزف کا پنچ کھا کر بے ہوش ہو چکا تھا۔

”کلارک۔ کون تھا گیٹ پر“...... اندر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ اسی لمحے اس آدمی کی نظر جوزف پر پڑی۔ اس نے واپس مڑ کر بھاگنا چاہا لیکن جوزف کے ریوالور سے صرف ٹھک کی آواز نکلی اور وہ آدمی فرش پر گرتا ہوا دکھائی دیا۔ فائر کا دھماکہ اس لئے نہیں ہوا تھا کہ ریوالور پر سائیلنسر چڑھا ہوا تھا۔ اسے ہٹ کرنے کے بعد جوزف نے گیٹ کھول دیا تو بلیک زیرو کار اندر

لے گیا۔

"باس۔ یہاں خاموشی ہے۔ لگتا ہے صرف یہی دو آدمی تھے۔ ایک بے ہوش ہو گیا اور دوسرا ہلاک ہو گیا"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کوٹھی کی خاموشی جوزف کی بات کی تائید کر رہی تھی۔

"تم دونوں احتیاط سے اندر کمروں کی تلاشی لو"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ دونوں کمروں کی طرف بڑھے۔ بلیک زیرو نے اپنی کار کی ڈگی میں سے رسی کا ایک بنڈل نکالا اور بے ہوش آدمی کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس آدمی کے چہرے کا رنگ گندمی تھا لیکن بلیک زیرو نے اسے باندھتے ہوئے دیکھ لیا تھا کہ گردن کے نیچے جسم گورا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ آدمی غیر ملکی تھا اور مقامی میک اپ میں تھا۔

"باس۔ پوری کوٹھی خالی ہے"...... صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کچھ دیر کے بعد ان دونوں کی واپسی ہوئی تھی۔

"اسے اٹھا کر کسی کمرے میں لے چلو۔ اس سے پوچھ گچھ کرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو صدیقی نے اس آدمی کو اٹھا لیا اور پھر وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ صدیقی نے اس بے ہوش آدمی کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور خود پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"جوزف۔ یہ کتنی دیر میں زبان کھول دے گا"...... بلیک زیرو

نے ایکسٹو کے لہجے میں جوزف کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"باس۔ پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے"...... جوزف نے کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"او کے۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو کمرے میں چٹاخ کی آواز گونجی۔ جوزف کا بھرپور تھپڑ اس آدمی کے رخسار پر پڑا تو اس کا رخسار پھٹ گیا تھا اور وہ آدمی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے داد طلب نظروں سے بلیک زیرو اور صدیقی کی طرف دیکھا۔

"تمہارا نام کیا ہے مسٹر"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"کامران"...... اس آدمی نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اسے بتاؤ کہ اس کا یہاں کا مقامی میک اپ صاف ہو چکا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے سن لیا۔ باس نے کیا کہا ہے۔ اب اپنا اصلی نام بتاؤ"۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے دوسرے رخسار پر بھی تھپڑ مار دیا۔ اس تھپڑ کی آواز بھی کمرے میں گونجی۔ اس آدمی کی ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے رخسار سے خون رسنے لگا اور وہ آدمی کینہ توز نظروں سے جوزف کو دیکھنے لگا۔

"بتاؤ۔ اپنا اصلی نام بتاؤ مسٹر"...... جوزف نے غراتے ہوئے

کہا لیکن اس نے جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے باس کے سوال کا جواب دینے سے انکار کرو"...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اگلے ہی لمحے جوزف کی ایک انگلی اس آدمی کی آنکھ میں گھس گئی اور اس آدمی کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آ گرا۔ اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور وہ درد کی شدت سے تڑپنے لگا لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صحیح طرح تڑپ بھی نہیں رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ درد کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا۔ جوزف نے اس کے رخسار پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر چیخ مارتے ہوئے ہوش میں آ گیا۔ اس کے ہوش میں آنے کے باوجود جوزف نے اسے مزید تین چار تھپڑ مار دیئے۔

"بولو۔ بولو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... جوزف نے تھپڑ مارنے کے دوران ہی اس سے پوچھا۔

"شمعون۔ شمعون نام ہے میرا"...... اس آدمی نے لاشعوری انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا تعلق اسرائیلی سیکرٹ سروس سے ہے"...... بلیک زیرو نے نام سننے کے بعد سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مجھے پانی پلاؤ۔ میں مر جاؤں گا"...... شمعون نے سر ادھر ادھر مارتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پانی مل جائے گا۔ پہلے یہ بتاؤ ڈاکٹر توقیر کہاں

ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ڈاکٹر توقیر۔ کون ڈاکٹر توقیر"...... شمعون نے اس مرتبہ چونکتے ہوئے کہا۔

"جنہیں اغوا کرنے کا مشن لے کر تم پاکیشیا آئے ہو اور تم نے انہیں اغوا کر بھی لیا ہے"...... بلیک زیرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر توقیر کے اغوا کا مشن۔ نہیں۔ ہم تو پاکیشیا میں دہشت گردی اور علی عمران کے قتل کا مشن لے کر آئے ہیں"...... شمعون نے کہا۔ عمران کے قتل کا سن کر جوزف کی آنکھیں یکدم سرخ ہو گئیں۔

"اوہ۔ باس کے قتل کا منصوبہ۔ گیدڑ۔ چوہے۔ تمہاری یہ جرأت۔ تم نے باس پر حملہ کیا تھا"...... جوزف نے شمعون کے منہ سے عمران کے قتل کا سن کر غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس پر قاتلانہ حملہ ہم نے کیا تھا۔ سنا ہے کہ وہ بچ گیا ہے لیکن کب تک"...... شمعون نے کہا مگر اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا کیونکہ جوزف نے اس کی گردن کو زور دار جھٹکا دیا تھا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کا بندھا ہوا جسم تڑپنے لگا۔

"یہ کیا کیا جوزف تم نے۔ میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھنی تھیں"...... بلیک زیرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ باس کے قتل کے مشن کا سن کر میں اپنے جذبات

قابو نہ رکھ سکا“...... جوزف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ہمیں اس کوٹھی کی تلاشی لینی ہو گی۔ شاید مطلب کی کوئی چیز مل جائے“...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تینوں مختلف کمروں میں چلے گئے اور کمروں کی تلاشی لینے لگے۔ تمام کمروں کی تلاشی کے باوجود انہیں اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو وہ تینوں پھر ایک کمرے میں جمع ہو گئے۔

”جوزف۔ تم رانا ہاؤس واپس چلے جاؤ۔ صدیقی تم نے اس کوٹھی کی نگرانی کرنی ہے۔ کسی کے یہاں آنے کے آثار تو نظر نہیں آ رہے لیکن پھر بھی کچھ دیر تک تم نگرانی کرو شاید کوئی آ جائے“۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں جوزف اور صدیقی کو ہدایت دیں اور پھر خود کار پر سوار ہو کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

زاریہ نے اپنے ذرائع سے پاکیشیا کے دارالحکومت میں تین کوٹھیاں کرائے پر حاصل کی ہوئی تھیں۔ ایک کوٹھی میں تہہ خانہ بھی موجود تھا۔ ڈاکٹر توقیر کو اغوا کر کے وہ اس تہہ خانے والی کوٹھی میں پہنچی تھی۔ ڈیوڈ اس کے ساتھ تھا اس لئے اسے اس کوٹھی کا پتہ چل گیا تھا ورنہ پہلے وہ بھی ان کوٹھیوں کے بارے میں لاعلم تھا۔ ڈاکٹر توقیر کو تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا تھا اور زاریہ خود اوپر آ گئی تھی۔

”آپ کی احتیاط پسندی بہت ہی مفید چیز ہے۔ ہماری فیلڈ میں احتیاط ہی ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے“...... اوپر آ کر ڈیوڈ نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ تو زاریہ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی لیکن وہ زبان سے کچھ نہ بولی۔ اس نے اپنا سیٹلائٹ موبائل فون نکالا اور اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف کے نمبر پریس کرنے لگی۔

"ہیلو باس۔ زاریہ بول رہی ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی زاریہ نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے کہ تم نے کوئی اور کارروائی مکمل کر لی ہے"...... دوسری طرف اس کے باس نے اس کے مسرت بھرے لہجے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ ڈاکٹر اپنے فارمولے سمیت اس وقت میرے قبضے میں ہے"...... زاریہ نے جوشیلے لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی۔ کیسے ہو گیا ہے یہ۔ تفصیل بتاؤ"...... باس نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے زاریہ کی بات کا یقین نہ آیا ہو تو زاریہ نے باس کو ڈاکٹر توقیر کے اغوا کی تفصیل بتا دی۔

"زاریہ۔ یہ تمہارا عظیم کارنامہ ہے اس کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے"...... باس نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس۔ آپ کی تھوڑی سی تعریف بھی میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے"...... زاریہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر توقیر اس وقت کہاں ہے"......باس نے پوچھا۔

"باس۔ آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے یہاں تین کوٹھیاں حاصل کی تھیں۔ ایک تو براؤن کی حاصل کردہ تھی اور دوسری دو میں نے اپنے ذرائع سے حاصل کیں ہیں۔ یہ ذرائع کافی محفوظ ہیں۔ ان دو میں سے ایک کوٹھی میں اس وقت ہم موجود ہیں اور ڈاکٹر

توقیر اس کوٹھی کے تہہ خانے میں ہے۔ راٹھور اور براؤن کو اس کوٹھی کا علم نہیں اور نہ ہی انہیں ہمارے مشن کا علم ہے"...... زاریہ نے کہا۔

"تم پہلے جس کوٹھی میں رہی ہو۔ اب ادھر نہ جانا۔ براؤن اور راٹھور سے رابطہ بھی نہیں توڑنا ورنہ وہ تمہارے لئے مشکل پیدا کریں گے۔ تم ڈاکٹر توقیر کو اسی کوٹھی میں رہنے دو اور دوسری کوٹھی میں جا کر نارمل انداز میں راٹھور اور براؤن سے ملو۔ ڈاکٹر توقیر کے اغوا ہونے کی وجہ سے پاکیشیا میں ہنگامی حالات ہوں گے اور ان حالات میں ڈاکٹر توقیر کو وہاں سے نکالنا ممکن نہیں ہو گا۔ چند دن ڈاکٹر کو وہیں رکھو جیسے ہی حالات ٹھیک ہوں گے ہم ڈاکٹر توقیر کو وہاں سے نکال لیں گے۔ تم نے جس کوٹھی میں ڈاکٹر توقیر کو رکھا ہوا ہے اس کا ایڈریس مجھے بتاؤ۔ کچھ دیر بعد دو آدمی وہاں پہنچ جائیں گے اور وہ اس کوٹھی پر پہرہ دیں گے۔ ضرورت محسوس ہونے پر تم ان سے ہر قسم کی مدد بھی لے سکتی ہو"...... باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ آدمی اعتماد کے تو ہوں گے"...... زاریہ نے ایک خدشے کے تحت پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے میں غلط آدمیوں کو تمہارے پاس بھیج دوں گا"...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ آپ غلط آدمیوں کو میرے پاس کیسے بھیج سکتے۔ میں نے تو ایک خدشہ کے تحت ایسا کہا تھا"...... زاریہ نے معذرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''غلط خیالوں کو اپنے دل میں نہ آنے دیا کرو۔ اس کوٹھی کا ایڈریس بتاؤ تاکہ میں ان آدمیوں کو وہاں بھیج سکوں۔ اور ہاں۔ ان دونوں آدمیوں کا کوڈ وکٹری مشن ہو گا''...... باس نے کہا تو زاریہ نے اس کوٹھی کا ایڈریس بتا دیا۔

''وہ دونوں کب تک یہاں پہنچ جائیں گے''...... زاریہ نے پوچھا۔

''جلد ہی وہ یہاں پہنچ جائیں گے اور ان دونوں کو بھی تم ہی لیڈ کرو گی''...... باس نے کہا۔

''اوکے باس''...... زاریہ نے کہا تو دوسری طرف سے باس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ شمعون کے پاس سیٹلائٹ موبائل فون تھا۔ زاریہ نے اس کے نمبر پریس کیے۔ دوسری طرف بیل جانے لگی۔ کافی دیر تک بیل جاتی رہی لیکن شمعون نے اس کی کال رسیو نہ کی۔

''یہ شمعون کو کیا ہو گیا ہے''...... زاریہ نے پریشان لہجے میں کہا اور دوبارہ نمبر ملانے لگی لیکن اس بار بھی کال رسیو نہ ہوئی۔

''میڈم۔ میں جا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لے آتا ہوں''۔ ڈیوڈ نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اگر شمعون اور کلارک کال رسیو نہیں کر رہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ اب وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہو گا''...... زاریہ نے کہا۔ زاریہ کی بات سن

کر ڈیوڈ خاموش ہو گیا جبکہ زاریہ ایک مرتبہ پھر نمبر ٹرائی کرنے لگی لیکن اس مرتبہ بھی نتیجہ پہلے والا رہا۔

''میڈم۔ اگر ہم وہاں نہیں جائیں گے تو ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ وہاں کیا ہوا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''وہاں کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ وہ دونوں بچے نہیں ہیں۔ اگر وہ صحیح ہوئے تو مجھے کال کر لیں گے اور اگر ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ چکا ہے تو اب ہم کچھ نہیں کر سکتے''...... زاریہ نے کہا اور اسی لمحے ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

''باس کے بھیجے ہوئے آدمی ہوں گے۔ ان کا کوڈ وکٹری مشن ہے۔ کوڈ پوچھ کر انہیں اندر لے آؤ''...... زاریہ نے کہا تو ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو کرسی پر بندھے ہوا پایا۔ اسے لوہے کی زنجیر سے اس قدر سختی سے جکڑ دیا گیا تھا کہ اس کا جسم معمولی سی حرکت کرنے سے بھی قاصر تھا۔ صرف سر کو عمران اپنی مرضی سے حرکت دے سکتا تھا۔ اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ اس وقت خالی تھا۔ اس کے سامنے ایک خالی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ دیگر کسی قسم کا فرنیچر وہاں موجود نہیں تھا۔

عمران ابھی کمرے کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو آدمی داخل ہوئے۔ یہ دونوں وہی تھے جو اس کے اور راٹھور کے درمیان میں آ گئے تھے اور ایک آدمی نے گیس پسٹل سے گیس فائر کر کے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی خالی ہاتھ جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں ایک ہنٹر موجود تھا۔ خالی ہاتھ والا اس کے سامنے رکھی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اچھا ہوا کہ تمہیں خود ہوش آ گیا۔ ہمیں کوشش نہیں کرنی پڑی''۔ اس آدمی نے عمران کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اپنا تعارف تو کرا دو۔ میک اپ تو تم نے مقامی کیا ہوا لیکن تم مقامی ہو نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میرا نام براؤن ہے عمران اور میں ایکریمین سیکرٹ ایجنسی کا سپر ایجنٹ ہوں اور یہ میرا اسسٹنٹ جمی ہے''...... براؤن نے اپنا اور اسسٹنٹ جمی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کیا ہمارے سائنس دان ڈاکٹر توقیر کو تم نے اغوا کیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر توقیر کا اغوا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا کوئی سائنس دان اغوا ہوا ہے''...... براؤن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کی حیرت سے عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ڈاکٹر توقیر کے اغوا سے لاعلم ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ڈاکٹر توقیر کو کسی اور گروپ نے اغوا کیا تھا۔

''مجھے تم نے یہاں کس لئے جکڑا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پہلے تم ڈاکٹر توقیر کی بات کرو کہ وہ کس نوعیت کا سائنس دان ہے اور کب اغوا ہوا ہے''...... براؤن نے اس سے پوچھا۔

''جب تم ڈاکٹر توقیر کے معاملے میں ملوث ہی نہیں ہو تو اس موضوع پر بات کرنا فضول ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اس معاملے میں ملوث نہیں ہوں تو ہو جاؤں گا۔ تم بات تو کرو''...... براؤن نے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ تم صرف اپنے مطلب کی بات کرو باقی باتوں کو رہنے دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم ہمیں سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کے ایڈریس بتاؤ گے"۔ براؤن نے سخت لہجے میں کہا۔

"کس خوشی میں"...... عمران نے براؤن کی طرف دیکھ کر طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر ہے تنویر۔ اسے تو ہم ہلاک کر چکے ہیں اس کے فلیٹ پر"...... براؤن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے تنویر کے فلیٹ کا ایڈریس بھی بتا دیا۔

"اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز تم جیسے لوگوں کے ہاتھوں ہلاک ہو سکتے تو اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام و نشان تک مٹ چکا ہوتا"...... عمران نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم ہماری قید میں ہو۔ تمہیں ہلاک کرنا اب ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر تمہارے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کے دیگر ممبرز کو بھی ہلاک کر دیا جائے تو پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس ہلاکت کا سہرا ایکریمین سیکرٹ ایجنسی کے سر ہو گا"...... براؤن نے عمران کے طنز کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا مگر عمران نے اس کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"ہاں بولو۔ سیکرٹ سروس کے کل کتنے ممبرز ہیں۔ ان کے نام

کیا ہیں اور وہ رہتے کہاں ہیں۔ ایکسٹو کے بارے میں تو تم خود بھی نہیں جانتے۔ خیر جب ٹیم نہیں رہے گی تو بے چارہ ایکسٹو کیا کر لے گا"...... براؤن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک ادارہ ہے چند افراد کا نام نہیں۔ اگر کسی ادارے کے چند افراد مر بھی جائیں تو ادارے کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جانے والے افراد کی جگہ نئے افراد آ جاتے ہیں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم مجھ سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی بھی ممبر کو ہلاک نہیں کر پاؤ گے۔ البتہ تمہارا انجام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہی لکھا ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو براؤن قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"عمران۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ جمی کے پاس صرف یہی ہنٹر ہے۔ ہمارے پاس ایسے جدید آلات ہیں جو دو منٹ میں تمہیں زبان کھولنے پر مجبور کر دیں گے۔ ہنٹر سے تمہاری کھال ادھیڑنا صرف ایک دلچسپ تماشا ہو گا اور اس دلچسپ تماشے کی ویڈیو بنے گی اور پھر میں وہ ویڈیو پوری دنیا کی سیکرٹ ایجنسیوں کو بھیجوں گا کہ دیکھو تم جسے ناقابل تسخیر سمجھتے تھے اسے میں نے چوہے کی طرح مارا ہے"۔ براؤن نے کہا اور پھر اس نے کمرے کی تمام لائٹس جلا دیں۔ لائٹس جلانے کے بعد اس نے جمی سے ہنٹر لے لیا اور ہنٹر کو لہراتے ہوئے وہ عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے دروازہ ایک زور دار دھماکے سے کھلا تو براؤن نے اچھل کر دروازے کی طرف دیکھا۔

راٹھور نے براؤن سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ براؤن سے الجھنا نہیں چاہتا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ براؤن اسے اچھا نہیں سمجھتا لیکن وہ براؤن سے ٹکرانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ وہاں سے سیدھا شایان کلب گیا۔ شایان کلب کا مالک بظاہر تو مسلمان اور پاکیشائی تھا لیکن حقیقت میں وہ کافرستانی تھا۔ وہ کافرستان کے لئے کام کرتا تھا اور کئی برسوں سے پاکیشیا میں رہ رہا تھا۔ شایان کلب بہت بڑا کلب تھا۔ اس کلب میں غنڈوں کی ایک پوری فوج موجود تھی۔ کلب کے مالک کا نام شایان رانا تھا۔ شایان سے راٹھور کی دو مرتبہ ملاقات ہو چکی تھی۔ وہ کلب میں داخل ہوا اور سیدھا کاؤنٹر پر گیا۔ کاؤنٹر پر بھی ایک غنڈہ ٹائپ آدمی کھڑا تھا۔

”شایان رانا کو بتاؤ کہ سلام رانا آیا ہے“...... اس نے کاؤنٹر پر کھڑے غنڈے سے کہا۔ راٹھور کے انداز گفتگو پر یقیناً وہ غنڈہ ہتھے

سے اکھڑ جاتا لیکن راٹھور نے جو نام بتایا تھا وہ سن کر غنڈے نے اسے صرف گھور کر دیکھا۔ سلام رانا کے نام پر وہ سمجھا کہ یہ شایان رانا کا کوئی رشتے دار ہے۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

”باس۔ میں کاؤنٹر سے دلدار بول رہا ہوں۔ کوئی صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔ اپنا نام سلام رانا بتاتے ہیں“...... کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

”ادھر آؤ“...... دلدار نے دوسری طرف کی بات سن کر رسیور رکھ کر قریب سے گزرتے ہوئے ویٹر کو اشارے سے بلاتے ہوئے کہا۔

”جی صاحب“...... ویٹر نے قریب پہنچ کر نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ صاحب باس کے مہمان ہیں۔ انہیں باس کے کمرے تک چھوڑ آؤ“...... دلدار نے کہا۔

”جی صاحب۔ آیئے صاحب“...... ویٹر نے پہلے کاؤنٹر مین دلدار سے اور پھر راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا۔ کاؤنٹر سے دو قدم کے فاصلے پر ایک گیلری تھی۔ ویٹر، راٹھور کو ساتھ لئے اس گیلری کے آخری کمرے تک آ گیا۔ اس کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ رک گیا۔

”صاحب۔ یہ باس کا کمرہ ہے۔ آپ اندر تشریف لے جائیں“۔ ویٹر نے کہا تو راٹھور نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک میز کی دوسری طرف ریوالونگ

چیئر پر شایان بیٹھا ہوا تھا۔ راٹھور کمرے میں داخل ہوا تو شایان نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

’’ویلکم۔ سلام صاحب۔ ویلکم‘‘...... شایان نے راٹھور سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

’’کیا پئیں گے۔ ٹھنڈا یا گرم‘‘...... جب راٹھور کرسی پر بیٹھ چکا تو شایان نے اس سے پوچھا۔

’’جس کام سے میں آیا ہوں وہ کام پہلے ہونا چاہئے۔ تکلفات بعد میں ہوتے رہیں گے‘‘...... راٹھور نے کہا۔

’’اچھا۔ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں‘‘۔ شایان نے پوچھا۔

’’میں ایک ایڈریس بتاتا ہوں۔ اس ایڈریس پر جتنے لوگ بھی ہوں آپ انہیں اغوا کرا کر اپنے کسی اڈے پر پہنچا دیں‘‘...... راٹھور نے شایان کے سامنے رکھے ہوئے پیڈ کو اٹھا کر اس پر براؤن کا ایڈریس لکھتے ہوئے کہا۔

’’یہ کام تو ابھی ہو جائے گا‘‘...... شایان نے ایڈریس دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر چند بٹن پریس کر دیئے۔

’’دلدار۔ میرے آفس میں آؤ‘‘...... شایان نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ دلدار کمرے میں داخل ہوا اور اس نے شایان کو سلام کیا۔

’’دلدار۔ اس کوٹھی پر ابھی ریڈ کرو اور یہاں جتنے لوگ بھی ہوں

انہیں اٹھا کر پوائنٹ نمبر پانچ پر پہنچا دو‘‘...... شایان نے راٹھور کا لکھا ہوا ایڈریس دلدار کو دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے باس۔ یہ کام ابھی ہو جائے گا۔ ویسے کیا یہ پتہ چل سکتا ہے کہ یہاں کتنے لوگ ہوں گے‘‘...... دلدار نے اس ایڈریس کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’تین چار سے زیادہ نہیں ہوں گے لیکن سخت احتیاط اور تیز ایکشن کی ضرورت ہے۔ یہاں موجود تمام افراد بہترین لڑاکے ہیں‘‘۔ راٹھور نے کہا۔

’’سر۔ آپ فکر ہی نہ کریں۔ یہاں موجود تمام لوگ کچھ دیر بعد باس کے ٹھکانے پر پہنچ چکے ہوں گے‘‘...... دلدار نے کہا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔

’’اب تو آپ بتا دیں کہ ٹھنڈا پئیں گے یا گرم۔ اور ہاں۔ کام کی طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں‘‘...... دلدار کے کمرے سے باہر نکل جانے پر شایان نے کہا۔

’’ٹھنڈا چاہئے نہ گرم۔ وسکی مل جائے تو بہتر ہے‘‘...... راٹھور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’وسکی بھی مل جائے گی‘‘...... شایان نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی کو وسکی لانے کے لئے کہا۔ چند لمحوں کے بعد ایک ویٹرس ٹرے میں وسکی کی بوتل اور ایک گلاس رکھے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ راٹھور ویٹرس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔ ویٹرس کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"سر۔ اس طرح کیا دیکھ رہے ہیں"...... ویٹرس نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔

"سلام صاحب۔ اگر آپ پسند کریں تو یہ آج رات آپ کو کمپنی دے سکتی ہے"...... شایان نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ اس جیسی حسینہ کو مہمان بنانے سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے"...... راٹھور نے کہا۔

"اوکے۔ شمو آج کی رات آپ کی مہمان ہو گی"...... شایان نے کہا تو راٹھور کا چہرہ کھل اٹھا۔ ویٹرس نے ایک جام تیار کر کے اس کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ۔ میرے حسین ساقی"...... راٹھور نے کہا اور گلاس پکڑ کر منہ سے لگا لیا اور غٹاغٹ پی گیا۔ ویٹرس نے اس کے لئے ایک اور گلاس بنایا تو وہ اسے گھونٹ گھونٹ پینے لگا جبکہ ویٹرس شایان کا اشارہ پا کر دفتر سے باہر چلی گئی۔

"شایان صاحب۔ آپ شراب نہیں پیتے"...... کچھ دیر کے بعد راٹھور نے شایان سے پوچھا۔

"میں دن میں نہیں پیتا۔ رات کو پیتا ہوں"...... شایان نے کہا تو راٹھور خود ہی تیسرا گلاس بنانے لگا۔ دلدار کو گئے ہوئے نجانے کتنی دیر ہوئی تھی کہ اچانک شایان کے دفتر کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا وہ دونوں ہی اچھل پڑے۔

تین مقامی آدمی اندر داخل ہوئے تھے۔ ان تینوں کے پاس مشین گنیں تھیں اور ان مشین گنوں کا رخ براؤن اور جمی کی طرف تھا۔ وہ تینوں شکل سے غنڈے لگ رہے تھے۔ عمران کو وہاں دیکھ کر وہ تینوں چونک پڑے تھے۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو"...... ان میں سے ایک نے براؤن اور جمی سے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو انہوں نے ہاتھ بلند کر لئے۔

"شیرو۔ ان دونوں کی تلاشی لو اور انہیں غیر مسلح کر دو"...... اسی آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"جو حکم استاد دلدار"...... باقی دونوں میں سے ایک نے کہا اور وہ براؤن اور جمی کی طرف بڑھا۔ پہلے اس نے جمی کی تلاشی لی اور اس کی جیب میں سے ریوالور، ایک خنجر اور ایک کٹر نکال لیا۔ پھر وہ براؤن کی طرف بڑھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ توپ سے نکلے ہوئے

گولے کی مانند اڑتا ہوا اپنے ساتھیوں پر جا گرا۔ وہ تینوں ہی فرش پر گر گئے۔ دلدار نے گرتے ہی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑ کی آواز گونجی لیکن براؤن اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ وہ اڑتا ہوا دروازے کے قریب جا گرا اور اگلے ہی لمحے دروازے سے باہر تھا۔ جمی نے بھی دروازے کی طرف دوڑ لگائی لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دلدار کی مشین گن سے دوبارہ شعلے نکلے اور جمی ان شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ وہ چیختا ہوا فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ دلدار نے دروازے سے باہر نکل کر دیکھا۔ براؤن غائب ہو چکا تھا۔

"تم دونوں اس چوہے کو ڈھونڈو"...... دلدار نے اپنے ساتھیوں سے کہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

"استاد دلدار۔ آج موقع اچھا ہے۔ عمران بے بسی کی حالت میں ہمارے سامنے ہے کیوں نہ اسے ختم کر دیا جائے"...... شیرو نے کہا۔

"بات تو تمہاری دل کو لگتی ہے"...... دلدار نے کہا اور پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کو لوہے کی زنجیر سے جکڑا گیا تھا اور اس زنجیر کے سرے پر ایک کلپ تھا جس کا لاک انگلیوں کی مخصوص حرکت سے کھولا جا سکتا تھا ادر عمران اس کلپ کو کھول چکا تھا۔

دلدار نے مشین گن کا رخ عمران کی طرف موڑا لیکن اس کی

انگلی کے حرکت کرنے سے پہلے ہی عمران حرکت میں آ گیا۔ عمران اچھلا اور دلدار پر جا گرا۔ دلدار اس کے ساتھ ہی زمین پر گر گیا اس کے ساتھ ہی عمران کی لات اس کی پسلیوں پر پڑی اور اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔ مشین گن پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ عمران نے اس سے مشین گن چھین لی اور فرش پر قلابازی کھاتے ہوئے اس نے دلدار کے دونوں ساتھیوں پر فائر کھول دیا۔ وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر گرتے چلے گئے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دلدار ابھی تک فرش پر تھا۔ اب اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات تھے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ دلدار"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کس کے کہنے پر تم یہاں آئے ہو"...... عمران نے بدستور غراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ۔ وہ۔ مجھے مار ڈالے گا"...... دلدار نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ میں تمہیں چھوڑ دوں گا"...... عمران نے زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"جلدی بکو۔ ورنہ تمہاری اس مشین گن کی ساری گولیاں تمہارے دل میں اتر جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"میں۔ میں شایان کلب کے مالک کا باڈی گارڈ ہوں"۔ دلدار

نے کہا تو عمران نے اس پر فائر کھول دیا۔ اس کے بعد عمران اس عمارت سے باہر آ گیا۔ یہ ای نائن کا علاقہ تھا۔ عمران نے سامنے دیکھا تو اسے ایک ٹیکسی دکھائی دی۔ عمران نے اسے رکنے اشارہ کیا۔ عمران کے قریب آ کر ٹیکسی رک گئی۔

''شایان کلب چلو''...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو ٹیکسی آگے بڑھنے لگی۔ چند منٹوں بعد وہ شایان کلب پہنچ گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کی جیب میں کرنسی موجود تھی لیکن ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی غائب تھی۔ اس نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا اور شایان کلب میں داخل ہو گیا۔ کلب کے غنڈوں نے اسے دیکھا لیکن اسے روکنے کی ہمت نہیں کر سکے۔ وہ سب ہی عمران سے واقف تھے۔

عمران نے شایان کا دفتر دیکھا ہوا تھا۔ وہ سیدھا اس کے دفتر میں داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ ایک دھماکے سے کھولا تھا۔ اندر داخل ہو کر اس نے ریوالور کا ایک فائر بھی کر دیا تھا اور اپنے پیچھے دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔ براؤن کے کوٹھی سے نکلنے سے قبل اس نے جمی کا گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا تھا۔

''یہ۔ یہ کیا حرکت ہے۔ عمران صاحب''...... شایان نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔ پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھانا ہی چاہا لیکن کمرے میں ایک دھماکہ ہوا اور انٹر کام کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ راٹھور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا۔ شراب کے کئی

گلاس پینے کی وجہ سے اسے نشہ چڑھ گیا تھا مگر اب عمران کو دیکھ کر اس کا نشہ ہرن ہو گیا تھا۔

''آپ نے جواب نہیں دیا عمران صاحب۔ اس بدمعاشی کی وجہ کیا ہے''...... شایان نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو تم دراصل کافرستانی ایجنٹ ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو شایان بری طرح چونک پڑا۔

''کافرستانی ایجنٹ۔ آپ سے کس نے کہہ دیا''...... چند لمحوں بعد شایان نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے جاسوسی کر کے میرے ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہو گا اور ملک کو نقصان پہنچانے والوں کو میں معاف کرنے کا عادی نہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔

ایک اور دھماکہ ہوا اور شایان سینے کو پکڑے اپنی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

اب عمران، راٹھور کی طرف متوجہ ہوا۔ راٹھور بڑے مطمئن انداز میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ شایان کی موت نے اس پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔ عمران نے اسے اس طرح مطمئن دیکھا تو اس نے راٹھور پر گولی چلا دی۔ اس کمرے میں ایک اور دھماکہ ہوا اور راٹھور کا ایک کان اڑ گیا۔ راٹھور کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت الٹ گیا۔ جیسے ہی وہ فرش پر آیا۔ عمران نے اس کی گردن پر اپنا بوٹ رکھ دیا اور اس پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈالا۔ ایک دم اس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔

"بولو۔ ڈاکٹر توقیر کہاں ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"ڈا۔ ڈا۔ ڈاکٹر۔ توقیر۔ کک۔ کون۔ ڈاکٹر توقیر"...... راٹھور نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اسے بھی ڈاکٹر توقیر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

"تم پاکیشیا کس مشن پر آئے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"ہم محض دہشت گردی کا مشن لے کر آئے ہیں"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون کون آیا ہے اس مشن پر"...... عمران نے پوچھا۔

"کافرستان سے میں۔ ایکریمیا سے براؤن اور اسرائیل سے زاریہ"...... راٹھور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"زاریہ۔ یہ زاریہ کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ براؤن، ڈاکٹر توقیر سے لاعلمی کا اظہار کر چکا تھا۔ راٹھور بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اب زاریہ کا نام سامنے آ رہا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ زاریہ نے ڈاکٹر توقیر کو اغوا کیا ہے۔ عمران ساری سچوئیشن سمجھ گیا تھا۔ زاریہ نے اپنے ان ساتھیوں سے بھی اپنا مشن خفیہ رکھا تھا۔ وہ اسرائیلیوں کی نیچر سمجھتا تھا وہ اسی طرح عیاریاں کرتے تھے۔

"زاریہ ای نائن کی کوٹھی نمبر پچاس میں رہائش پذیر ہے"۔ راٹھور

نے کہا۔ اب چونکہ عمران نے مزید اس سے کچھ نہیں پوچھنا تھا اس لئے اس نے اپنے بوٹ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو کٹک کی آواز ابھری اور راٹھور کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد عمران کلب سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کلب کا تمام عملہ عمران کو جانتا تھا اس لئے اس دوران کسی نے بھی شایان کے دفتر میں آنے کی جرأت نہ کی اور اب جبکہ عمران کلب سے باہر جا رہا تھا تو بھی کوئی اس کے راستے میں نہ آیا تھا۔

عمران نے شایان کلب سے باہر نکل کر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ اس کی نظر ایک پی سی او پر پڑی۔ پی سی او کے ساتھ ہی ایک جنرل سٹور بھی تھا۔ عمران نے جنرل سٹور سے کارڈ خریدا اور پی سی او میں داخل ہو گیا۔ اس نے دانش منزل کے نمبر ملائے۔ دوسری طرف بیل جانے لگی اور پھر جلد ہی رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"طاہر۔ میں عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے بلیک زیرو کی آواز سن کر کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ۔ آپ کہاں ہیں۔ میں آپ کی وجہ سے بہت پریشان ہوں"...... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"پریشان بعد میں ہونا۔ پہلے پوری ٹیم کو ای نائن میں بھیج دو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ای نائن میں اب کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں تین کوٹھیوں پر ریڈ کیا گیا ہے۔ ابھی ایک پارٹی نے رپورٹ دی ہے کہ وہاں ایک کوٹھی میں سوائے دو لاشوں کے کچھ نہیں ملا۔ دوسری پارٹی کو اس کی مطلوبہ کوٹھی ویسے ہی خالی ملی ہے۔ میں جوزف اور صدیقی جس کوٹھی پر گئے۔ نائن پچاس پر تو وہاں بھی ہمارے ہاتھوں دو آدمی مارے گئے جو سفید فام تھے اور چونکہ وہ آپ کے قتل کا منصوبہ لے کر آئے تھے اس لئے جوزف نے انہیں فوری ہلاک کر دیا۔ میں ان سے پوچھ گچھ نہیں کر سکا''...... بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر توقیر کی تلاش میں ہم ابھی تک اندھیرے میں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس سے پہلے کہ مجرم ڈاکٹر توقیر صاحب کو ملک سے باہر لے جائیں۔ ہم نے انہیں برآمد کرنا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جب تک ان کا کلیو نہیں ملے گا۔ ہم انہیں برآمد کیسے کریں گے۔ ہاں یہ بتا دوں کہ انہیں اغوا کرنے والی ایک عورت ہے۔ اسرائیلی ایجنٹ زاریہ''...... عمران نے کہا اور پھر اسے تفصیل بتا دی۔

''عمران صاحب۔ زاریہ وہی عورت تو نہیں ہے جس نے آپ پر حملہ کیا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ وہی عورت ہے۔ اس کے ساتھ راٹھور تھا جو اب

میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ اب ہم نے اس زاریہ کو تلاش کرنا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں جولیا کو ہدایت کرتا ہوں کہ ساری ٹیم اس زاریہ کو تلاش کرے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس زاریہ کو تلاش کرنا بہت ضروری ہے ورنہ ہمیں اسرائیل جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کریڈل پر انگلی رکھی اور فون سیٹ سے اپنا کارڈ نکالا اور پی سی او سے باہر نکل آیا۔

براؤن نہتا ہو چکا تھا جبکہ وہ بدمعاش مسلح تھے۔ براؤن اگر اسلحہ اٹھانے کی کوشش کرتا تو اتنی دیر میں ان غنڈوں کی گولیوں نے اسے بھون دینا تھا۔ اسی لئے اس نے فرار ہونا بہتر سمجھا۔ وہ گولی کی رفتار سے باہر نکلا اور اس سے بھی زیادہ رفتاری سے وہ سڑک پر آ گیا۔ چند لمحوں تک وہ دوڑتا رہا۔ پھر ایک جگہ رک کر اس نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ ٹیکسی میں بیٹھتے ہی اس نے ڈرائیور کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی آگے بڑھنے لگی۔ آنے والے عام سے غنڈے تھے اور وہ براؤن کا پیچھا نہیں کر سکتے تھے اور عمران بندھا ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے نہیں آ سکتا تھا۔

عمران کے سوالوں پر اسے حیرت ہو رہی تھی۔ عمران نے ڈاکٹر توقیر کے اغوا کا ذکر کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ راٹھور یا زاریہ نے پاکیشیا کے سائنس دان کو اغوا کیا تھا پھر راٹھور کا خیال اس نے خود

ہی مسترد کر دیا تھا۔ یہ کارروائی زاریہ کی ہو سکتی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ زاریہ نے ان سے بھی اپنا اصل مشن پوشیدہ رکھا تھا۔ زاریہ پر اسے غصہ تو پہلے سے تھا اب یہ غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔ اس نے اب زاریہ کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

''صاحب۔ آپ نے کہاں اترنا ہے''...... براؤن کو ٹیکسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی تو وہ خیالوں کی دنیا سے نکل آیا۔ اس نے چونک کر باہر دیکھا وہ ایک معروف علاقے سے گزر رہا تھا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور ٹیکسی والے کو رخصت کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک اور ٹیکسی روکی اور اسے ستارہ کالونی چلنے کے لئے کہا۔

ستارہ کالونی میں ایکریمین سفارت خانے نے ایک کوٹھی لی ہوئی تھی لیکن سفارت خانہ براہ راست اس کوٹھی میں ملوث نہیں تھا۔ اس کوٹھی میں چار تربیت یافتہ لڑاکے بھی موجود تھے۔ اس کے باس نے اس سے کہا تھا کہ وہ ضرورت پڑنے پر اس کوٹھی کو استعمال کر سکتا تھا۔ نہ صرف کوٹھی بلکہ اس میں موجود افراد کو بھی یہ ہدایات مل چکی تھیں کہ وہ براؤن کے حکم کی تعمیل کریں اس لئے براؤن اب اس کوٹھی پر جا رہا تھا۔

ٹیکسی جلد ہی ستارہ کالونی میں پہنچ گئی۔ براؤن نے کالونی پہنچتے ہی ٹیکسی کو فارغ کر دیا اور خود پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ نمبر

ترتیب سے لگے ہوئے تھے۔ اس لئے اسے اپنی مطلوبہ کوٹھی تلاش کرنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ اس نے اس کوٹھی کی ڈور بیل بجائی تو چند لمحوں بعد گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر آ گیا۔

"میرا نام براؤن ہے۔ میرے متعلق آپ کو ہدایت مل چکی ہو گی"۔ براؤن نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ تشریف لائیے سر"...... اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا تو براؤن اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دیکھا کوٹھی کافی وسیع اور شاندار نظر آ رہی تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا مسٹر"...... براؤن نے گیٹ کھولنے والے آدمی سے پوچھا۔

"سر میرا نام روجر ہے"...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے سٹنگ روم میں پہنچاؤ اور پھر اپنے تینوں ساتھیوں کو بھی بلاؤ"...... براؤن نے کہا۔

"یس سر۔ آیئے تشریف لایئے"...... روجر نے کہا اور پھر اسے ساتھ لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔ کمرہ اپنی بناوٹ کے اعتبار سے ساؤنڈ پروف لگ رہا تھا۔ اس کمرے میں فرنیچر بھی موجود تھا۔

"آپ تشریف رکھیں سر۔ میں تمام ساتھیوں کو بلا لاتا ہوں"۔ روجر نے کہا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ روجر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو تین نوجوان اس کے ساتھ

تھے۔

"ہم نے کسی بھی وقت ایک جگہ ریڈ کرنا ہے لہٰذا آپ تمام لوگ تیار رہیں"...... براؤن نے کہا۔

"سر ہم ہر وقت تیار ہیں"...... روجر نے کہا۔ براؤن کے اشارے پر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ پھر براؤن نے جیب سے موبائل فون نکال کر زاریہ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو زاریہ سپیکنگ"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے زاریہ کی آواز سنائی دی۔

"مس زاریہ۔ آپ کہاں ہیں۔ میں آپ کو بڑی دیر سے تلاش کر رہا ہوں"...... براؤن نے شکایتی لہجے میں کہا۔

"ہاں براؤن صاحب۔ اس کوٹھی میں رہنا اب خطرے سے خالی نہیں تھا اس لئے میں نے وہ کوٹھی چھوڑ دی ہے اور اپنے لئے اور ایک کوٹھی کا بندوبست کیا ہے"...... زاریہ نے کہا۔

"مجھے بتایا تو ہوتا۔ میں آپ کے لئے پریشان ہو رہا ہوں"۔ براؤن نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ آ جائیں۔ میں ریڈ ایریا کی کوٹھی نمبر چھبیس بی میں موجود ہوں"...... زاریہ کی آواز سنائی دی۔

"او کے۔ میں ابھی کچھ دیر میں پہنچ رہا ہوں"...... براؤن نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ کال منقطع کرنے کے بعد براؤن نے میک اپ کیا۔ جیب میں ایک مشین پسٹل اور ایک گیس پسٹل ڈال کر

اس نے روجر کو آواز دی۔ اس کی آواز پر روجر فوراً کمرے میں آ گیا۔

"اس وقت کوٹھی میں کتنی کاریں موجود ہیں"...... براؤن نے روجر سے پوچھا۔

"سر۔ ایک ٹویوٹا کرولا کار ہے اور ایک لینڈ کروزر پجارو ہے"۔ روجر نے کہا۔

"میں ٹویوٹا کرولا لے کر ریڈ ایریا میں کوٹھی نمبر چھبیس بی پر جا رہا ہوں۔ مجھے اگر تم لوگوں کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں تمہیں فون کر دوں گا۔ تم اس کوٹھی پر آ جانا"...... براؤن نے کہا۔

"بہت بہتر سر"...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو براؤن باہر آ گیا۔ روجر نے اسے ٹویوٹا کرولا کی چابی دی۔ وہ کار میں سوار ہوا اور تھوڑی دیر میں ریڈ ایریا پہنچ گیا۔

"مس زاریہ۔ میں ریڈ ایریا پہنچ چکا ہوں۔ میں چونکہ نئے میک اپ میں ہوں اس لئے آپ یا آپ کا ساتھی مجھے آواز سے پہچان سکتے ہیں"...... براؤن نے موبائل فون پر زاریہ سے رابطہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ چھبیس بی کے گیٹ پر پہنچیں۔ ڈیوڈ آپ کو رسیو کرے گا"...... زاریہ نے کہا۔ براؤن نے موبائل آف کر کے جیب میں رکھ لیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار چھبیس بی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ اس نے کار سے نیچے اتر کر گیٹ کے قریب لگا ہوا بٹن پریس

کر دیا۔

"جی صاحب"...... چند لمحوں بعد چھوٹے گیٹ سے ایک آدمی نے سر نکال کر پوچھا۔ یہ ڈیوڈ تھا جو میک اپ میں تھا۔ براؤن نے آواز سے اسے پہچان لیا۔

"ڈیوڈ۔ میں براؤن ہوں"...... براؤن نے اس سے کہا تو اس نے سر ہلایا اور پھر چند لمحوں بعد بڑا گیٹ کھول دیا۔ براؤن کار میں بیٹھ کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر آ کر اس نے گاڑی روکی اور کار سے نیچے اتر آیا۔ پھر ڈیوڈ کے ساتھ وہ ایک کمرے میں آ گیا۔ یہاں زاریہ موجود تھی لیکن وہ بھی اس وقت نئے میک اپ میں تھی۔

"مس زاریہ۔ ہم نے عمران کو بہت آسان لیا لیکن اس نے ہمارا بہت نقصان کر دیا ہے۔ میرا اسسٹنٹ جمی مارا گیا ہے اور میں بہت مشکلوں سے جان بچا کر بھاگا ہوں"...... براؤن نے زاریہ سے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی وہ پہلے والا ٹھکانہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے چھوڑنا پڑا ہے اور لگتا ہے کہ میرے دو آدمی بھی انہوں نے ہلاک کر دیئے ہیں"...... زاریہ نے کہا۔

"راٹھور کی کوئی خبر ہے آپ کو"...... براؤن نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ رابطے میں نہیں آ رہا۔ لگتا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گیا ہے"...... زاریہ نے کہا۔

"یہ بہت برا ہوا مس زاریہ۔ اب ہم دونوں کو بڑی پلاننگ کے

ساتھ آگے چلنا پڑے گا''...... براؤن نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہم نے پہلے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سنجیدہ نہیں لیا لیکن اب ہمیں سوچ سمجھ کر ہر قدم اٹھا ہو گا۔ دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیوں میں عمران کے چرچے بلاوجہ تو نہیں ہیں''...... زاریہ نے کہا تو براؤن نے دل ہی دل میں زاریہ کو مکار لومڑی کا خطاب دیا۔ جو اس کے سامنے اتنی شاندار اداکاری کر رہی تھی۔

''زاریہ۔ آپ کو تو مزید افراد کی ضرورت ہو گی۔ آپ تو یہاں صرف دو ہی افراد نظر آ رہے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ گئے تو دو افراد کیسے ان کا مقابلہ کریں گے''...... براؤن نے زاریہ سے کہا۔

''ہاں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم دو ان کے لئے ناکافی ہیں۔ میں ابھی باس سے بات کرتی ہوں اور تین چار افراد بلواتی ہوں''۔ زاریہ نے براؤن سے کہا۔

''مس زاریہ۔ میں تو ایک اور بات سوچ رہا ہوں''...... براؤن نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ کیا''...... زاریہ نے پوچھا۔

''ہم یہاں کافرستان کی وجہ سے آئے تھے اب راٹھور سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا۔ نجانے وہ زندہ ہے یا عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا

ہے تو کیوں نہ ہم اپنے اپنے ملک واپس چلے جائیں''...... براؤن نے زاریہ سے کہا۔

''آپ کی یہ بات دل کو لگ رہی ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنے باس سے بات کروں گی''...... زاریہ نے کہا۔

''مس زاریہ۔ پانی ملے گا''...... براؤن نے پوچھا تو زاریہ اٹھ کر دروازے تک گئی اور اس نے دروازہ کھول کر ڈیوڈ کو پانی لانے کے لئے کہا۔ جیسے ہی وہ ڈیوڈ کو پانی کا کہہ کر مڑی اس کے چہرے پر براؤن نے گیس فائر کر دی۔ وہ فوراً ہی بے ہوش ہو کر فرش پر گر گئی۔ چند لمحوں بعد ڈیوڈ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا براؤن نے اس پر بھی گیس فائر کر دی۔ وہ پانی کے جگ سمیت فرش پر گر پڑا۔ ان دونوں کے بے ہوش ہونے کے بعد براؤن نے کمرے میں نظر دوڑائی لیکن کمرے میں اس کے مطلب کی کوئی چیز نہیں تھی پھر اس نے اپنی اور ڈیوڈ کی ٹائی اتاری اور انہیں جوڑا اور زاریہ کے ہاتھ اس کی پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور ڈیوڈ کے ماتھے پر فائر کر دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ڈیوڈ کی کھوپڑی میں سوراخ ہو گیا۔ براؤن اس کمرے سے نکل کر باہر چلا آیا۔ اس نے ساری کوٹھی کی تلاشی لی لیکن ڈاکٹر توقیر اسے کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ زاریہ نے ڈاکٹر توقیر کو کہیں اور چھپایا ہوا تھا۔ وہ واپس پہلے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ زاریہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ اس نے زاریہ

کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اپنی کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور زاریہ کو پچھلی سیٹ پر پھینک دیا پھر اگلے چندلمحوں بعد وہ اس کوٹھی سے باہر تھا۔

اس کی کار تیز رفتاری سے ستارہ کالونی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ اس نے کار سے اتر کر بیل بجائی۔ چندلمحوں بعد کوٹھی کا ذیلی دروازہ کھلا۔ ایک آدمی نے سر نکال کر اسے اور کار کو دیکھا اور پھر اس کا سر واپس اندر چلا گیا۔ اگلے لمحے گیٹ کھل چکا تھا۔ وہ کار سمیت اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کار روکی اور خود نیچے اتر کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور زاریہ کو باہر کھینچ کر اپنے کندھوں پر ڈالا لیا۔ اسی دوران روجر بھی وہاں آ گیا۔

''روجر۔ مجھے میرا بیڈ روم دکھاؤ''...... براؤن نے روجر سے کہا تو وہ اسے ایک بیڈ روم میں لے آیا۔

''ویری گڈ۔ یہ بہت خوب صورت بیڈ روم ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ میرے لئے وسکی اور سوڈا لے آؤ۔ ساتھ ہی ایک جگ پانی بھی لیتے آنا''...... براؤن نے بیڈ روم دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ زاریہ کو اس نے بیڈ پر ڈال دیا تھا۔ روجر کمرے سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو براؤن کی مطلوبہ چیزیں ٹرے میں رکھ کر لے آیا تھا۔ ٹرے اس نے بیڈ کے قریب رکھی ہوئی چھوٹی میز پر رکھ دی۔

''اب تم جاؤ اور جب تک میں نہ بلاؤں کوئی اس کمرے میں

نہ آئے''...... براؤن نے کہا تو روجر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد براؤن نے پانی کا جگ اٹھایا اور پانی زاریہ کے حلق میں ڈالنے لگا۔ چندلمحوں بعد زاریہ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو اس نے جگ واپس میز پر رکھ دیا اور ایک کونے میں رکھی ہوئی کرسی اٹھا کر بیڈ کے ساتھ رکھی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ چھوٹی میز اس کے سامنے ہی رکھی ہوئی تھی۔ کرسی پر بیٹھ کر وہ زاریہ کو ہوش میں آتے ہوئے دیکھنے لگا۔ چندلمحوں میں زاریہ مکمل طور پر ہوش میں آ گئی۔

''یہ۔ یہ کیا حرکت ہے مسٹر براؤن''...... زاریہ نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''تمہاری بے رخی اور دوری اب میری برداشت سے باہر ہو گئی تھی اس لئے مجھے یہ حرکت کرنا پڑی''...... براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے وسکی کی بوتل کھولی اور اپنے لئے جام بنانے لگا۔

''تمہیں اس حرکت کی قیمت چکانی پڑے گی مسٹر براؤن''۔ زاریہ نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔

''اس حرکت کی قیمت بھی میں تم سے وصول کروں گا مس زاریہ۔ ڈاکٹر توقیر کی صورت میں''...... براؤن نے اس مرتبہ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو زاریہ کے جسم کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

''ڈاکٹر توقیر۔ وہ کون ہے''...... زاریہ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ابھی چند لمحوں بعد جب میں بیڈ پر آؤں گا تو تمہیں سب پتہ چل جائے گا''...... براؤن نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور گلاس خالی کر کے دوسرا گلاس تیار کرنے لگا۔

''براؤن۔ میں تمہیں ایک بار پھر کہہ رہی ہوں کہ تمہیں یہ حرکت بہت مہنگی پڑے گی''...... زاریہ نے دھمکی آمیز لہجے مین کہا لیکن اس نے زاریہ کی بات کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ اس نے دوسرا گلاس بھی خالی کر دیا۔ پھر اس نے تیسرا گلاس بنایا اور وہ بھی خالی کر دیا۔ وسکی نے اس پر اپنا رنگ جما لیا تھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ کرسی سے اٹھا اور بیڈ پر آ گیا۔

اسی لمحے زاریہ کی دونوں لاتیں حرکت میں آئیں جو براؤن کے سینے پر لگیں اور وہ اڑتا ہوا نیچے جا گرا۔ اس کی کمر اور سر پر چوٹ آئی۔ ابھی وہ اٹھ نہ پایا تھا کہ اس دوران زاریہ بیڈ سے نیچے اتر آئی۔ اس نے پھر براؤن کے منہ پر لات رسید کی۔ اس لات نے اس کا نشہ ہرن کر دیا۔ زاریہ نے اسے دوسری لات مارنے کی کوشش کی لیکن اس مرتبہ براؤن نے اس کی لات پکڑ کر کھینچ لی۔ زاریہ فرش پر گر گئی۔ براؤن اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے زاریہ پر لاتوں کی بارش کر دی۔ اس کی دو تین ٹھوکریں زاریہ کے سر پر لگیں جس کی وجہ سے زاریہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔ براؤن نے اسے اٹھایا اور ایک بار پھر بیڈ پر پٹخ دیا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور براؤن اچھل پڑا۔

عمران اپنی سپورٹس کار پر مختلف علاقوں کے چکر لگا رہا تھا۔ اس وقت وہ ریڈ ایریا میں تھا۔ اسے پیاس محسوس ہوئی تو اس نے ایک ڈرنک کارنر دیکھ کر اسے کے قریب کار روک لی۔ اس نے ڈرنک کارنر والے کو ایک کولڈ ڈرنک لانے کا اشارہ کیا تو ایک بچہ اسے بوتل دے گیا۔ بوتل پینے کے دوران ہی اس کے حساس کانوں نے ہلکے دھماکے کی آواز سنی جیسے کہیں دور ریوالور سے گولی چلائی گئی ہو۔ وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے بوتل خالی کی اور بچے کو قریب بلا کر خالی بوتل اور پیسے پکڑائے اور اندازے کے مطابق وہ ایک طرف بڑھ گیا۔

ایک کوٹھی کے گیٹ سے اس نے ایک کار کو تیزی سے نکلتے دیکھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر براؤن گو کہ میک اپ میں تھا لیکن عمران نے اسے پہچاننے میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہ کی۔ براؤن کی کار

کوٹھی سے نکل کر آگے بڑھ گئی لیکن اس کے پیچھے گیٹ کسی نے بند نہیں کیا تھا۔ اس نے اپنی کار براؤن کی کار کے تعاقب میں لگا دی اور ساتھ ہی جیب سے اپنا سیٹلائٹ موبائل فون نکال لیا۔ پہلے والا موبائل فون اس کی بے ہوشی کے دوران مجرموں نے نکال لیا تھا۔ اس نے فوری طور پر یہ نمبر دوبارہ حاصل کر لیا تھا۔ موبائل فون پر اس نے جولیا کے نمبر ملائے۔

''یس عمران۔ جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''جولیا۔ تم اپنے ساتھ کسی بھی ممبر کو لے کر ریڈ ایریا کی کوٹھی نمبر چھبیس بی کو چیک کرو۔ تمہارے چیف نے اس کوٹھی کو چیک کرنے کی ہدایت کی تھی لیکن میں اس وقت ایک مجرم کے تعاقب میں ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں صفدر کو کال کر لیتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے رابطہ منقطع کر کے دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... کال رسیو ہونے پر ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''طاہر۔ میں نے جولیا کو ایک کوٹھی چیک کرنے کے لئے بھیجا ہے اس کوٹھی سے براؤن نکلا ہے لیکن اس کے پیچھے کسی نے گیٹ بند نہیں کیا۔ اس لئے لگتا ہے کہ کوٹھی خالی ہے۔ میں اس وقت براؤن کے تعاقب میں ہوں''...... عمران نے کہا تا کہ اسے جولیا رپورٹ کرے تو اسے صحیح صورت حال معلوم ہو۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر توقیر کے بارے میں کچھ معلوم ہوا''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''انہیں اغوا کیا ہے زاریہ نے اور زاریہ ہے ایک خاتون۔ خاتون بھی پردہ نشین۔ پردہ نشینوں کا کسی کو پتہ نہیں چلتا تم پردہ نشین ہو آج تک تمہارے بارے میں تمہارے ممبرز کو پتہ نہیں چل سکا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ اسے براؤن کی کار کی پچھلی سیٹ کی ایک جھلک بھی دکھائی دی تھی۔ پچھلی سیٹ پر ایک بے ہوش لڑکی پڑی تھی اور اس کا خیال تھا کہ وہی زاریہ تھی۔ وہ براؤن کا تعاقب کرتے ہوئے ستارہ کالونی پہنچ گیا۔ ستارہ کالونی کی ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر براؤن نے کار سے نیچے اتر کر ڈور بیل کا بٹن پریس کیا۔

عمران نے کار اس سے کافی فاصلے پر روک لی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھی کے گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا تھا اور چند سیکنڈ بعد بند ہو گیا تھا۔ پھر عمران نے مین گیٹ کھلتے ہوئے دیکھا اور براؤن کی کار اس کوٹھی میں داخل ہو گئی اگلے ہی لمحے گیٹ بند ہو چکا تھا۔ عمران نے کچھ دیر انتظار کیا پھر اس کوٹھی کے عقبی حصے کی طرف آ گیا۔ عقبی حصے میں ایک گلی تھی اور اس گلی میں کئی کوٹھیوں کے عقبی حصے تھے۔ یہاں دیواریں بہت اونچی اونچی تھیں۔ عمران کی مطلوبہ کوٹھی کے قریب ایک تناور درخت تھا۔ عمران اس درخت پر چڑھا اور پھر اس کوٹھی کی دیوار پر پہنچ گیا۔ دیوار پر چڑھ کر اس نے کوٹھی

کے اندرونی حصے کا جائزہ لیا اس وقت سامنے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس دیوار کے ساتھ لان تھا اور لان کے چھوٹے چھوٹے پلاٹ بنے ہوئے تھے۔ پلاٹ کے کناروں پر مور پنکھ کی باڑ لگی ہوئی تھی۔ عمران دیوار سے لان میں کودا اور باڑ میں دبک کر بیٹھ گیا اس نے اپنا سائیلنسر لگا ریوالور ہاتھ میں لے لیا تھا۔ وہ کچھ دیر وہاں بیٹھا کسی کے آنے کا انتظار کرنے لگا لیکن لگتا تھا کہ اس کے کودنے کی آواز کسی نے نہیں سنی۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور دبے پاؤں چلتا ہوا کمروں کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ کمروں کے قریب پہنچا تو ایک کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اندر سے باتوں کی آواز آ رہی تھی۔

''یار۔ یہ نیا بندہ آ کر تو دن میں ہی عیاشی کرنے لگ گیا ہے اور ہم یہاں بیٹھے دل جلا رہے ہیں''...... عمران کو ایک آواز سنائی دی۔ عمران نیچے جھکا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ اندازہ کرنا چاہتا تھا کہ اندر کتنے آدمی ہیں۔

''یہ افسر لوگ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ آتے مشن پر ہیں لیکن عیاشیوں میں لگ جاتے ہیں''...... ایک دوسری آواز سنائی دی۔ پھر وہ کچھ دیر تک یہی دو آوازیں سنتا رہا جس کا مطلب تھا کہ اس کمرے میں دو ہی افراد موجود ہیں۔

وہ نہایت ہی دھیمے انداز میں اٹھا اس نے کھڑکی میں سے اندر جھانکا اندر واقعی دو افراد تھے۔ ان دونوں کے سامنے وسکی کی بوتل کھلی پڑی تھی اور وہ گلاس ہاتھ میں تھامے گھونٹ گھونٹ پی رہے تھے۔ ان کے رخ کھڑکی کی طرف ہی تھے لیکن نظریں کھڑکی پر نہیں

تھیں۔ عمران نے ریوالور سیدھا کیا۔ پھر ٹھک ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی وہ دونوں فرش پر گرتے چلے گئے۔ دل میں لگنے والی گولیوں نے انہیں چیخنے کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔ وہاں سے فارغ ہو کر عمران آگے بڑھا۔ آگے اسے کچن دکھائی دیا۔ کچن میں ایک آدمی موجود تھا۔ عمران یکدم کچن میں داخل ہو گیا۔ اس آدمی نے عمران کو دیکھا تو اس کا منہ حیرت سے کھلا پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی آواز نکالتا عمران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور دوسرا ہاتھ اس کی کنپٹی پر رسید کیا۔ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا۔

''جیک۔ ابھی چائے نہیں بنی''...... ایک اور آدمی نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے ریوالور کی گولی نے اس کے دل میں بھی سوراخ کر دیا۔ وہ بھی کوئی چیخ نہ مار سکا اور کچن کے فرش پر گرتا چلا گیا۔ عمران نے مزید کمرے بھی دیکھے لیکن ان میں کوئی نہیں تھا۔ البتہ ایک کمرہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا گیلری میں سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور کچھ اوپر کارنس بھی بنا ہوا تھا جس کے قریب ہی ان کمروں کے روشن دان تھے۔ عمران کارنس پر چڑھا اور بند دروازے کے روشن دان تک پہنچ گیا۔ روشن دان شیشے کا تھا۔ اندر کا منظر دیکھ کر اسے یکدم غصہ آ گیا۔ وہ نیچے اترا اور بند دروازے پر پہنچ کر اس نے پوری قوت سے دروازے کو کندھا مارا۔ دروازے کا لاک ٹوٹتا چلا گیا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

ریڈ ایریا کی کوٹھی نمبر چھبیس بی سے کچھ فاصلے پر جولیا نے کار روکی۔ کوٹھی کا گیٹ اس وقت بھی کھلا ہوا تھا۔ جولیا، صفدر کا انتظار کر رہی تھی۔ جو ابھی چند لمحوں میں وہاں پہنچنے والا تھا۔ جولیا نے اسے فون کر کے بلا لیا تھا پھر جلد ہی صفدر کی کار وہاں پہنچ گئی۔ صفدر نے بھی جولیا کی کار کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے جولیا کی کار کے قریب ہی اپنی کار روک دی۔

”کوٹھی نمبر چھبیس بی کا گیٹ ابھی تک کھلا ہوا ہے اور ہم نے اسے ہی چیک کرنا ہے“...... جولیا نے صفدر کے قریب پہنچنے پر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کوٹھی میں کوئی بھی نہیں ہے۔ چلو دیکھتے ہیں“...... صفدر نے کہا اور پھر ان دونوں کی کاریں چھبیس بی میں داخل ہو گئیں۔ کوٹھی کی خاموشی بتا رہی تھی کہ وہاں کوئی بھی نہیں۔ اس کے باوجود ان دونوں نے سائیلنسر لگے ریوالور نکال لئے۔

صفدر نے کار سے نیچے اتر کر کوٹھی کا مین گیٹ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں کمروں کی طرف بڑھے۔ کمرے خالی تھے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑے۔ اس کمرے میں ایک لاش موجود تھی۔ اس لاش کے ماتھے پر سوراخ نظر آ رہا تھا۔ اس سوراخ سے خون بہہ کر لاش کے ارد گرد پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے نہایت ہی باریک بینی سے لاش کی تلاشی لی۔ اس کی جیب سے صرف ایک وزیٹنگ کارڈ برآمد ہوا لیکن اس کارڈ پر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔ سیاہ سانپ کی ایک چھوٹی سی تصویر چھپی ہوئی تھی۔ صفدر نے وہ کارڈ اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک بار پھر کوٹھی کی تلاشی لیکن انہیں اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو جولیا نے موبائل فون پر دانش منزل کے نمبر ملائے۔

”ایکسٹو“...... رابطہ ہونے پر ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”سر۔ جولیا بول رہی ہوں“...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران کی کال آنے اور ریڈ ایریا کو چیک کرنے کے متعلق تفصیل بتا دی۔

”کیا کوٹھی کی تلاشی لے لی گئی ہے“...... ایکسٹو نے کہا۔

”جی ہاں چیف۔ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں صرف ایک لاش موجود ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے لاش کی تلاشی لی ہے“...... ایکسٹو نے اپنی مخصوص آواز

میں پوچھا۔

"یس چیف۔ لاش کی جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ ملا ہے جس پر کوئی تحریر تو نہیں ہے البتہ کالے سانپ کی ایک چھوٹی سی تصویر بنی ہوئی ہے اور یہ تصویر انتہائی چمکدار ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کالے سانپ کی تصویر والا کارڈ۔ یہ تو بلیک کوبرا کا نشان ہے۔ ہونہہ۔ جولیا تم ایسا کرو کہ صفدر کو ساتھ لے جاؤ اور بلیک سٹار ہوٹل انٹرنیشنل کے مالک بلیکی کو دانش منزل پہنچا دو لیکن بے ہوشی کی حالت میں"...... ایکسٹو نے کالے سانپ کی تصویر کا سن کر کہا۔

"یس چیف۔ ہم ابھی بلیکی کو دانش منزل پہنچا دیتے ہیں"۔ جولیا نے کہا تو ایکسٹو نے رابطہ منقطع کر دیا تو جولیا نے بھی موبائل فون آف کر کے اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

"بلیک سٹار ہوٹل انٹرنیشنل کا مالک ہے بلیکی یہ کارڈ اسی کا ہے۔ ایکسٹو نے کہا ہے کہ اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے"۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اس بلیکی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ ایکریمیا کا رہنے والا ہے لیکن پچھلے دو سال سے یہ پاکیشیا میں ہے۔ ہوٹل کے بزنس کی آڑ میں یہ منشیات کی اسمگلنگ کرتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اسے ہوٹل سے اغوا کرنا مشکل تو نہیں ہو گا"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہوٹل میں تو اس کے کئی باڈی گارڈ ہیں۔ میں نے اس

کا گھر بھی دیکھا ہوا ہے اگر اسے کسی طرح وہاں بلوا لیا جائے تو اسے اغوا کرنا آسان ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"گھر میں یہ فیملی سمیت رہتا ہے یا اکیلا رہتا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ ان کا بچہ نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"پھر تو اسے گھر آسانی سے بلوایا جا سکتا ہے۔ چلو پھر اس کے گھر چلتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس لاش کا کیا کرنا ہے۔ یہ اسی طرح پڑی رہی تو گل سڑ جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"چیف نے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ بس پولیس کو اطلاع کر دیتے ہیں پولیس والے خود ہی اس لاش کو اٹھا کر لے جائیں گے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر آ گئے۔ صفدر نے کار سے نیچے اتر کر گیٹ بند کر دیا اور جولیا کے قریب آ گیا۔

"مس جولیا۔ ایک کار کو ہم اپنے رہائشی پلازہ کے پارکنگ ایریا میں چھوڑ دیں۔ ایک کار میں بلیکی کے گھر چلتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اقرار کی صورت میں سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے اپنے رہائشی پلازہ پہنچ کر ایک کار پارکنگ میں کھڑی کر دی اور

دوسری کار میں بلیکی کے گھر کی طرف بڑھنے لگے۔ جولیا اور صفدر آج کل ایک ہی رہائشی پلازہ میں رہائش پذیر تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا اور جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''میرے خیال میں میرے موبائل میں ہوٹل بلیک سٹار کا نمبر محفوظ ہے میں دیکھتا ہوں''...... ڈرائیونگ کے دوران صفدر نے کہا پھر اس نے جیب میں سے موبائل فون نکالا اور نمبر چیک کیا۔

''ہاں۔ نمبر موجود ہے۔ پوچھتے ہیں کہ بلیکی اس وقت گھر پر ہے یا ہوٹل میں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اوکے کا بٹن پریس کیا اور موبائل فون سیٹ اپنے کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ ہوٹل بلیک سٹار انٹرنیشنل''...... چند لمحوں بعد کال رسیو ہونے پر ہوٹل کی خاتون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''مجھے ہوٹل کے مالک بلیکی صاحب سے بات کرنی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''سر۔ بلیکی صاحب تو کچھ دیر پہلے گھر چلے گئے ہیں۔ آپ رات آٹھ بجے فون کر لیجئے گا''...... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''اوکے شکریہ''...... صفدر نے کہا اور پھر کال کاٹ دی۔

''بلیکی اس وقت گھر ہی ہے''...... صفدر نے کہا اور اپنا موبائل جیب میں رکھ لیا۔

''یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔ اسے گھر بلانے میں اب ہمیں وقت

ضائع نہیں کرنا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں مس جولیا۔ ویسے اس بار یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ مجرم کیا مشن لے کر آئے ہیں۔ وہ کبھی دہشت گردی کی کارروائی کر رہے ہیں۔ کبھی سیکرٹ سروس کے ممبران پر قاتلانہ حملے کر رہے ہیں اور اب انہوں نے ڈاکٹر توقیر کو بھی اغوا کر لیا ہے۔ آخر کتنے مشن لے کر وہ پاکیشیا آئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''صفدر۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مجرموں کے ایک سے زیادہ گروپ پاکیشیا آئے ہوں۔ ضروری تو نہیں کہ ایک وقت میں ایک ہی گروپ آئے''...... جولیا نے کہا۔

''بالکل ایسا ہو سکتا ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے اس مرتبہ ایک سے زیادہ گروپ سرگرم عمل ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ وہ گرین ایریا میں پہنچ چکے تھے۔ بلیکی اسی علاقے میں کوٹھی نمبر ایک سو چھ سی میں رہتا تھا۔ صفدر نے اس کی کوٹھی کے گیٹ پر کار روک لی پھر نیچے اتر کر بیل بجائی۔ چند لمحوں بعد چھوٹا دروازہ کھلا اور ایک گن مین نظر آیا۔

''جی صاحب۔ کس سے ملنا ہے آپ کو''...... گن مین نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ اس دوران جولیا بھی کار سے نیچے اتر آئی۔

''یہ مس جولیانا ہیں۔ لارڈ جیفرے کی سیکرٹری ہیں ایکریمیا سے آئی ہیں۔ انہیں ہوٹل بلیک سٹار کے مالک بلیکی صاحب سے ملنا

ہے"...... صفدر نے کہا۔ جولیا کو دیکھ کر گن مین بھی دوسرے ایشیائی باشندوں کی طرح مرعوب ہو گیا تھا۔

"میں صاحب سے بات کرتا ہوں آپ ایک منٹ انتظار کریں"...... گن مین نے کہا اور پھر وہ گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ کیبن میں ایک اور گن مین بھی نظر آ رہا تھا۔ صفدر اور جولیا چھوٹے دروازے کے قریب ہی کھڑے رہے۔ گن مین نے انٹرکام اٹھا کر چند لمحے بات کی۔

"صاحب۔ آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہے تو یہاں دے دیں۔ واپسی پر لیتے جایئے گا"...... گن مین نے واپس آ کر صفدر سے کہا۔

"نہیں۔ میرے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ آپ تلاشی لے سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے سر۔ آپ تشریف لے آئیں"...... گن مین نے کہا اور پھر گیٹ کھول دیا۔ صفدر اور جولیا کار میں بیٹھے اور کار کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ کمپاؤنڈ میں پہنچ کر صفدر نے کار روک دی اور وہ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک آدمی ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ سفید فام تھا اور شکل سے جرائم کی دنیا کا آدمی نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مشین گن تھی۔

"میرے ساتھ آیئے"...... اس سفید فام نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ اس کی رہنمائی میں ڈرائنگ روم کی طرز

پر سجے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہ سفید فام انہیں صوفوں پر بٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک سمارٹ سا سفید فام نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پہلے والا سفید فام مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔ سمارٹ نوجوان نے سیاہ چست لباس پہنا ہوا تھا۔ شرٹ کے کالر پر ایک سیاہ رنگ کے سانپ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ ویسی ہی تصویر جیسی وزیٹنگ کارڈ پر چھپی ہوئی تھی۔ یہ سمارٹ نوجوان بلیکی تھا۔ اسے دیکھ کر جولیا اور صفدر دونوں کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیئے"...... بلیکی نے کہا تو وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔ بلیکی نے اپنے سفید فام ملازم کی طرف دیکھا۔

"مہمانوں کے لئے کولڈ ڈرنکس لے کر آؤ کیلس"...... بلیکی نے کہا تو کیلس باہر چلا گیا۔

"جی میڈم میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... کیلس کے جانے کے بعد بلیکی نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں لارڈ جیفرے کی پرسنل سیکرٹری ہوں۔ لارڈ جیفرے کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے ایکریمیا کی معروف شخصیت ہیں۔ دنیا بھر میں ان کا ہوٹلز کا کاروبار پھیلا ہوا ہے۔ انہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ ہوٹل بیچنا چاہتے ہیں وہ آپ کو اس ہوٹل کی منہ مانگی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں"...... جولیا نے کہا اور اسی لمحے کیلس ان کے لئے کولڈ ڈرنکس لے آیا۔ اس نے ادب سے ایک ایک

گلاس ان دونوں کو پیش کیا اور خود بلیکی کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

”نہیں۔ لارڈ صاحب کو غلط اطلاع ملی ہے۔ میرا یہ ہوٹل بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں“...... بلیکی نے کہا۔

”ارادہ نہیں ہے تو بنا لیں۔ لارڈ صاحب آپ کو من چاہی قیمت دیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”سوری میڈم میرا قطعی کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے اور نہ ہی آئندہ ہو گا۔ مجھے اگر معلوم ہوتا کہ آپ اس ارادے سے آئی ہیں تو میں آپ سے ملاقات ہی نہ کرتا“...... بلیکی نے اس بار خشک لہجے میں جولیا سے کہا۔

”اوکے۔ اوکے۔ لارڈ صاحب کو جلدی نہیں ہے میں تین چار روز پاکیشیا میں قیام کروں گی آپ اس دوران خوب سوچ لیجئے۔ جانے سے قبل میں فون کر کے آپ کا ارادہ پھر پوچھ لوں گی“۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر صفدر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیکی بھی کھڑا ہو گیا۔ صفدر اور جولیا نے قدم اٹھائے بلیکی اور کیلس ان کے قریب ہی تھے پھر جیسے برق چمکتی ہے ویسے ہی وہ دونوں حرکت میں آ گئے۔ صفدر نے بلیکی کی کنپٹی اور جولیا نے کیلس کی کنپٹی پر مکا مار دیا۔ مخصوص جگہ پر مخصوص انداز سے لگنے والے مکوں نے انہیں ہوش سے بیگانہ کر دیا۔

”میں بلیکی کے ہاتھ باندھتی ہوں تم گیٹ پر موجود دونوں چوکیداروں سے نمٹ لو“...... جولیا نے کہا تو صفدر کمرے سے باہر

چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جولیا نے اس کمرے میں نظریں دوڑائیں لیکن بلیکی کو باندھنے کے لئے اسے کوئی چیز نظر نہ آئی تو اس نے بلیکی کی ٹائی اتار لی۔ اس نے بلیکی کے ہاتھ پشت پر کر کے ٹائی سے باندھ دیئے۔ چند لمحوں بعد صفدر واپس آ گیا۔

”دونوں گن مین کیبن میں بے ہوش پڑے ہیں“...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا۔

”بلیکی کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈال دو“...... جولیا نے کہا تو صفدر نے بلیکی کو اٹھا لیا۔

”اس کی بیگم کہیں نظر نہیں آ رہی“...... جولیا نے نظریں ادھر ادھر دوڑاتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

”ان کی کار بھی تو نظر نہیں آ رہی۔ وہ شاید کہیں گئی ہوئی ہے“۔ صفدر جواب دیا۔ اتنی دیر میں وہ کار کے قریب پہنچ چکے تھے۔ صفدر نے بے ہوش بلیکی کو کار کی پچھلی سیٹ پر پٹخ دیا۔ پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ جولیا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔ کچھ دیر بعد ان کی کار دانش منزل کی طرف اڑتی چلی جا رہی تھی۔

زاریہ کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں بیڈ پر تھی اور براؤن اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران کے دھکے سے دروازے کا لاک ٹوٹ گیا اور دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ عمران کو دیکھ کر براؤن اچھل پڑا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ عمران۔ تم''...... براؤن نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے ریوالور کا رخ اس کی طرف کر لیا۔ اسی لمحے زاریہ کو بھی ہوش آ گیا۔ عمران کو دیکھ کر وہ بھی حیران نظر آ رہی تھی۔

''اب ہر جگہ سے تو تم فرار نہیں ہو سکتے براؤن''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''گولی مت چلانا۔ مجھے مت مارنا''...... براؤن نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں زندہ رکھنے کا میرے پاس کوئی جواز بھی نہیں ہے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی براؤن کی گردن میں پیوست ہوگئی۔ اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ عمران زاریہ کی طرف بڑھا پھر اس نے کنپٹی کے نیچے ایک بھرپور ضرب لگا دی تو زاریہ ایک مرتبہ پھر بے ہوش ہوگئی۔ عمران نے بے ہوش زاریہ کو وہیں چھوڑا اور اپنی کار کوٹھی کے اندر لے آیا۔ پھر اس نے زاریہ کو اٹھایا اور کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار دانش منزل پہنچ گئی۔ دانش منزل کا گیٹ کھلنے پر وہ اندر داخل ہو گیا۔ کار کھڑی کر کے اس نے زاریہ کو پچھلی سیٹ سے نکالا اور اسے ڈارک روم پہنچا دیا۔ اس کے بعد وہ کنٹرول روم میں پہنچ گیا۔ بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ صفدر اور جولیا ایک مجرم بلیکی کو لا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا۔

''بلیکی نے کیا جرم کیا ہے''...... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے تفصیل بتا دی۔

''بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تم بھی مونگ کی دال کھانے لگ گئے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مونگ کی دال۔ میں سمجھا نہیں عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آغا سلیمان پاشا فرماتے ہیں کہ جو مونگ کی دال کھاتا ہے اس کا دماغ تیز ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ دماغ تیزی سے چل جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے چل جاتا ہے پر زور دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ لگتا ہے کیس کا انجام آ گیا ہے"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کا اطمینان بھرا انداز دیکھ کر"...... اس مرتبہ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس بلیکی کو آنے دو پھر کچھ پتہ چلے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اسی لمحے دانش منزل کی ڈور بیل بجی۔ عمران نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر ایک بٹن پریس کیا تو دانش منزل کے گیٹ کا بیرونی منظر سکرین پر روشن ہو گیا۔ گیٹ پر جولیا اور صفدر دونوں موجود تھے۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا تو دوسرے ہی لمحے دانش منزل کا گیٹ کھل گیا۔ صفدر اور جولیا کار میں بیٹھے اور ان کی کار دانش منزل میں داخل ہو کر ایک جگہ رک گئی۔

"بلیکی کو آپریشن روم میں میں چھوڑ کر تم واپس جا سکتے ہو"۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں مائیک اٹھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے کار کی پچھلی سیٹ سے بلیکی کو باہر کھینچ لیا اور اسے دانش

منزل کے آپریشن روم میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ان دونوں سے دو دو باتیں کر لوں"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پہلے ڈارک روم میں آ گیا۔ جب عمران ڈارک روم میں داخل ہوا تو۔ زاریہ ہوش میں آ چکی تھی۔ عمران کو دیکھ کر اس نے منہ بنایا۔

"تم نے میرے سوالوں کے صحیح جواب دینے ہیں ورنہ"۔ عمران نے جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ورنہ تم میری عزت سے کھیلو گے اور پھر تشدد کر کے مجھے ہلاک کر دو گے۔ یہی نا"...... زاریہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا"...... عمران نے اس کی بات پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہر مرد یہی کہتا ہے۔ تم نے کوئی نئی بات تو نہیں کرنی"۔ زاریہ نے اب بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے زاریہ۔ یہاں کوئی تمہاری عزت سے نہیں کھیلے گا۔ مسلمان دوسروں کی عزت سے نہیں کھیلتے بلکہ دوسروں کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں"...... عمران نے کہا تو زاریہ کی آنکھوں میں بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ کسی مجبور اور اکیلی لڑکی کو کھلونا سمجھنا تو مرد کی فطرت تھی۔ یہ کیسا مرد تھا جو اس بات کی نفی کر رہا تھا۔ زاریہ نے عمران کو غور سے دیکھا۔ عمران انتہائی وجیہہ

اور پرکشش نوجوان تھا۔ اس کی آنکھوں میں ذہانت کے ساتھ ساتھ مقناطیسی کشش بھی تھی۔ زاریہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"اگر میں تمہیں خود وقت گزاری کی آفر کروں تو"...... زاریہ نے عمران کو بغور دیکھنے کے بعد کہا۔

"زاریہ۔ تم اس وقت مجبور اور بے بس ہو۔ تمہارا اقرار یا انکار میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ انسان کے اپنے ضمیر کا فیصلہ ہے کہ وہ اچھائی کی طرف جائے یا برائی کی طرف"...... عمران نے کہا تو زاریہ سوچ میں ڈوب گئی۔ اس نے مسلمانوں کے بارے میں جو کچھ پڑھا اور سنا تھا وہ اسے جھوٹ محسوس ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ کسی مسلمان سے نہیں ملی تھی اس لئے وہ نہیں جانتی تھی کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے انتہائی نفرت اور عداوت اسے ورثے میں ملی تھی۔ اب وہ ایک مسلمان کی قید میں تھی۔ وہ بالکل ہی بے بس اور مجبور تھی۔ مسلمان اس کے ساتھ جیسا چاہے سلوک کرتا اور اس کا خیال بھی یہی تھا کہ عمران سب سے پہلے اس کی عزت سے کھیلے گا۔ اس نے آج تک یہی دیکھا تھا لیکن عمران کے عمل اور باتوں نے اس کے خیالات کی نفی کر دی تھی۔

"اگر تم مجھے بتا دو کہ ڈاکٹر توقیر کہاں ہیں تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔ ہاں۔ قانون کے حوالے ضرور کروں گا کیونکہ تم پاکیشیا کی

مجرم ہو۔ تم نے پاکیشیا میں دہشت گردی کی کارروائی کر کے کئی افراد کی جانیں لی ہیں"...... عمران نے کہا تو وہ خیالات کی دنیا سے باہر نکل آئی۔ ڈاکٹر توقیر کے بارے میں عمران کو بتانا اس کے اپنے ملک سے غداری تھی اور وہ یہ غداری نہیں کر سکتی تھی۔

"میں ڈاکٹر توقیر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی"...... زاریہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔ عمران اس کے لہجے سے سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔

"تم نہیں بتاؤ گی تو نہ بتاؤ۔ میں ابھی آ کر تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے ڈاکٹر توقیر کو کہاں رکھا ہوا ہے"...... عمران نے کہا اور اسے الجھن میں چھوڑ کر آپریشن روم میں آ گیا جہاں بلیکی کرسی سے جکڑا ہوا تھا۔ وہ ہوش میں آ چکا تھا۔

"تو تم اسرائیلی ایجنٹ ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تو ایکریمی ہوں"...... بلیکی نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مار دیا۔

"تمہاری سیکرٹ ایجنٹ مس زاریہ اس وقت تمہارے ساتھ والے کمرے میں بند ہے اور اسی نے بتایا ہے کہ تم نے اسے رہائش کے لئے ایک سے زیادہ کوٹھیاں مہیا کی تھیں۔ ایک کوٹھی ریڈ ایریا میں چھپیں بی ہے جہاں سے زاریہ گرفتار ہوئی ہے اس کی نشان دہی پر تمہیں بھی گرفتار کیا گیا ہے"...... عمران نے اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"۔ بلیکی نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"تمہارے ساتھ والے کمرے میں واقعی مس زاریہ موجود ہے لیکن ایک لاش کی صورت میں۔ اب اگر تم لاش نہیں بننا چاہتے ریڈ ایریا میں چھبیس بی کے علاوہ تم نے جو جو کوٹھیاں زاریہ کو لے کر دی تھیں۔ ان کا ایڈریس بتا دو تاکہ ہم وہاں موجود تمہارے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کر لیں"۔ عمران نے کہا۔

"چھبیس بی کے علاوہ ایک اور کوٹھی ہے جو اسی علاقے میں ہے پچپن اے"۔ بلیکی نے جواب دیا۔

"اس میں تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ تو مس زاریہ ہی بتا سکتی تھیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے"۔ بلیکی نے کہا تو عمران آپریشن روم سے نکل کر ڈارک روم میں آ گیا جہاں زاریہ ابھی تک الجھن کا شکار تھی۔

"تم نے ڈاکٹر توقیر کو ریڈ ایریا کی کوٹھی نمبر پچپن اے میں رکھا ہوا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے زاریہ سے کہا تو زاریہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ کوئی بات کہنا چاہتی تھی لیکن عمران کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران کنٹرول روم میں آیا تو بلیک زیرو اسے دیکھ کر اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ عمران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں ڈاکٹر توقیر کی بازیابی کے لئے جا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایک دو ممبران کو ساتھ لے جائیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلا ہی کافی ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کنٹرول روم سے باہر نکل گیا۔ اس کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کامیاب لوٹا ہے۔

"طاہر۔ جولیا کو فون کر کے بتا دو کہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ میں ڈاکٹر توقیر کو تو سر سلطان کے حوالے کر آیا ہوں۔ اب زاریہ اور بلیکی کو بھی ان کے حوالے کرنا ہے۔ یہ خصوصی جیل میں رہیں گے جہاں ان پر دہشت گردی کا مقدمہ چلے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا جبکہ عمران ایک بار پھر کنٹرول روم سے باہر نکل آیا۔ اس مرتبہ اس کی واپسی ایک گھنٹے بعد ہوئی۔ بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر چائے بنانے کے لئے کچن میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ چائے کے دو کپ بنا کر لے آیا۔ ایک کپ اس

نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے سی ایل آئی پر نظر ڈالی تو سرسلطان کے موبائل فون کے نمبر تھے۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"طاہر بیٹے۔ کیا عمران موجود ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی پریشان آواز سنائی دی۔

"جس قوم کے سلطان پریشان ہونے لگیں اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے"...... عمران نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ وہ مجرمہ تو فرار ہو گئی ہے"...... سرسلطان نے عمران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"چلیئے۔ آپ کی ایک جیل رنگین ہونے سے بچ گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیل رنگین ہونے سے بچ گئی۔ کیا مطلب ہے عمران بیٹے تمہارا"۔ سرسلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کہتے ہیں کہ وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ۔ زاریہ جیسا رنگ آپ کی کسی جیل میں پہنچ جاتا تو وہ جیل تتلی کی طرح رنگین ہو جاتی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

ختم شد